میر انیس و دبیر کے مرثیے مضمون مل گئے اب سبع مثانی کے لفظ کے ... کھل گئے

جلد اول

سبع مثانی

(یعنی)

فصحائے سخن جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر طاب ثراہ کے ۱۴ عدیم النظیر و صحیح ترین مرثیوں کا مجموعہ

(مصدقہ)

فخر المتقدمین استاد المتاخرین یادگار حضرت دبیر مغفور و جانشین جناب اوج مرحوم جناب مرزا محمد طاہر صاحب رفیع مد ظلہ العالی

(مرتبہ)

مداح امام کونین جناب سید [illegible] حسین صاحب خبیر رضوی لکھنوی ارشد تلامذہ حضرت اوج مغفور اعلی اللہ مقامہ

حسب فرمائش منیجر ممتاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ

(باہتمام احقر العباد محمد جواد مالک و مہتمم مطبع)

نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں طبع ہوا

قیمت بلحاظ کاغذ	قسم اول ولایتی چکنا سفید کاغذ (۲۰ پونڈ) دو روپیہ آٹھ آنہ ۲/۸	قسم دوم دیسی سفید کاغذ (۱۶ پونڈ) دو روپیہ ۲	قسم سوم ولایتی سفید کاغذ (۲۰ پونڈ) ایک روپیہ آٹھ آنہ ۱/۸

جملہ حقوق محفوظ

یہ جلد ... بک ڈپو چوک لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہے

جملہ حقوق محفوظ

اعلی حضرت ہز ہائینس نواب میر فضل علیخاں
صاحب بہادر والی ریاست عالیہ بیگن پلی

الف

عکس عبارت توثیق سبع مثانی از قلم استاذ الاساتذہ حضرت رفیع مدظلہ العالی

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

مداح امام الکونین عزیزی سید سرفراز حسین صاحب خبیر سلمہ اللہ القدیر شاگرد رشید والد علام حضرت اوج طاب ثراہ و خاکسار ہیچمدان رفیع کا مدت سے تقاضا اور خود اس فقیر کا ارادہ تھا کہ تاجدار کشور سخن قبول مداح آل رسول بندۂ درگاہ پنجتن خدائے سخن استاد نے اطہر جد امجد جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر اعلی اللہ مقامہ کے ان مشہور مرثیوں کی تصحیح اصل نسخہ دبیری سے کر دی جائے جنہیں اہل مطبع کی بے پروائی احباب کی دریدہ کارروائی دبیر ہمہ دان و نکتہ سنج کی بے نیازی کلام دبیر کی ملت نوازی اور قبول عام کی قدر افزائی کے ہاتوں بڑے بڑے ستم ہو گئے الحمد للہ کہ اب چودہ مرثیوں کی ایک جلد شائع ہو رہی ہے اصل مرثیوں جو مصنف مرحوم کے پڑھے ہوئے ہیں سے مقابلہ کرتے وقت قیامت نظر آئی مصرعوں اور بیتوں کا ذکر کیا بند کے بند الحاقی اکثر عمدہ بند ندارد کہیں تحریف کہیں تخفیف سلسلہ کی زنجیریں شکستہ کہیں کچھ کہیں کچھ جا بجا الفاظ میں بہار اور خزاں کا فرق جہاں تک ممکن ہوا اصل مرثیوں سے تصحیح کر کے ایک جلد مشتے نمونہ از خروارے اہل نظر کے سامنے پیش کی جاتی ہے خلاق سخن آفرین اسکی طبع میں کوشش اور توجہ کرنیوالوں کو جزائے خیر دے اگر قلوب مومنین پر سعی خبیر کا کچھ اثر ہوا تو خاص خاص مرثیے بھی خبیر کے ہاتوں سے خوب سے خوب اصلاح کی ہے اسی طرح صحیح حالت میں طبع ہو کر لذت افزائے اہل ذوق ہوں گے

محررہ ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء

خاکسار
محمد طاہر رفیع

فہرست مراثی مطبوعہ سبع مثانی جلد اوّل

نمبر شمار	مطلع	تعداد بند	صفحہ	مختصر کیفیت
۱	کوفے میں بہار آئی جو گلگشت چمن کو	۱۴۴	۱	مضامین بہاریہ و روانگی از مدینہ و حال حضرت مسلمؑ تا شہادت
۲	جب ماہ نے نوافل شب کو ادا کیا	۱۸۹	۳۷	مناظر صبح ترتیب فوج و حال حضرت حرؑ
۳	پرچم ہے کس علم کا شعاع آفتاب کی	۲۳۰	۸۵	حال حضرت عونؑ و محمدؑ
۴	اے صبح کیا ہوا جو ترا جیب چاک ہے	۱۱۲	۱۴۳	حال دربار شام و جنگ حضرت قاسمؑ بزبانی شمر لعین (یہ مرثیہ اس سے قبل طبع نہیں ہوا تھا)
۵	سیفی کا نمونہ مری شمشیر زباں ہے	۱۶۳	۱۷۱	حال حضرت ابوالفضل العباسؑ
۶	اے شمس و قمر نور کی محفل ہے یہ محفل	۱۳۲	۲۱۳	حال حضرت علی اکبرؑ
۷	آدم کا دادرس بنی آدم میں کون ہے	۱۶۴	۲۴۷	حال سید الشہداؑ
۸	سرتاج کائنات حسنؑ اور حسینؑ ہیں	۱۳۳	۲۸۹	حال سید الشہداؑ
۹	یارب مجھے مرقع خلد بریں دکھا	۱۳۹	۳۲۲	اشتیاق زیارت حال سید الشہداؑ روایت قیس
۱۰	جب شامیوں میں صبح کی نوبت کا غل ہوا	۱۳۱	۳۵۷	حال سید الشہداؑ
۱۱	کوہ رنیم پہ جو علیؑ کا گذر ہوا	۸۵	۳۹۱	حال سید الشہداؑ
۱۲	جب حرم قلعۂ شیریں کے برابر آئے	۵۸	۴۱۳	حال شیریںؑ (یہ مرثیہ اس سے قبل کسی جلد میں نہیں طبع ہوا تھا)
۱۳	سرسبز ہوا ریاض اس سحیداں کا	۱۱۵	۴۲۹	حال ہند
۱۴	منبر نشین انجمن شاہ دیں ہوں میں	۱۳۰	۴۵۹	روایت خورشید بانو و واقعہ دفن سر سید الشہداؑ بہ نجف

باسمہ سبحانہ

کیست اے فضل علی اندر جہان ہمتاے تو — ز فزون باد شان و ہمت والاے تو

آمدہ مفتاح قفل مقصدم ایماے تو — شکر نعمتہاے تو چندانکہ نعمتہاے تو

عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

مین اس متبرک مجموعہ کو اپنے ولی نعمت صاحب شوکت وحشمت شیداے رسول و آل رسول والا خطاب ہز ہائنس نواب میر فضل علیخان صاحب بہادر خلد اللہ ملکہ والی ریاست عالیہ بیگن پلی کے نام نامی سے بنظر قدر افزائی معنون کرتا ہون۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

وابستہ دامن دولت

فقیر خبیر

خط قلمی جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر مرحوم کا عکس

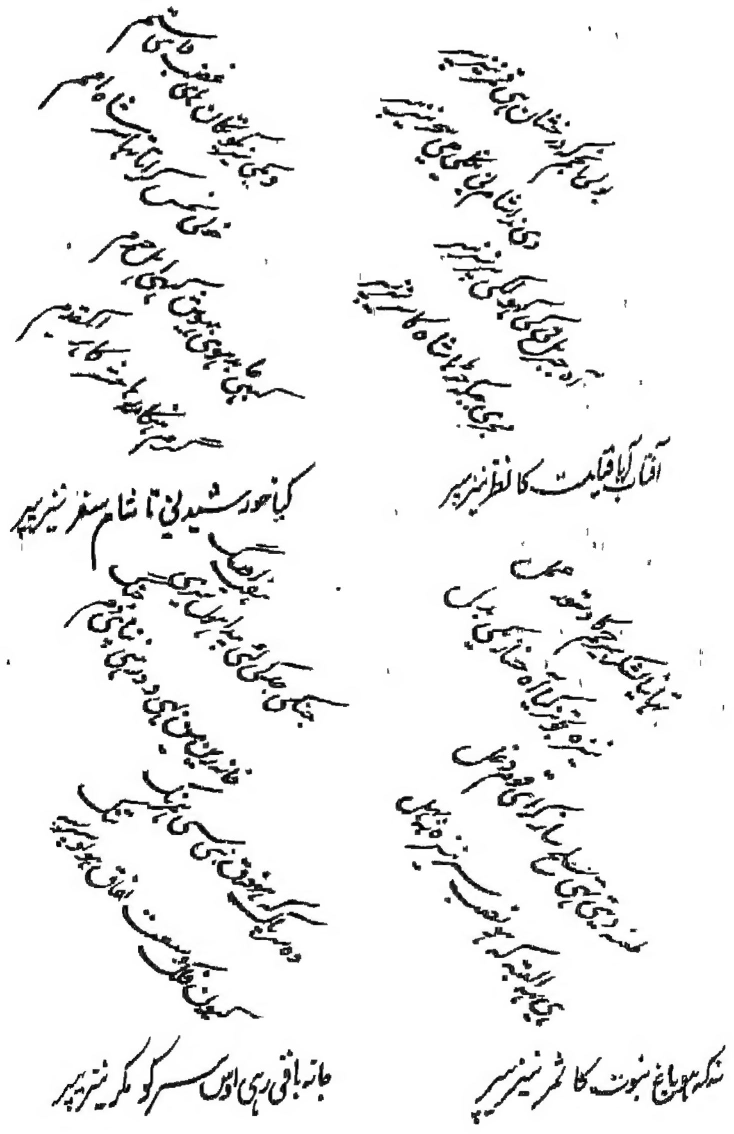

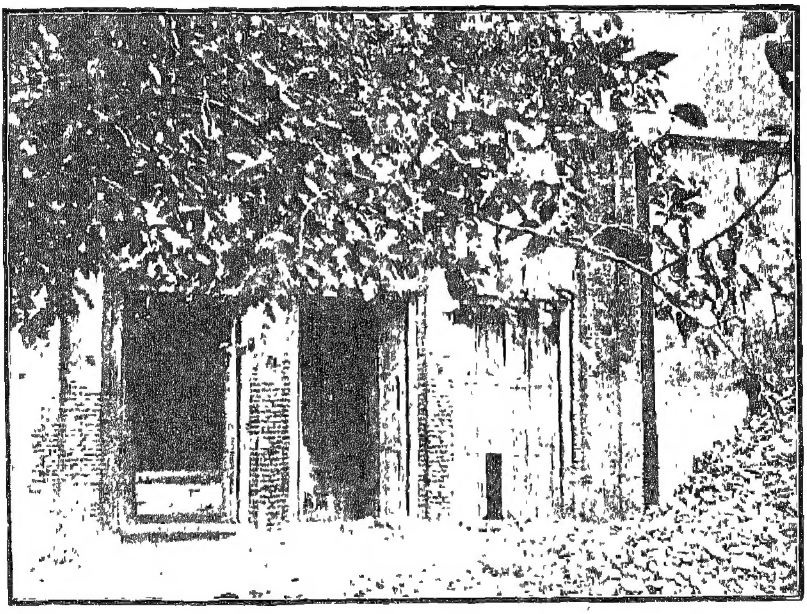

مقبرہ شکستہ خدائے سخن جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر اعلی اللہ مقامہ

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U76814
ALIGARH
۷۶۸۱۴
CHECKED-2002
19 AUG 1980

تمہید از خبیر

جہانتک مجھے یاد ہے مین بچپن ہی سے خدائے سخن حضرت دبیر اعلی اللہ مقامہ کے کلام کا شیدائی تھا اسپر طرہ یہ ہوا کہ خوش نصیبی سے جانشین دبیر شاعر بے نظیر جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوج نور اللہ مرقدہ سا شفیق و جامع استاد ملا اب کیا تھا ذوق فطری کہین سے کہین جا پہونچا برسوں جناب مرحوم کی آستانہ بوسی کی۔ اسی زمانہ میں مرثیہ پڑھنے کا شوق دامنگیر دل ہوا۔ ابتدا ابتداءً مین سلام کہتا استاد مرحوم دل بڑھاتے حاضرین مجالس میرے خذف ریزوں کو جواہر پارہ بناتے روز بروز حوصلہ بڑھتا۔ کچھ دن بعد مرزا دبیر علیہ الرحمہ کے مختصر مرثیہ برسر منبر پڑھنا شروع کیے یہ مرثیے کسی مطبوعہ جلد مرزا صاحب سے نقل کرتا اور استاد مغفور کو سنا لیتا۔ جناب مبرور ان مرثیوں کو کبھی انہیں یاد سے درست فرمایا کرتے کبھی اصل مرثیے سے مقابلہ کرکے تصحیح فرما دیتے۔

استاد مرحوم اکثر ان مرثیوں کی تصحیح کے وقت فرماتے ”حیف حضرت مرحوم کے کلام پر اہل مطابع نے بڑا ظلم کیا“ برسوں یہ بات میری سمجھ مین نہ آئی اور سمجھ مین آتی کیونکر اتنا شعور ہی کہان تھا کہ ربط و بے ربطی مین امتیاز کر سکتا محاسن و معائب کلام پر نظر ڈال سکتا جو کچھ وہ فرماتے سن لیتا۔

ایک زمانہ کے بعد قند اردو نظر سے گزری یہ کتاب انٹرنس کے نصاب مین داخل تھی اس مین چند بند مرزا دبیر کے نام سے درج تھے جو مجھے محفوظ نہین صرف ایک مصرع یاد رہ گیا ہے اور وہی دل کے لہو کر دینے کے لیے کافی ہے ع ”راکب کا جگر چیر کے مرکب نکل آیا“ اور یہ بھی خوب یاد ہے کہ اس بند مین اجل کا قافیہ مکرر تھا مصرعے بالکل بے ربط اور معنی سے بے نیاز تھے۔ میں نے مولانا جلال الدین صاحب مولف کتاب کو لکھا کہ سرکار نے یہ بند مرزا صاحب کی کس جلد سے انتخاب فرمائے ہین اور ان کا مطلب کیا ہے اور اگر بالفرض انکی کسی مطبوعہ جلد مین ملتے بھی ہیں تو دبیر سا ایسے اکمل روزگار سے

ایسے مہملات کا منسوب کرنا کہان تک جائز ہے جسکے جواب مین مولانائے موصوف نے تحریر فرمایا کہ دوسری اشاعت مین یہ بند خارج کر دیے جائین گے۔

یہ بات بھی سمجھ مین نہیں آتی کہ نصاب تعلیمی کے معین کرنے والی انجمن نے ایسی کتاب نصاب مین داخل کرنے کی اجازت کیونکر دی جسکو پڑھ کر اُستاد شاگرد دونون غلط فہمی مین پڑین اور ایک زبردست ادیب شاعر کے متعلق نامناسب رائے قائم کرنے کا موقع ملے۔ البتہ مرزا دبیرؔ کے جو مرثیے اس جلد مین طبع کیے گئے ہین اس قابل ہین کہ اعلےٰ جماعتون کے نصاب مین داخل کیے جائین شاید ہندوستانی یونیورسٹیان عموماً اور عثمانیہ یونیورسٹی خصوصاً اس طرف توجہ کرے۔ حق تو یہ ہے کہ اعلیٰحضرت شہریار دکن نے عثمانیہ یونیورسٹی قائم کرکے اردو ادب کو ہمیشہ کے واسطے زیر بار منت کر لیا ہے یہی ایک یونیورسٹی ہے جس نے اُردو کو حیات تازہ بخشی ہے اور ہر وقت زبان کی خدمت مین منہمک ہے۔ یہان اتنا اور عرض کرنا چاہتا ہون کہ اگر مرزا دبیر مرحوم کے مرثیون سے منتخب بند کسی نصاب کے واسطے درکار ہون تو حیات دبیر جلد اول۔ المیزان اور اس جلد سے لینا چاہیے۔ یہ لکھنا اس لیے ضروری ٹھہرا کہ انٹرمیڈیٹ کے کورس مین ایک اُردو کتاب داخل تھی اسمین ایک دو بند مرزا دبیرؔ کے ایک ابتدائی پرانے مرثیے سے لیے گئے ہین یہ وہ مرثیہ ہے جو شاید مرزائے مرحوم نے ۱۳-۱۴ برس کی عمر مین تصنیف کیا ہو۔ لیکن یہ مرثیہ شمس العلما مولانا سید امداد امام صاحب اثرؔ نے حقیقت الحقائق مین لکھدیا ہے اس وجہ سے نصاب بنانے والے نے خیال کیا کہ جو بند ایسے جلیل القدر بزرگ نے انتخاب کیے ہین وہ اچھے ہی ہون گے اور مرزا کے کلیات پڑھنے کی زحمت گوارا نہ کی۔

بہر کیف قند اُردو مین وہ بند دیکھ کر مین نے مرزا دبیر مرحوم کے کلام کی بیسون جلدین فراہم کین۔ وقتاً فوقتاً اُن کا مطالعہ کرتا اور حیران رہ جاتا اسلیے کہ اگرچہ قند اُردو والے وہ بند تو کہین نظر نہ آئے لیکن اکثر مقامات پر عجیب عجیب مصرعے عجیب تبیین نظر آتین جو ویسی ہی تھا بلکہ اُن سے کہین بالاتر ہوتین کہین کاتب کی اصلاح سے شعر مہمل کہین الحاق سے مرثیہ دلق گدا اکثر بند دو دو چار چار مرثیون مین مشترک۔ مثلاً دفتر ماتم کی چھٹی جلد اسمین یہ مرثیہ طبع ہوا ہے وہ ملتا ہے مزا روح کو حیدرؑ کی ثنا سے'' نوین بند کے بعد سے جتنے بند ہین وہ دوسرے مرثیہ (مطلع) اے مومنو کیا رتبۂ ماہ رمضان ہے'' مین اُنتیسوین بند کے بعد ضم ہین۔ اسی جلد کے تیسرے مرثیہ (مطلع) '' فرزند علیؑ برج امامت کا قمر ہے'' مین بھی دوسرے بند کے بعد وہی بند ہین قریب قریب

لہ ایک کاتب نے یہ مصرع '' نگاہ زمین درشیر فلک مل کے دو ہوئے'' ایک قلمی مرثیے مین یون لکھدیا تھا '' نگاہ ان مین شہر تک سلے ہل کے دو ہوئے'' اگر یاد نہو تو اس مصرع کو دُنیا مین کون صحیح کر سکتا ہے۔ حقیر خبیر ۱۲

یہی عالم ہر مرثیہ کا ہے دبیر مغفور کا ایک مشہور مرثیہ "کوہ رقم پر جو علیؑ کا گزر ہوا" اکثر بند جو اس مرثیے کے اوّل میں ہیں وہی آخر میں اول میں ایک مطلع بھی لگا ہوا ہے "اے منبر حسین بنا اوج آج دے" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کاتبوں نے اُجرت کتابت بڑھانے کے واسطے یہ بند مکرر لکھدیے اور صاحبان مطبع نے کچھ اعتنا نہ کی بعض مختصر مرثیے طولانی اور طولانی مرثیے مختصر نظر آتے ہیں کسی مرثیہ میں خود مرزا دبیرؔ کے کسی دوسرے مرثیہ سے پیوند دیا گیا ہے کسی میں اُن کے کسی شاگرد یا کسی اور مرثیہ گو کے بند مخلوط کیے گئے ہیں بعض مرثیے ایسے بھی ملے جنکے بند بالکل غیر مربوط ہیں۔ عجب نہیں کہ چند آدمیوں نے مل کر یہ مرثیے مجلسوں میں نقل کیے ہوں اور اپنی راے کے موافق کُل مرثیہ ترکیب دے لیا ہو جو مصرعے یا بند چھوٹ گئے وہ تصنیف کرکے مرثیہ مکمل کر لیا اور کسی رئیس کے ہاتھ فروخت کر لیا۔ کیونکہ مرزا دبیرؔ کے کلام کی اُس زمانے میں وہ قدر تھی کہ دوسروں کے مرثیے اُن کا تخلص ڈال کر ہزار دو ہزار روپیہ لے کر اُمرا و روسا کی خدمت میں پیش کیے جاتے تھے۔ اکثر مطبوعہ مرثیے ایسے بھی ملے جن میں دس دس بیس بیس بند ندارد اور مرثیہ بے ربط اگر یہی وہی صورت ہوئی ہو تو عجب نہیں کہ مصنف نے برنبائے اختصار چند بند اول سے یا درمیان سے چھوڑ کر کچھ کلمات نثر بیان کرکے تھوڑا بہت مرثیہ پڑھ دیا وہ مرثیہ اُسی طرح مجالس میں نقل ہو گیا جیسے اہل مطبع نے اُسی طرح چھاپ دیا۔

الحاصل مرثیوں کا یہ حال دیکھکر مدت سے خیال تھا کہ مرزا مرحوم کا کُل کلام اصل سے مقابلہ ہونے کے بعد صحت کے ساتھ طبع ہو لیکن اس امر عظیم کے واسطے سرمایہ وقت اور قابلیت کی ضرورت تھی ایک آدمی کے بس کا یہ کام نہیں۔ میں نے اُستاد مرحوم اور پھر اُستاذی حضرت رفیع مدظلہ العالی سے بارہا عرض کیا کہ دفتر ماتم کی بیسوں جلدوں کی تصحیح اصل کلام سے ہونا چاہیے لیکن ان حضرات نے محض اس بنا پر سکوت اختیار فرمایا کہ یہ کام برسوں میں بھی سرانجام کو پہونچتا نظر نہ آتا تھا پھر ہر مرثیہ کی اصل بھی موجود ہونا ضروریات سے تھی۔ ہاں اُستاد مرحوم نے چند مرثیے جو میرے پڑھنے کے تھے اصل نسخہ سے مقابلہ کرکے درست فرما دیے تھے جن کا ذکر سابق میں ہو چکا ہے۔

ادھر میرے مخلص دوست سید علمدار حسین صاحب مرحوم[1] (بی اے علیگ) رئیس تیوڑہ ضلع مظفر نگر نے اور میں نے یہ قصد کیا کہ مرزا دبیرؔ مرحوم کے مرثیوں سے ایک مسلسل نظم دو ڈھائی ہزار بند کی ترتیب دینا چاہیے

---

[1] سید علمدار حسین مرحوم بڑے علم دوست تھے مرحوم کی زیر ادارت ایک ماہوار ادبی رسالہ "النجم" بھی جاری ہوا تھا۔ میرے سچے دوست تھے افسوس کہ مرحوم ۸ / ماہ رمضان ۱۳۵۵ھ کو بعد افطار میرے یہاں سے جا رہے تھے کہ موٹر سے تصادم ہوا اور ایسی شدید ضرب آئی کہ چند گھنٹے میں راہی مُلک بقا ہوے اگر مرحوم زندہ ہوتے تو اس جلد کی اشاعت و طباعت میں مجکو زیادہ زحمت نہ ہوتی حقیر خبیر ۱۲

جسمین امام حسین علیہ السلام انصار حسینی اور اہلبیت اطہار کے مدینہ سے کربلا تک کے سفر کا مفصل حال ہو واقعات کربلا کی تصویر بھی ہو اور اسیران اہلبیت کے دربار شام تک جانے زندان شام مین قید رہنے اور مدینہ مین واپسی تک کے واقعات کا مرقع کھینچا گیا ہو۔ اس غرض سے قریب قریب کل مرثیے پڑھنے کا اتفاق ہوا اور آخر بحر ہزج کے مرثیون سے انتخاب شروع کیا۔ انتخاب کرتے وقت پھر یہ خیال آیا کہ اس طرح محض واقعات کی بنا پر ایک ہی بحر کے مرثیون کے انتخاب مین بہت سے اچھے اچھے مرثیے رہ جائینگے کیونکہ اکثر ایک ہی واقعہ ایک مرثیہ مین معمولی طور پر نظم ہوتا ہے اور وہی دوسرے مرثیے مین جسکی بحر اور ہوتی ہے اُس سے بہتر طریقہ پر کہا جاتا ہے مثلاً میر انیس مرحوم کے یہی دو مصرع " تھا بلبل خوش گو کہ چہکتا تھا چمن مین " اور " بلبل جو چہک رہا تھا ریاض رسول مین " صرف بحر کے تغیر سے مختلف مراتب فصاحت و دلربائی پر ممتاز ہیں لہذا اب صورت انتخاب یہی طے پائی کہ فی الحال چودہ مرثیے منتخب کیے جائین اور ان مرثیون کی تصحیح پرانے پرانے مرثیون سے کی جائے۔ چنانچہ استاذی جناب فیج مدظلہ العالی محترمی جناب میر فراست حسین صاحب فراست مصنف ماہ کامل و تصویر وفا رئیس زیدپور ارشد تلامذہ حضرت آوج مغفور عالیجناب میر افضل حسین صاحب ثابت رضوی لکھنوی مولف حیات دبیر وکیل کوٹہ (راجپوتانہ) وغیرہم سے مشورہ لے کر یہ چودہ مرثیے جو اس جلد مین شامل ہین منتخب کیے گئے جناب ثابت نے مرزا دبیر مرحوم کا کچھ غیر مطبوعہ کلام بھی عنایت فرمایا۔ اب ہر مرثیہ کی متعدد نقلیں کی گئیں اور ملک کے مختلف حصّون مین جہان جہان مجکو یہ خبر ملی کہ کسی کے پاس مرزائے مرحوم کا کلام ہے وہ مرثیے بھیجے اور یہ استدعا کی کہ اپنے بستہ کے مرثیون سے ان کا مقابلہ کرکے بھیجیے بعض حضرات نے مرثیہ واپس کرنا تو درکنار خط کا جواب تک نہ دیا۔ لیکن بعض حضرات نے بعد مقابلہ وہ مرثیے واپس فرمائے حضرت فراست اور حضرت ثابت مدظلہم العالی نے اس امر مین سب سے زیادہ انہماک ظاہر فرمایا جس کا مین ممنون ہون۔ لکھنؤ مین میر نثار حسین صاحب قبلہ مرثیہ خوان شاگرد جناب اوج مرحوم ایک معمر بزرگ ہین جناب ممدوح نے مرزا دبیر مغفور کو بھی سُنا ہے اُن کے پاس بھی کافی ذخیرہ مرثیون کا ہے دو تین مرثیون کی تصحیح سید صاحب موصوف نے اپنے پڑھنے کے مرثیون سے فرمائی خداوند عالم اُنکو جزائے خیر دے۔ خود مین[1] نے اور سید علمدار حسین مرحوم نے اپنے پاس کے پُرانے پُرانے مرثیون سے مقابلہ کرکے بعض مرثیوں کی تصحیح کی۔ ان تمام مرحلون کے طے ہو جانے کے بعد پھر جب نظر کی تو کسی نقل مین کچھ کسی نقل مین کچھ بیان یہ کوشش

---

[1] میرے نانا نواب مہدی علی خان مرحوم (نبیرۂ نواب شجاع الدولہ بہادر خلد منزل) کو مرثیہ پڑھنے کا شوق تھا اُن مرحوم کے بستے مین اکثر اساتذہ کے مرثیے مجکو ملے مرزا دبیر مرحوم کے بھی سیکڑون قلمی مرثیہ اُسی ذخیرہ سے مجکو دستیاب ہوئے جن مین سے اکثر میرے پاس ابتک موجود ہین۔ حقیر خبیر عفی عنہ

کہ مرثیے اُسی طرح شائع ہوں جس طرح مصنف نے خود تصنیف کیے ہیں نہ کوئی بند زیادہ ہو نہ کم۔ آخر پھر اُستاذی حضرت رفیع مدظلہ العالی سے استدعا کی کہ بغیر آپ کی مدد کے یہ کام انجام نہیں پا سکتا۔ اسکے قبل جب کبھی عرض کیا جناب ممدوح نے یا سکوت فرمایا یا کوئی عذر کیا جس کی وجہ کثرت افکار اور سلسلۂ ملازمت رامپور کے سوا اور کچھ نہ تھی۔ علاوہ بریں کُل مرثیوں کی تصحیح اصل نسخہ سے کرنا بہت دشوار امر تھا اس مرتبہ صرف چودہ[1] مرثیوں کی صحت کا معاملہ تھا اور یہ بھی تھا کہ ریاست رامپور سے ملازمت کا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا تھا اور جناب ممدوح اپنے ممدوحین کی طرح قناعت کے ساتھ گوشہ گیر تھے وعدہ بھی فرمایا اور ایفا بھی۔ خدائے برتر جناب ممدوح کو صحیح و سالم رکھے آپ کی ذات مغتنمات سے ہے اور حق یہ ہے کہ دور حاضرہ میں خود جناب اپنی نظیر ہیں۔ بہرکیف جناب موصوف نے مرزا دبیرؔ مرحوم کے نسخہ سے اُن کے بڑھے ہوئے مرثیے نکالے بعض کی میرے سامنے تصحیح فرمائی اور بعض چند روز کے بعد مقابلہ کر کے واپس فرما گئے۔ جناب ممدوح نے مقابلہ کے وقت جو تغیر عظیم پایا اُسکا ذکر توثیق حضرت رفیع میں نظر آئے گا۔ توثیق کی عبارت جناب مرزا صاحب قبلہ نے اپنے قلم سے تحریر فرما کر اس جلد میں شامل کرنے کے لیے عطا فرمائی ہے۔ اب بھی میری یہی تمنا ہے کہ میری زندگی میں دبیرؔ مرحوم کے کُل مرثیے اسی صحت کے ساتھ شائع ہو جائیں۔ اس جلد میں دو مرثیے ایسے بھی ہیں جو آج تک دفتر ماتم یا نولکشوری جلد میں طبع نہیں ہوئے اور باقی مرثیوں میں دس دس بیس بیس بند ایسے ہیں جو اب تک شائع نہ ہوئے تھے۔

جب یہ مجموعہ اس صورت سے مرتب ہو گیا تو موجودہ زمانے کی روش کے بموجب یہ بات ذہن میں آئی کہ تمہید کے بعد ایک ایسا مقدمہ ہو جس میں مصنف مرحوم کے سوانح و خصائص کلام کے علاوہ مرثیہ گوئی کی اجمالی تاریخ بھی ہو۔ کہاں تک شکریہ ادا کروں جناب میر افضل حسین صاحب ثابتؔ رضوی لکھنوی بالقابہ مؤلف حیات دبیر اور جناب چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوقؔ مدظلہ العالی رضوی مؤلف المیزان رجناب موازنہ انیسؔ و دبیرؔ) اسپشل مجسٹریٹ و رئیس دہاین کا جنھوں نے میری استدعا قبول فرما کر اس کمی کو پورا کر دیا۔ افسوس اس امر کا ہے کہ حضرت ثابتؔ[1] کی طرح مجکو بھی مرزا دبیر مرحوم کی تصویر دستیاب نہ ہو سکی مجبور ہو کر میں نے مرزا دبیر مرحوم کے مقبرہ کی تصویر اور عکس تحریر اس جلد میں شامل کیا۔

---

[1] جناب ثابتؔ جب حیات دبیرؔ لکھ رہے تھے اُسوقت مرزا دبیرؔ مرحوم کی تصویر حاصل کرنے کی بڑی کوشش کی پچاس روپیہ انعام کا اشتہار دیا مگر کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ شاید مرزا دبیر مرحوم نے اپنی تصویر کھچوائی ہی نہیں۔ خبیر ۱۲

اب مرحلہ اس جلد کی طباعت اور اشاعت کا رہا میں نے سابقاً سید صغیر حسن صاحب شمس؎۱ زیدی الواسطی مالک مطبع اثنا عشری دہلی کو لکھا تھا۔ اُنھوں نے چھاپنے کا وعدہ بھی فرمایا تھا لیکن دفعۃً وہ ایسے علیل ہو گئے کہ معاملہ طباعت التوا میں پڑ گیا۔ مجکو یہ جلدی کہ زندگی کا اعتبار کیا پھر مجھ ایسے آزاری اور کثیر الافکار کی زندگی کا جہانتک جلد ممکن ہو یہ مجموعہ شائع ہو جائے۔ اب ایک صورت اور سمجھ میں آئی وہ یہ کہ ابھی میری طرح ملک میں کلام دبیر کے بہت سے شیدائی موجود ہیں جن میں سیکڑوں امیر کبیر بھی ہیں۔ پھر خود میرے احباب اگر تھوڑی تھوڑی اعانت کرینگے تو یہ مجموعہ بہتر سے بہتر صورت میں شائع ہو جائے گا۔ اسی گمان پر میں نے لکھنؤ میں اکثر حضرات سے عرض کیا اور بہت سے جوابی خط مشہور فدائیان مرزا صاحب مرحوم کی خدمت میں بھیجے اور کچھ عریضے اپنے بھروسہ کے احباب اور اعزہ کے پاس روانہ کیے اور اس امر کا صاف طور پر اظہار کر دیا کہ بعد طباعت باندازۂ اعانت جلدیں حاضر خدمت کر دی جائیں گی۔ لیکن لکھنؤ میں صرف مجتبیٰ سید آل رضا صاحب رضاؔ ایڈوکیٹ محترمی سید تیصر حسین صاحب رضوی ایم اے وکیل نواب سید ذاکر رضا صاحب رئیس مرشدآباد، سید مہدی رضا صاحب متعلم شیعہ اسکول اور منیجر صاحب جوہر بک ڈپو چوک نے میری استدعا قبول فرمائی حضرات بیرونجات میں برادر محترم جناب سید علی نقی صاحب قبلہ مجسٹریٹ نگین تپی، اخی محترم جناب یوسف مرزا صاحب؎ قبلہ (حیدرآباد دکن) عم محترم مرزا احمد بہادر صاحب یاور جج و مجسٹریٹ ضلع کریم نگر حیدرآباد دکن مجتبیٰ سید کاظم رضا صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ایٹہ، برادر محترم جناب میر فراست حسین صاحب فراست رئیس زیدپور، جناب میر افضل حسین صاحب ثابتؔ وکیل کوٹہ سید اکبر مہدی صاحب سلیمؔ رئیس جرول؎۲۔

؎۱ اسمیں شک نہیں کہ جناب شمسؔ بالقابہ نے بڑے بڑے قومی کام انجام دیے ہماری قوم کے بہت سے اہل قلم کے کارنامے جناب سید صاحب موصوف کی وجہ سے باقی رہ گئے۔ جناب ممدوح کی مجھپر خاص عنایت ہے چنانچہ میرے مصنفہ مرثیوں کی ایک جلد بھی اپنے اہتمام اور اخراجات سے آپ طبع کرنے والے ہیں۔ حقیر خبیر ۱۲

؎۲ عرصہ ہوا کہ خان بہادر نواب مظفر علیخان صاحب بہادر متخلص بہ کوثر رئیس جانسٹھ کی تحریک سے لکھنؤ میں دبیر کلب کا افتتاح ہوا تھا جس میں انیس روپیہ (۱۹؎) کے قریب چندہ فراہم ہوا مصارف جلسہ ابتدائی و طباعت رسید بکس وغیرہ نکال کر ۵؎ میرے پاس جمع تھے۔ اس کے متعلق جتنے کاغذات تھے وہ میں نے نواب صاحب موصوف کو دے دیے تھے اس چندہ میں حضرت ثاقبؔ اور حضرت سلیمؔ مدظلہم العالی کی رقم بھی شامل تھی میں نے ان حضرات سے درخواست کی کہ وہ اب یہ رقم واپس لے لیں کیونکہ اب دبیر کلب کا وجود نہیں رہا وہ صرف احباب کا وقتی جوش تھا مگر ان حضرات نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور مجھکو اجازت دی کہ وہ رقم اس جلد کی طباعت میں صرف کر دی جائے۔ حقیر خبیر

عہ برادر یوسف مرزا صاحب نے بی اس سی کا امتحان پاس کیا پھر نظام گورنمنٹ کی طرف سے مختلف کارخانوں میں مکینکل انجینرنگ کا کام سیکھنے کیواسطے ۱۹۲۲ء میں انگلستان بھیجے گئے وہاں آپکا قیام قریب سوا پانچ سال کے رہا اور اس زمانے میں دیگر مدارس میں تعلیم حاصل کرنی شروع کی تکمیل کے بعد انسٹیٹیوٹ آف مکینکل انجینیرز لندن کا امتحان پاس کیا اب ماشاءاللہ بحیثیت مکینکل انجینیر کے عثمانیہ سنٹرل ٹکنکل انسٹیٹیوٹ حیدرآباد دکن کے اسٹاف ممبر ہیں اور اکثر اوقات مکینکل انجینرنگ کے عہدہ پر مامور رہیں۔ باوجود ان تمام امور کے آپ پر مغربی آب ہوا کا کوئی اثر نہیں حقیقت [illegible] کی ذات [illegible]

برادر عزیز لفٹنٹ آغا نادر حسین صاحب سلمہ ایڈی سی ہز ہائنس نواب صاحب بہادر رامپور نے میری پہلی آواز پر لبیک کہی جن کا مین تہ دل سے ممنون ہون۔

چندہ کی مجموعی رقم بہتر روپیہ ہوئی کیونکہ مین نے پانچ روپیہ سے کم اور دس روپیہ سے زیادہ کسی صاحب سے چندہ لینے کی درخواست نہین کی تھی خیال یہ تھا کہ دس دس پانچ پانچ کرکے اتنا روپیہ جمع ہو جائیگا جو مصارف طباعت کے واسطے کافی ہوگا۔ جب اتنی معمولی رقم کا دینا بھی بعض احباب پر اسقدر بار ہوا کہ اکثر حضرات نے مجکو میرے جوابی خطوط کا جواب بھی نہ دیا بعض نے جواب صاف دیا اور بہت سے احباب نے برابر وعدے فرمائے مگر انکے وعدے ابتک وعدے ہی ہین یہ صورت دیکھ کر مین نے تہیہ کر لیا کہ اب بقیہ مصارف مین خود برداشت کرونگا چنانچہ ایک معتدبہ رقم مجکو اپنے پاس سے صرف کرنی پڑی۔ درحقیقت مجھ ایسے بے بضاعت کی اتنی ہمت کہان تھی کہ اس کام مین زر کثیر صرف کر سکتا یہ سب حضور پر نور اعلی حضرت ہز ہائنس نواب میر فضل علیخان صاحب بہادر ادام اللہ اقبالہم العالی والی ریاست عالیہ بنگن پلّی کے اُس گران بہا عطیہ کا اثر تھا جو سرکار عالی کئی سال سے اس ہیچمدان کو ماہ محرم مین عطا فرماتے ہین۔ کارساز حقیقی سرکار عالی کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے ایسے وضعدار کریم النفس منکسر المزاج بیدار مغز اور منتظم روسا ہندوستان مین خال خال ہین۔ حضور پُر نور کے جد امجد نواب میر فتح علی خان صاحب بہادر خلد منزل کے عہد مین حضرت تقا مرحوم (خویش حضرت دبیرؒ) مدت مدید تک سرکاری مجالس پڑھا کیے اور اب یہ ہیچمدان زمانہ محرم مین یہ مجلسین پڑھتا ہے اس صورت سے اس ریاست عالیہ مین مرزا دبیر مرحوم کے خاندان کا کلام مدت سے پڑھا جاتا ہے اور یہان کے حکمران قدر فرماتے رہتے ہین یہی وجہ تھی کہ مین نے اس متبرک مجموعہ کا انتساب بھی سرکار عالی کے نام نامی سے فال نیک سمجھا اور سرکار عالی کی شبیہ مبارک سے اس کتاب کو زینت دی۔

اس جلد کے نام کے متعلق اتنا عرض کرنا ہے کہ مرزا دبیر مرحوم کے خاندان مین مرثیہ شروع کرنے سے پہلے فاتحہ کہتے ہین جس کو سن کر اہل مجالس بھی سورۂ حمد پڑھتے اور خود ذاکر بھی۔ سورۂ حمد کو سبع مثانی بھی کہتے ہین اسلیے کہ اس سورہ مین سات آیتین ہین اور یہ سورہ دو مرتبہ نازل ہوا علاوہ برین ہر نماز مین یہ دو مرتبہ پڑھا جاتا ہے اس لیے مین نے اس چودہ مرثیون کے مقدس مجموعہ کا نام سبع مثانی رکھا۔

اس جلد کی طباعت بجا پروف کی تصحیح بھی مین نے اپنے ذمہ لی تھی اور جہان تک ہوسکا یہ خدمت بکمال ذوق انجام دی مگر برا ہو میری ناتندرستی کا کہ پھر بھی چند معمولی غلطیان رہ گئین

جن کے لیے غلط نامہ کی بھی ضرورت نہ تھی لیکن مین نے احتیاطاً غلط نامہ دے دیا ہے ناظرین با تمکین قبل مطالعہ اگر صحت فرمالین تو بہتر ہے

ناظرین! بس مین نے بہت زحمت دی اتنا اور کہدون کہ مجکو نثر لکھنے کا بہت کم اتفاق ہوتا ہے اسلیے عبارت کی ناہمواری کا قصور قابل عفو ہے۔ مجکو اس تمہید کی ضرورت اس لیے اور محسوس ہوئی کہ اگر قوم کے ہونہار افراد کو کسی ضروری کام مین اس قسم کی مشکلون کا سامنا کرنا پڑے تو وہ ہمت نہ ہارین کارساز حقیقی اُن کو ضرور کامیاب کرے گا۔

پروردگار! میری یہ کوشش ایسی مقبول ہو کہ مرزا دبیرؔ مرحوم کا سب کلام اس سے بہتر صورت مین شائع ہو سکے فقط

حقیر سید سرفراز حسین خبیرؔ رضوی لکھنوی
اقل تلامذہ حضرت اوجؔ مغفور

ایک ضروری اعلان

اس جلد کے چند نسخے اعلیٰ قسم کے آرٹ پیپر پر بھی چھاپے گئے ہین

قیمت فی جلد غیر مجلد ۵؎ مجلد ۶؎

منیجر ممتاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ

سبع مثانی کی جلدین کتبخانہ ریاض التجارت چوک لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہین

عطیہ بزرگ محترم عالیجناب میرزا فضل حسین صاحب ثابت رضوی لکھنوی مدظلہم العالی

مولف و مصنف حیات دبیر دربار حسین برق غم ہدیہ مسلم وغیرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

و لہ الحمد و الرجوع الیہ

اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و آل محمد

میرزا سلامت علی ولد مرزا غلام حسین ابن مرزا غلام محمد خلف میرزا محمد رفیع پسر ملا ہاشم شیرازی برادر عینی ملا ابلی شیرازی صاحب مثنوی سحر حلال تھے۔ مرزا دبیر مرحوم کی تاریخ پیدائش ۱۱ جمادی الاول ۱۲۱۸ھ و تاریخ وفات ۳۰ محرم ۱۲۹۲ھ ہجری ہے۔ مولد شہر دہلی محلہ بلّی ماران۔ مدفن لکھنؤ محلہ نخاس (کوچہ دبیرا) مکان مسکونہ مین ہے۔ اس حساب سے ۷۴ برس کے قریب (بحساب قمری) زندہ رہے۔ اسی کو شمسی حساب سے ۷۲ برس کے قریب عمر سمجھنا چاہیے۔

مرزا غلام حسین صاحب کا سال ولادت ۱۱۹۰ھ ہجری بمقام شہر دہلی ہے۔ دبیر مغفور کے بڑے بھائی مرزا غلام محمد نظیر تخلص مرثیہ گو شاعر تھے جن کا سال وفات ۱۲۹۱ھ ہجری ہے۔ کہ جس سنہ مین جناب میر انیس نے انتقال فرمایا چنانچہ میر انیس مرحوم کے قطعۂ تاریخ وفات مین مرزا صاحب نے اس کا اشارہ فرمایا ہے۔ وہ شعر یہ ہے ؎

داد ربخا دنیی رعینی دو بازویم شکست — بے نظیر اول شدم امسال و آخر بے انیس

حالات بزرگان مرزا دبیر رح

مرزا صاحب کے بزرگون مین مرزا محمد رفیع۔ رفیع تخلص[1] اور جد اعلیٰ ملا ہاشم شیرازی کے حقیقی بھائی

---

[1] ملا محمد رفیع صاحب رفیع مرحوم کا ایک معنف قصیدہ در روضۂ رضوانِ طبع ہوا ہے جس کے چند اشعار نذر ناظرین ہین —

اے شہنشاہ ولی ملک تو اِلی کشور — والضحیٰ روی و قمر طلعت و النجم نصر
قل کفی تحت و فتحنا علم روحی لدر — عرش ایوان و فلک فرش و ملائک لشکر

کسوت قد ترا آمدہ لولاک طراز — خلعت جاہ ترا ہست لعمرک زیور
گرد راہت ہمہ را تاج لقد کرمنا — خاک پایت ہمہ را سرمۂ ما زاغ البصر

طوطی گلشن تنزیل تو ما ارسلناک — بلبل روضۂ تبلیغ تو یٰسین و زمر
در شبستان قم اللیل تو افروختہ اند — شمع تاہید [illegible]

از گلستان کمال تو گل اعطیناک — در بہار شرفت [illegible] کالکوثر
خواجۂ ختم رسل صاحب دیوان سبل — مقصد [illegible]

کعبہ محراب حرم قبلہ و منبر معراج — مکہ مولود و وطن یثرب و بطحیٰ منظر
ماحی بدعتی و داعی فردوس برین — حافظ امتی و شافع یوم المحشر

در اوصاف تو شفقت [illegible] — گرچہ کارش [illegible] شام و سحر

ملا اہلی شیرازی فارسی کے مستند شاعر گذرے ہین جن کی مشہور و بے مثل مثنوی سحر حلال ہے۔ جسکے ہر شعر مین دو قافیہ ہیں اور ہر شعر دو بحرون مین پڑھا جاتا ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

اے ہمہ عالم بر تو بے شکوہ — رفعت خاک در تو پیش کوہ

قاضی سید نور اللہ شستری شہید ثالثؒ نے اپنی مشہور کتاب مجالس المومنین مین ملا اہلی شیرازی کا ذکر بہت اچھے الفاظ مین فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شعراء و فضلا مین مشہور۔ اور فقر و مسکنت اور بسبب اتفاقی اہل دُنیا مین معروف ہین۔ یہ رباعی اُن کے حسن عقیدت پر دلیل قاطع ہے ؎

یارب سگ کوئے مقبلی ساز مرا — آئینۂ عشق منجلی ساز مرا

اقبال جہان مرا چو نیست قبول — مقبول محمدؐ و علیؑ ساز مرا

اکثر شاعرون سے بہارت فن شعر کی وجہ سے امتیاز رکھتے۔ ہر وقت شعر کہتے تھے۔ سحر حلال ایسی لاجواب مثنوی کہی ہے جس کا ہر شعر دو بحرون مین پڑھا جاتا ہے۔ اور ہر بیت مین دو قافیے ہین اور سلمان ساوجی کے مشہور قصیدہ مصنوعی کے جواب مین ایک قصیدہ میر علی شیر کے نام پر کہا تھا جس مین چند صنعتین سلمان مذکور کے قصیدہ سے بھی زیادہ تھین خود میر علی شیر نے انصاف کی داد دے کر قصیدہ سلمان سے بہتر کہا۔ دیوان اہلی کا ارباب نظر کی نظر مین مسلّم۔ اور شعر سعدی کی چاشنی اُن کے کلام مین ہے۔ اہلی نے عمر طبعی پا کر شیراز مین انتقال فرمایا سنہ نو سو بیالیس مین وصال ہوا ملا میرک مشہور شاعر نے انکی تاریخ وفات کہی تھی۔ مولوی احمد علی صاحب سندیلوی اور دیگر تذکرہ نویسون نے لکھا ہے کہ وہ خواجہ حافظ و مرزا نظام دست غیب کے پاس ایک ہی مقبرے مین مدفون ہوئے سنگ مزار پر یہ غزل کندہ ہے ؎

جانم بروز واقعہ پہلوے او کنید — او قبلہ من است رخم سوے او کنید

مُلا میرک کا قطعہ تاریخ یہ ہے ؎

درمیان شعرا و فضلا — پیر با صدق و صفا بود اہلی

سال فوتش ز خرد جستم و گفت — بادشاہ شعرا بود اہلی (۹۴۲ھ)

ثابت نے سچ کہا ہے ؎

طبع حافظ سے نہ کم تھی طبع اہلی شعر مین — مر کے بھی پہلو نشین ہین حافظ شیراز کے

مُلا اہلی جس طرح نظم مین یکتائے زمان تھے۔ اسی طرح نثر مین ملا ہاشم ... وحید دوران تھے۔ زمانہ بھی اتفاق سے موافق پایا۔ ہندوستان مین آ کر شاہان مغلیہ کے عہدۂ جلیلہ میر منشی پر معین و سرفراز ہوئے

اُن کے بعد اُسی عہدۂ جلیلہ پر اُن کے فرزند مرزا محمد رفیع - اور پھر مرزا غلام محمد ممتاز رہے - اور اپنے کار متعلقہ کو نہایت دیانت و لیاقت سے انجام دیا - اسکی تصدیق اُس فرمان شاہی سے ہوتی ہے جو حیات دبیر میں لفظ بلفظ مرقوم ہے - اور یہ بھی فرمان مذکور سے ظاہر ہے کہ مرزا غلام محمد مرحوم نے آخر عمر میں عبادت خدا کے شوق میں خانہ نشینی اختیار کی قدر شناس بادشاہ نے دہلی کی سرکار سے چار ہزار سات سو ایک روپیہ سالانہ پنشن پائی اور ہر چند ملا محمد رفیع کے ساتھ برہان الملک بزرگ نوابان اودھ نے صیغۂ اخوت بڑھایا تھا اور بیر بار احسانات ہو چکے تھے مگر مرزا غلام حسین صاحب نے لکھنؤ میں نوکری نہیں کی - نہ کسی نواب اودھ کے پاس گئے - بلکہ اپنے بزرگوں کی بقیہ دولت و ثروت سے عمر بسر کی - مرزا غلام حسین موصوف کے نانا عنایت اللہ خاں بن ابوظفر خان ناظم صوبہ کشمیر اور شہامت علی خان مامون خوشنویس تھے شاہزادوں کے اُستاد تھے خط نستعلیق لکھواتے تھے -

مرزا غلام حسین جب ۱۱۹۰ھ میں پیدا ہوئے تو دایہ خرچ کے نام سے مبلغ سو روپیہ ماہوار وظیفہ خزانۂ شاہی سے مقرر ہوا تھا - جیسا کہ فرمان شاہی مندرجہ حیات دبیر سے ظاہر ہے دہلی سے لکھنؤ میں آکر مرزا غلام حسین نے شادی کی اور پھر دہلی حفاظت جائداد کے لیے چلے گئے چنانچہ مرزا صاحب کی دو بہنیں اور خود دبیر مرحوم اور اُنکے بڑے بھائی نظیر دہلی ہی میں پیدا ہوئے - اور پھر بچپن میں اپنے والدین کے ساتھ لکھنؤ آئے جب کہ وہ سات سال سے زیادہ عمر کے نہ تھے اور پھر یہیں کے ہو رہے -

مرزا دبیر کے نسب پر مخالفین کے حملے

اکثر مستند شعرا کے نسب پر اہل زمانہ حملے کرتے ہی آئے ہیں چنانچہ میر مسلم الثبوت اُستاد کو کہہ دیا کہ وہ سید نہ تھے حالانکہ خود میر صاحب فرماتے ہیں سے پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں ؎ اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی اگر وہ سید نہ ہوتے تو یہ شعر کبھی نہ کہتے - ناسخ مرحوم کو غلام اور خیمہ دوز بتا دیا - پھر مرزا دبیر اس نعمت سے کیوں محروم رہتے - میر محسن علی صاحب تذکرۂ سخن نے صفحہ ۱۰۰ پر تذکرہ مذکور میں تو یہ لکھا کہ مرثیہ گوئی میں طاق صفائی اور مضمون تیری میں شہرۂ آفاق مرزا سلامت علی دبیر ولد مرزا غلام حسین متعلقان آغا جان کاغذ فروش ہے - اور پھر صفحہ ۲۱۵ پر تحریر کر دیا کہ مرزا سلامت علی دبیر ولد مرزا غلام حسین کاغذ فروش یہاں مرزا صاحب کے خود والد ماجد کو کاغذ فروش لکھ گئے اسکا جواب باصواب وہی فقرہ مشہور ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد - اور منکر شہادت امام حسین علیہ السلام مرزا حیرت نے چراغ دہلی مطبوعہ سنہ ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۳۴ پر مسلم کا سید ہی لکھدیا حیرت نے جب ممدوح دبیر حضرت سید الشہدا کی تنقیص پر کمر کسی تھی کہ شرف شہادت سے انکار کیا تھا - تو اُن سے حضرت کے مداح کے نسب پر حملہ کرنا کچھ بعید نہ تھا - اسلیے حیرت کے جواب میں اگر ہم کوئی لفظ نہ لکھیں تو مقام حیرت نہیں -

سیدانی انشاء کے حالات

مرزا صاحب کی زوجہ صحیح النسب سیدانی سید انشائے جعفری کی حقیقی نواسی سید معصوم علی مرحوم کی بیٹی تھیں جناب مرزا اوج مرحوم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہماری نانی دختر سید انشا نے بہت بڑی عمر پائی اور انھوں نے مرزا محمد طاہر رفیع سلمہ کے پیدائش کے مدت بعد انتقال فرمایا۔ اپنے والد ماجد میر انشا کے اکثر حالات چشم دید بیان فرمایا کرتی تھیں۔ جب آب حیات آزاد مرحوم کی آئی اور میں نے ان کو میر انشا مرحوم کے تمام واقعات سنائے تو انھوں نے ایک آہ بھر کر کہا افسوس اکثر واقعات بالکل جھوٹ لکھدیے ہیں والد مرحوم کے انتقال کے وقت میں بچہ نہ تھی تیئس برس کے قریب عمر تھی۔ تمام حالات میں نے آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ یہ اکثر باتیں بالکل فرضی اور مصنوعی ہیں جیسے رنگین کی آخری ملاقات۔ اور والد ماجد مرحوم کا برہنہ بیٹھا ہونا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ناظرین معاف فرمائیں۔ میں دبیر کے حالات لکھتے لکھتے انشا کے احوال میں پہونچ گیا۔ گو انشا کو دبیر میں مناسبت بھی۔ مگر اس مختصر رسالہ میں اوروں کے ذکر خیر کی گنجائش کہاں۔

مرزا سلامت علی دبیر کب اور کیونکر ہوئے

مرزا سلامت علی سے دبیر کب اور کیونکر ہوئے۔ اسکو بھی مختصر طور سے سن لیجیے۔ لکھنؤ میں مرزا صاحب نے سات برس کی عمر سے بارہ برس تک میں فارسی اور تھوڑی سی عربی پڑھی۔ قدرتی شاعر دیکھ کر انکے والد ماجد۔ میر ضمیر مرحوم کی خدمت میں (سنہ ۱۲۳۱ھ میں) لائے۔ کہ شاگرد کرادوں۔ اور اپنی تمنا ظاہر کی

میر ضمیر۔ (مرزا سلامت علی سے)۔ صاحبزادے آپ کا نام؟

مرزا صاحب۔ .... سلامت علی۔

میر ضمیر۔ کیا پڑھتے ہو۔

مرزا صاحب۔ جو جو کتابیں پڑھتے تھے بتائیں۔

میر ضمیر۔ (دل میں خوش ہو کر کہ لڑکا ذہین و ذہی فہم ہے) تم نے کچھ کہا ہو تو مجھے سناؤ۔

مرزا صاحب۔ حضور ایک قطعہ بے ثباتی دنیا میں کہا ہے۔

میر ضمیر۔ پڑھو۔ میرا صاحب[1]۔

مرزا صاحب۔ کسی کا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہے ٭ کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و سحر ٭ کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

---

[1] میر ضمیر صاحب نگھور ضلع گڑگانواں کے رہنے والے تھے گر بچپن سے اپنے والد ماجد کے پاس لکھنؤ میں پرورش پائی تھی بلا کے طبیعت دار۔ اور مزاج میں مزاح اس قدر تھی کہ گویا سودا کی روح ان میں حلول کر گئی تھی۔ یا ان ہمہ ہر چھوٹے بڑے سے میرا صاحب کہکر کلام کرتے تھے ۱۲

میر ضمیر اور تمام حاضرین پھڑک گئے کوئی بولا چشم بد دور بلا کی طبیعت پائی ہے۔

کوئی کہنے لگا - ماشاء اللہ - یہ بچپنے کی ہیں باتیں شباب کیا ہوگا۔

میر ضمیر۔ تخلص کیا کرتے ہو۔

مرزا صاحب۔ ابھی کوئی تخلص نہیں رکھا۔ جو حضور رکھیں۔

میر ضمیر سدبیر۔ اور پھر مسکرا کر یہ فقرہ مشہور پڑھا " بر دبیران روشن ضمیر مخفی و محتجب نماند " اور مسکرا کر فرمایا۔ کہ صاحبزادے میں نے اپنے نفس و نام پر تم کو مقدم کر دیا کہ اس جملہ میں دبیر پہلے اور ضمیر بعد کو ہے۔ میں تم کو بتاؤں گا۔ ضرور کہا کرو۔

لوگ کہتے ہیں کہ شاعر کی زبان فال ہوتی ہے جو کچھ روشن ضمیر سید ضمیر مغفور نے فرمایا تھا وہی ہوا کہ آج دبیر کو ضمیر پر لوگ مقدم سمجھتے ہیں ضمیر کو دبیر کا اُستاد کہکر لوگ کہتے۔ اور لکھتے ہیں اُستاد سے زیادہ شہرت و عزت اور شاگرد پائے۔ خود میر ضمیر مرحوم نے ایک آخر عمر کی رباعی میں فرمایا[1] رباعی یہ ہے ؎

پہلے تو یہ شہرہ تھا ضمیر آیا ہے | اب کہتے ہیں اُستاد دبیر آیا ہے
کردی مری پیری نے مری قدر سوا | اب قول یہ ہے سب کا کہ پیر آیا ہے

یہ عجیب بات ہے کہ ایک ایک تخلص کے اکثر چند شعرا تذکروں میں ملتے ہیں مگر دبیر تخلص کا کوئی شاعر مرزا صاحب سے پہلے نہیں ملتا اسیر مرحوم نے گویا اسی موقع کے واسطے فرمایا ہے ؎

شاعران حال کیا مضمون تو باندھیں اسیر | ڈھونڈھتے ہیں یہ تخلص پر نیا ملتا نہیں

مرزا صاحب تو فرماتے ہیں ؎ کیا ملتا ہے گر کوئی جھگڑتا ہے کسی سے | مضمون بھی ہمارا نہیں لڑتا ہے کسی سے
میں کہتا ہوں مضمون تو مضمون تخلص بھی کسی سے نہیں لڑتا۔

حلیہ حلیہ - بچّا سا نولا رنگ - کسی قدر کشیدہ قامت ماتھا بڑا جسپر کثرت سجود سے سجدہ کا نشان سویدائے تر کی طرح خوشنما معلوم ہوتا تھا - آنکھیں بڑی بڑی ایرانی الاصل ہونے کا پتہ دیتی تھیں گول دوہرا ڈیل ورزشی معلوم ہوتا تھا - دو انگشتی ڈاڑھی - بڑی یاطے دار مگر دلگداز آواز جو ذاکر و واعظ کے لیے نعمت خداداد ہے مگر حسد بُری بلا ہے - کچھ لوگ اس بڑی آواز پر آوازے کستے تھے - جس کا اشارہ خود مرزا صاحب نے اس رباعی میں کیا ہے ؎

جب شاہ نجف معین و ناصر ہوئے | کیوں سب میں نہ ممتاز یہ ذاکر ہوئے
آواز ہو بھاری تو ہو یہ بات یہ ہے | مجلس میں سخن نہ بار خاطر ہوئے

لباس لباس - سر پر پیچ گوشیہ ٹوپی - جسم میں اندر شلوکہ (بنیان) اور پر ڈھیلا کرتا جو گھٹنوں سے نیچا

[1] ؎ میر ضمیر مرحوم کی مطبوعہ جلد میں چھپا ہے " جلد مراثی میر ضمیر اُستاد مرزا دبیر " حقیر ضمیر ۱۲

ہوتا تھا۔ اسکے نیچے ڈھیلا پائجامہ۔ پائجامے کے نیچے ایک جانگیہ ہمیشہ پہنے رہتے تھے پاؤں میں گھیتلا جوتا

غذا۔ بڑھاپے میں۔ صرف ایک وقت دن میں دو دس بجے نوش فرماتے۔ رات میں ایک کلچہ کھا کر چائے پیتے تھے۔ اور جو اُن کے درباری شاگرد و احباب موجود ہوتے تھے سب کو ایک ایک پیالی چائے کی اور ایک ایک کلچہ تقسیم فرماتے تھے۔ (سحر لکھنوی)

کھانے نے کھایا ہمیں کھانا جو تنہا کھایا ساتھ کھایا کسی مہماں نے تو کھانا کھایا

آخر عمر میں تپ محرقہ میں مبتلا اور صحت یاب ہوتے پر غذائے شب کو بھی حکیموں کی رائے سے کچھ دنوں کھائی پھر نماز شب میں دقت ہونے کے خیال سے ترک کر دی۔ جو لوگ رات کو حاضر ہوتے تھے وہ بارہ بجے کے قریب اپنے اپنے گھر جاتے ادھر مرزا صاحب نماز شب میں مصروف ہوتے تھے آدھی رات تک علم و فن کے چرچے رہتے تھے بقول ثاقب لکھنوی ہ صورتیں آنکھوں میں پھرتی ہیں وہ نقشے یاد ہیں عکس کیسی صحبتیں تھیں اب پریشاں ہو گئیں

استعداد علمی۔ مشہور و صحیح ہے کہ تمام کتب درسیہ معقول و منقول عربی و فارسی کی باقاعدہ مستند اُستادوں سے پڑھی تھیں کتب درسی فارسی و صرف و نحو و منطق و ادب و حکمت مولوی غلام ضامن صاحب فاضل متبحر و حاضر جواب و طبیب حاذق سے اور کتب دینیہ حدیث و اصول حدیث مولوی مرزا کاظم علی صاحب مشہور اخباری (پدر مرزا محمد رضا صاحب برق) اور مولوی فدا علی صاحب مستند اخباری اور اصول فقہ وغیرہ ملا مہدی صاحب مازندرانی مجتہد مستند سے پڑھی تھیں۔

مذہب۔ مرزا صاحب کے کئی اُستاد معتمد و مستند اخباری عالم تھے۔ اسلیے بعض حضرات مرزا صاحب کو بھی اخباری مسلک سمجھتے تھے۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک محتاط اصولی شیعہ تھے۔

فن شعر میں وہ صرف میر مظفر حسین صاحب ضمیر کے شاگرد تھے گو ان اساتذۂ مذکورہ سے بہت سے فوائد شعر بھی حاصل ہوئے اور فارسی کا کلام خصوصاً مشتمل بر تضمین مخمس مقبت بنام ملا کاشی حضرت مازندرانی مرحوم کو دکھایا تھا یہی سبب ہے کہ ہر بند کے پانچوں مصرع ایک ہی شخص کے کہے ہوئے معلوم ہوتے ہیں وہ تمام اُستادوں کو نیکی سے یاد کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سید حسین صاحب لطافت مرحوم نے پوچھا حضور کو کیا دبیر مرحوم سے بھی تلمذ تھا فرمایا۔ اگر ہوتا تو میرا فخر تھا مگر جھوٹ بولنا گناہ ہے اسلیے افسوس سے کہتا ہوں کہ مجھے یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔

اگر کبھی کسی شاگرد نے شاگردی سے انکار کیا تو سکوت اختیار کرتے تھے چنانچہ نواب مرزا محمد تقی صاحب (ہوس مرثیہ گو) نے جن کا یہ لقط مرثیہ ہے (ہم طالع ہما مراد ہم ہما ہوا) ایک بھری ہوئی مجلس میں یہ مشہور کیا کہ بہت لوگ دبیر کو مرزا دبیر کا شاگرد کہتے ہیں میں ان کا شاگرد نہیں ہوں اور اگر وہ خود بھی ایسا دعویٰ کریں

تو اُن سے کہہ دیجیے گا کہ وہی میرے شاگرد ہیں یہ بات کے معمولی جلسہ میں جو زمانہ شاہی میں ۵۰ - ۶۰ آدمی سے کم ہوتا تھا بہت سے احباب اور شاگردون نے بالاتفاق یہ ذکر کیا - سب کی سن کر یہ مصرع کہہ دیا سہ شاگرد ہون سمجھ نہ کہا سب اُستاد ہین مرے -

مرزا صاحب کی شاعری تحصیل علم - مرثیہ گوئی - عمر عناصر اربع کی طرح ساتھ ساتھ ترقی کرتی رہین - ذہین و ذکی بالطبع تھے اور اُس پر طرّہ یہ کہ حافظہ بہت قوی تھا - جوانی میں ہی اسقدر شہرت و ترقی ہوئی کہ بجاے چار مشہور مرثیہ گویون ضمیر - خلیق - دلگیر - فصیح کے (مع دبیر) پانچون مانے جانے لگے جس ڈہپ کو جو مرثیہ کہتے تھے گویا اب اُسکو سچ مرثیہ کہنے لگے - شاعری کو خداداد ذہانت و علم نے - علم کو حلم نے - حلم کو تقویٰ اور حسن خلق و انکسار و مہمان نوازی نے چمکایا - الناس علی دین ملوکھم مشہور و مستند جملہ ہے - بادشاہ (یعنی نواب) اودھ شیعہ مذہب رکھتے تھے - اسی کے بہ تو یہ وہان کے سُنّی و صوفی بلکہ ہندو تک وہان تعزیہ دار تھے - مجالس عزا وہ گرماگرمی اور حُسن اعتقاد سے ہوتی تھین کہ دیکھنے والے کو حیرت ہو - غزل گوئی لکھنؤ مین معراج کمال پر پہونچ چکی تھی - مگر مرثیہ گوئی نے اُسکو اسقدر دبا دیا اور پیچھے ہٹا دیا کہ مشہور مثل "بگڑا شاعر مرثیہ گو" غلط ثابت ہوئی - بعض مشاق غزل گو اُستادون نے (مثل مرزا مہدی صاحب قبول و برق و میر علی اوسط صاحب رشک و اسیر مرحوم و امانت مغفور نے) خوب خوب مرثیہ و سلام کہے - مگر وہ مقبولیت نہ ہوسکی جو مرزا صاحب کو منجانب اللہ تھی - بقول حافظ شیراز -

قبول خاطر و لطف سخن خداداد است -

شاعرون کا فروغ اکثر بادشاہون اور امیرون کی بدولت ہوا کیا ہے - مگر مرزا صاحب کو جو کچھ ترقی و عزت ملی وہ محمد و آل محمد اور شہداے کربلا کی بدولت تھی کسی امیر یا بادشاہ کی دربارداری اُنھون نے نہین کی بلکہ اکثر امیر و عالم و شاعر اُن کے رات کے دربار مین حاضر ہو کر فوائد اُٹھا اُٹھا کر کامل و مستند ہوگئے اُن مین سے مولوی علی میان صاحب کامل - اور نواب مرزا صاحب شوق - اور میر علی محمد صاحب شاد مرحوم عظیم آبادی اور منشی منیر مغفور - میر ذکی بلگرامی اور منشی دیا شنکر نسیان صاحب مشہور غزل گو لکھنوی تھے

سان ذکی بلگرامی کے مرثیہ اور زبان و طرز بیان میر انیس مرحوم سے بہت مشابہ ہے - جب میر صاحب حیدرآباد مین پہلی مجلس پڑھ چکے تو ایک منصبدار زیر منبر بولے ہاے ذکی - اُنھین کے پہلو مین میر زندا حسین شمشیر اور شکراللہ خان صاحب تھیا - دونون تلامذہ دبیر بیٹھے ہوے تھے اُن سے خطاب کر کے میر صاحب بولے - کیون صاحب لکھنؤ مین مرزا صاحب کے سوا کوئی حقیر کا مقابل ذکی کو بھی سمجھا ہو دونون بولے حضور نہین اور یہ کی تو در حقیقت منیر کے شاگرد ہین ایک وہ مرثیہ مرزا صاحب کو بھی ضرور دکھاتے ہین ذکی کے ایک شاگرد نواب مشتاق مرحوم لکھنؤ مین تھے جن کے بہت سے کامل شاگرد ہین ۱۲

(جو پہلے موجی رام موجی شاگرد مصحفی کے شاگرد تھے یہ بھی درباری مرزا صاحب کے تھے) اور ان کی غزلیں ارباب نشاط مجلس شادی میں رات دن گاتے ہیں اور جن کا ایک مشہور شعر یہ ہے ؎

خدا آباد رکھے لکھنؤ کو پھر غنیمت ہے ۔۔۔ نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آ ہی جاتی ہے

چنانچہ خود ایک مرثیہ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

خاقانی و فردوسی و سعدی و نظامی ۔۔۔ شاہوں کی مدد سے ہوئے آفاق میں نامی
عباسؑ ہیں اس بندۂ درگاہ کے حامی ۔۔۔ دنیا ہے سخن لکھ کے مجھے خطِّ غلامی
ہیں دو ہی دبیر اس میں نہیں ایک کو شک ہے ۔۔۔ منبر مری جاگیر مقام اُس کا فلک ہے

شاہ اول اودھ نے مرزا صاحب سے مرثیہ سنا

مرزا صاحب کا شاہ اول اودھ نے بلوا کر مرثیہ سنا۔ اُسکی تفصیل یہ ہے کہ مرزا صاحب کا شہرۂ کمال سُن کر پہلے بادشاہ اودھ مرزا غازی الدین حیدر مرحوم نے چوبدار بھیج کر اپنے عزاخانہ میں مرثیہ پڑھنے کو بلوایا۔ مرزا حسب معمول پنیس میں سوار ہو کر اپنے معمولی لباس میں پہونچے۔ عزاخانہ میں بادشاہ موصوف بیٹھے ہوئے تھے، بعد سلام لینے کے مرثیہ پڑھنے کا اشارہ فرمایا۔ مرزا صاحب نے منبر پر جا کر حمد و نعت میں ایک ایک رباعی پڑھ کر یہ بند مسدس کا پڑھا جو فی البدیہہ راہ میں کہہ لیا تھا ؎

واجب ہے حمد و شکر جناب اِلٰہ میں ۔۔۔ فضل خدا سے آیا ہوں کس بارگاہ میں
مجھ سا گدا اور انجمن بادشاہ میں ۔۔۔ چرچا یہ لوگ کرتے ہیں اسوقت راہ میں
ذرے پہ چشم مہر ہے مہر منیر کو ۔۔۔ حضرت نے آج یاد کیا ہے دبیر کو

پھر مرثیہ پڑھا جو اُسی زمانے میں کہا تھا۔ ؎ داغ غم حسینؑ میں کیا آب و تاب ہے۔

جب مرثیہ میں اس مقام پر پہونچے کہ جناب سکینہؑ امام حسینؑ کی چار برس کی صاحبزادی نے یزید سے اُسکے لشکر کے ظلم کی روداد بیان کر کے فریاد کی ہے اور داد چاہی ہے تو بادشاہ موصوف چیخیں مار مار کر بے اختیار رونے لگے۔ وہ بند یہ ہے ؎

جب روز کبریا کی عدالت کا آئے گا ۔۔۔ جبار بادشاہوں کو پہلے بلائے گا
انصاف و عدل اُن سے بہت پوچھا جائیگا ۔۔۔ تو آج داد دینے کی کل داد پائے گا
گُل کر دیا ہے دونوں جہاں کے چراغ کو ۔۔۔ لوٹا ہے تیرے عہد میں زہراؑ کے باغ کو

بادشاہ نے خواجہ سرا کے ذریعہ سے مرزا صاحب سے یہ بند دوبارہ پڑھوایا۔ یہ بند گویا تازیانۂ عبرت ہو گیا۔ مرزا صاحب تو مرثیہ پڑھکر چلے آئے۔ مگر بادشاہ کو رات بھر خوف خدا سے نیند نہ آئی۔ بار بار کہتے تھے کہ خدا نے مجھے بھی بادشاہ کیا ہے مجھ سے بھی سخت بازپرس ہو گی۔ دیکھیے میری غفلت مجھے کیا دکھاتی ہے

سو ہبرے معتمد الدولہ آغا میر وزیر کو انصاف کے بارہ میں بہت تاکید فرمائی۔ یہ مرثیہ دفتر ماتم کی پہلی جلد مین چھپ چکا ہے۔

مرزا صاحب کا کمال ہر موقع پر ظاہر ہے۔ بادشاہ کی مدح کی ہے تو کس انداز سے کہ اس مین بھی خدا کی حمد اور شکر ہے۔ اور سچی بات نظم کی ہے کہ جب لوگون نے سُنا ہوگا کہ بادشاہ نے مرزا صاحب کو یاد فرمایا ہے تو ضرور چرچا کرتے ہوں گے۔

مرزا کی شہرت زمانہ مذکور مین ہونے کی ایک دلیل روشن فسانۂ عجائب کی عبارت بھی ہے۔ یہ بات ظاہر ہے جیسا کہ خود مرزا سرور نے لکھا ہے کہ فسانہ عجائب اُنھون نے غازی الدین حیدر شاہ اول اودھ کے زمانہ مین لکھنا شروع کیا۔ اور عہد نصیر الدین حیدر بادشاہ ثانی مین وہ اختتام کو پہونچا۔ چنانچہ سرور کا مشہور مصرع ہے ؎ یہ نصیر الدین حیدر بادشاہ کے لکھنؤ۔ عہد مذکور مین جن مرثیہ گویون کو شہرت ہو چکی تھی اُن سب کے نام ایک تلمیح کے ساتھ سرور نے لیے ہیں۔ اصل مدح وثنا تو وہ دلگیر مرحوم کی فرماتے ہین۔ کہ جن سے سرور کو بہت محبت تھی۔ سرور پر کچھ موقوف نہین اُس زمانے کے اکثر شعرا مستند اور اہل کمال دلگیر سے بہت محبت رکھتے تھے۔ خود مرزا دبیر۔ اور شیخ ناسخ۔ اُستاد دلگیر کو بھی دلگیر سے کمال اتحاد تھا۔ چنانچہ ناسخ کا یہ مشہور مطلع ہے دلیل قاطع ہے ؎

متحد ایسے زمانے مین کہاں ہوتے ہین　　آپ دلگیر سے ناسخ جو ہے دلگیر جُدا

یہ مقطع اُس زمانے میں کہا تھا جب ناسخ۔ الہ آباد مین مقیم تھے۔ دلگیر عجب وسیع الاخلاق نیک نہاد بزرگ تھے بہر کیف وہ عبارت یہ ہے۔ مرثیہ گویے نظیر میاں دلگیر۔ صاف باطن۔ نیک ضمیر۔ خلیق۔ فصیح۔ مرد مسکین مکروہات زمانہ سے کبھی افسردہ نہ دیکھا۔ اللہ کے کرم سے ناظم خوب۔ دبیر مرغوب۔ سکندر طبائع۔ بصورت گدا بارِ احسان اہل دول کا نہ اٹھایا۔ اس تین سطر کی عبارت مین دس مرثیہ گویون کے نام لے دیے جو اس زمانہ تک گزرے یا موجود تھے۔ اس مین سے ایک دبیر کا نام موجود ہے۔

میں اوپر لکھ چکا ہون کہ مرزا صاحب کے بزرگوں میں بعض شاہزادگان دہلی کے اُستاد تھے۔ شاید اسی رعایت سے یا مرزا صاحب کے کمال ذاتی کی وجہ سے اودھ کے اکثر نواب زادے اور شہزادے مرزا صاحب کے شاگرد ہوے اُن میں سے نواب اقتدار الدولہ مستقیم الملک مرزا کلب علیخان ارسلان جنگ۔ نواب سعادت علیخان صوبۂ اودھ کے فرزند۔ اور مرزا غازی الدین حیدر اول شاہ اودھ اور مرزا محمد علی شاہ سوم شاہ لکھنؤ کے بھائی تھے جن کا مفصل حال تذکرۂ دربار حسینیؑ مین صفحہ ۱۱۵ پر اُنکے پوتے نواب مرتضیٰ حسین خان صاحب ٹرسٹی حسین آباد لکھنؤ کے حوالہ سے درج ہے نواب اقتدار الدولہ مرزا صاحب سے عمر مین بڑے تھے کہ ان کی ۱۲۱۳ھ کی ولادت ہے۔ اور مجمع کمالات تھے کہ اُس زمانہ مین جبکہ ملک مین انگریزی خوان بہت کم تھے

اُنھون نے عربی و فارسی کے علاوہ انگریزی بھی پڑھی تھی۔ نسخ و نستعلیق دونون خطون کے باقاعدہ خوشنویس بھی تھے۔ تیراندازی۔ تفنگ بازی و شمشیر بازی و شہسواری۔ برج بہادر مرہٹہ و دلیل خان دکھنی سے حاصل کی تھی سین وانتظار تخلص کرتے تھے[لہ]

دوسرے نواب ممتاز الدولہ تیسرے نواب والا قدر شہزادۂ اودھ عرف نواب دبیر مرزا صاحب مرحوم جو بہا کھا مین ٹھمری لاجواب کہتے تھے جنکے نام سے لکھنؤ چینی بازار مین ایک سڑک آج تک موجود ہے جسکو والا قدر روڈ کہتے ہین (ان کا حال بھی تذکرۂ دربار حسین صفحہ ۱۰۷ پر ہے) چوتھی ملکہ زمانی زوجۂ محترمہ نواب نصیر الدین حیدر شاہ دوم اودھ۔ پانچوین اُنکی صاحبزادی نواب ممتاز الدولہ مرحوم کی زوجہ سلطان عالیہ سلطان تخلص چھوٹی حاجی بیگم صاحبہ دختر محمد علی شاہ۔ بادشاہ سوم اودھ)

مرزا صاحب کے در دولت پر بڑے بڑے شہزادے اور حکام اور اہل علم حاضر ہوتے تھے۔ اہل حاجت کی حاجت روائی کو مرزا صاحب سب سے بڑی عبادت اور فرض انسانی سمجھتے تھے جسکی ہزارون حکایتین مشہور ہین۔ میر ضمیر مرحوم سے کس طرح لوگون نے بگڑوا دی۔ اسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب مرزا صاحب کے کمال کی شہرت ہوئی تو حاسدون کے دل مین آتش رشک بھڑکی۔ مرزا صاحب خود صاف دل تھے کسی کو اپنا دشمن نہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ خود فرماتے ہین۔

حاسد کو ہے پیچ و تاب کیون موج کی شکل　　　یان مثل حباب کچھ نہین ہے دل مین

بعض شاگردان میر ضمیر صاحب نے جو پہلے کے شاگرد ہو کر مرزا صاحب سے پیچھے رہ گئے تھے۔ یہ فکر کی کہ اُستاد و شاگرد مین بگڑوا دو۔ مرزا صاحب بے اصلاحی کلام پڑھین قلعی کھلے۔ لوگون کو اعتراض کا موقع لگے۔

لکھنؤ کے ایک مشہور دریا دل امیر نواب افتخار الدولہ کے یہان ماہ رمضان مین شبون کی مجلسین (۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱ کو) بڑی دھوم دھام اور اہتمام سے ہوا کرتی تھین اور دونون اُستاد و شاگرد پڑھا کرتے

[لہ] معلوم ہوتا ہے کہ انھین کی صحبت مین مرزا صاحب نے بھی ان فنون جنگ مین مہارت یا واقفیت پیدا کی تھی چنانچہ ایک بزرگ ناقل تھے کہ ایک روز مرزا صاحب محلات شاہی کے دفتر سے نکل کر آتے تھے کہ ایک ہاتھی مست بھاگا ہوا آیا۔ مرزا صاحب نے اُسکو اپنی طرف آتا ہوا دیکھا۔ اور یہ بھی دیکھا کہ اور سب آدمی اُسکے خوف سے بھاگ بھاگ کر چھپ گئے ہین دلیری کا کمال یہ تھا کہ حواس بجا رہے برابر چبوترہ تھا اُسپر کچھ برچھے رکھے ہوئے تھے چبوترہ پر چڑھ کر ایک برچھا لیا اور جب وہ ہاتھی قریب آیا۔ تو وہین سے اُسکی مستک پر اس طرح تاک کر مارا۔ کہ ہاتھی چنگھاڑ کر بھاگ گیا۔ اُس دن لوگون کو معلوم ہوا کہ مرزا صاحب ان فنون جنگ مین بھی دخل رکھتے ہین۔ ثابت ۱۲

مرزا دبیر کی شہرت ہونے پر حاسدوں کا حسد اور ان کی بیجا روش کی کیفیت

حکایت مرزا دبیر فنون جنگ میں بھی مہارت رکھتے تھے

تھے - ۱۹ ربیع کو نواب موصوف نے دونون صاحبون سے نئے مرثیے پڑھنے کی فرمائش کی - چار بجے دونون صاحبون نے انشاءاللہ و بشرط فرصت - کے الفاظ کہے - مرزا صاحب کی مشق سخن بڑھی ہوئی تھی رات بھر مین یہ مرثیہ کہہ کر سویرے میر ضمیر صاحب کی خدمت مین پیش کیا ؎ ذرہ ہے آفتاب بو تراب کا - پوچھا حضور نے بھی کچھ فکر فرمائی - جواب ملا کہ مجھ کو اتنی فرصت کہان پہلے کے ایک مرثیہ مین چند بند نئے کہکر لگائے ہین - وہی پڑھ دون گا - مرزا صاحب کے مرثیہ کو پڑھکر استاد نے بہت پسند کیا اسکی زبان سلیس - بندش چست طرز بیان دلکش - شوکت الفاظ مؤثر تھے - مرثیہ کی بہت تعریف کی - مرزا صاحب - یہ سب حضور کا صدقہ ہے - مین کس قابل ہون - اسے کل حضور ہی پڑھین - مین کچھ عذر کر دون گا -

میر ضمیر صاحب - نہین میرزا صاحب - یہ تم ہی پڑھو - میر عابد علی صاحب بشیر بھی انھین حاسدون مین تھے بولے مین مرزا صاحب کی راے سے اتفاق کرتا ہون - بے شک یہ نا مناسب ہے کہ شاگرد نیا - اور استاد پرانا مرثیہ پڑھے -

میر ضمیر صاحب - اور میرزا صاحب ایسی باتین میرے ذہن مین نہین ہین خیر تم کہتے ہو تو یون ہی سہی پھر ایک مرتبہ مرثیہ کو دیکھ کر بولے اوپر کا ٹکڑا فضائل کا تم پڑھو اخیر کا حصہ مصائب کا مین پڑھون گا

میرزا صاحب - بہت خوب جہان تک استاد نے حکم دیا تھا وہ ورق پھاڑ لیے باقی مرثیہ وہین چھوڑ آئے

۲۰ - کو افتخار الدولہ نے اول مرزا صاحب سے عرض کی کہ الکریم اذا وعد وفا (کریم وعدہ کو پورا کرتا ہے) نیا مرثیہ پڑھیے - انھون نے جواب مین کہا کہ جناب استاد قبلہ کا نیا مرثیہ ہے نصف مین نصف استاد پڑھین گے یہ کہکر منبر پر گئے اُن کا معمول تھا کہ فاتحہ کہکر دیر تک سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھا کرتے تھے - اتنی دیر مین بشیر مذکور نے میر ضمیر صاحب کے کان مین کہا کہ اول کا ٹکڑا بہت چست - اور اخیر کا سست ہے - مین مرزا صاحب کو منع کیے دیتا ہون کہ یہ مرثیہ نہ پڑھین اور کوئی پڑھ دین - میر صاحب نے جواب دیا اب یہ مناسب نہین مگر یہ کب مانتے تھے مرزا صاحب کو پہلے ہی آنکھ کے اشارہ سے منع کر چکے تھے وہ منبر پر چپ چاپ کچھ پڑھ رہے ہین مجلس تصویر حیرت بنی ہوئی ہے کہ بشیر نے قریب منبر پہونچکر مرزا صاحب کے کان کے پاس اپنے ہونٹھ لیجا کر آہستہ آہستہ کہا - استاد فرماتے ہین تم یہ مرثیہ نہ پڑھو کوئی اور مرثیہ پڑھ دو - مرزا صاحب - مین اور کوئی مرثیہ نہین لایا - اگر یہی استاد کی بھی مرضی ہے تو وہ خود مجھے آنکھ سے اشارہ فرما دین مین رباعیان پڑھکر منبر سے اتر آؤنگا - تمھارے کہنے کا مجھے اعتبار نہین انھون نے جاکر میر صاحب سے کہہ یا سلامت علی کہتے ہین آج ہی تو مجھکو استاد کا امتحان منظور ہے - دیکھون میرے بعد وہ کیا کرتے ہین - میر صاحب یہ سُن کر آگ بگولا ہو گئے ادھر مرزا صاحب بار بار استاد کا مُنھ دیکھتے ہین وہان اشارہ کیسا برا فروختگی کے سبب سر نیچا ہے ناچار مرزا صاحب نے چند رباعیان پڑھ کر وہی مرثیہ پڑھا سبحان اللہ

واہ واہ صلِّ علیٰ کے نعروں سے تمام مجلس گونج اوٹھی۔ جہان تک حکم تھا پڑھے آگے نہ بڑھے۔ منبر سے کامیاب اوترے۔ میر ضمیر مرحوم تشریف لے گئے۔ فاتحہ پڑھکر اور یہ فرماکر کہ یہ مرثیہ انھیں کا ہے۔ کسی پُرانے مرثیہ کے چند بند اور نثر کے چند فقرے پڑھکر منبر سے اوتر آئے۔ مجلس کے بعد دو خلعت آئے۔ میر صاحب نے اپنے خلعت پر ٹھوکر مار کر فرمایا لے جاو۔ اور اوٹھ کھڑے ہوئے (یہ یہ اہل کمال کی ناز برداریاں ایسے ایسے امیر کبیر کرتے تھے۔) مرزا صاحب نے اپنا خلعت یہ کہکر واپس کر دیا کہ جو اُوستاد کے فائدے پر اپنے فائدے کو مقدم رکھے وہ ملعون ہے۔

اب زمانے نے دوسرا رنگ بدلا۔ مرزا صاحب نے بے اصلاحی نئے مرثیے کہہ کہکر پڑھنا شروع کر دیے۔ ہر مہینہ میں ایک نیا مرثیہ کہتے اور پڑھتے تھے۔ میر ضمیر صاحب کے شاگردوں کا ایک جتھا تھا جو ہر مرثیہ کو سُن کر ۱۰ - ۲۰ ضرور اعتراض کرتا تھا۔ میر کلو عرش میر تقی میر کے فرزند رشید کو بعض ناسخ والوں نے لکھ دیا تھا کہ ناسخ سے اصلاح لے چکے ہین۔ یہ اتہام عرش کے شاگردوں کو عموماً۔ اور ایک خاص شاگرد آغا ابو تراب خان کو (جنکا کٹہرا لکھنؤ میں ہے) خصوصاً سخت ناگوار ہوا۔ آغا صاحب نے اپنا تخلص (بصیغۂ افعل التفضیل ناسخ کے مقابلہ پر) انسخ رکھا اور اعتراض کی بوچھار کر دی۔ ناسخ کے اس مشہور و مقبول مطلع پر ؎

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا طلوعِ صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا

یہ اعتراض تھا کہ مصرع میں مشرق تھا تو دوسرے میں بجائے طلوع۔ مطلع لانا چاہیے تھا۔ ان انسخ کو بھی دبیر مرحوم کے مخالفوں نے ملا لیا تھا۔ افسوس تمام اعتراضات معلوم نہو سکے ورنہ لکھتا معترض اگر نیک نیتی سے صحیح اعتراض کرے تو اُس سے نقصان کم فوائد زیادہ ہوتے ہین بقول ثابت۔ ؎

خدا دراز کرے عمر عیب بینوں کی ہم ان کی شمع سے راہ صواب دیکھتے ہین

مرزا صاحب ۱۱ دین کو مجلس کر کے اپنے گھر مین نیا مرثیہ پڑھتے تھے اُدھر میر ضمیر کے شاگردون نے ۱۳ دین کو ایک مجلس مقابلہ پر مقرر کی۔ میر ضمیر کے ایک شاگرد شہرت تخلص نیا مرثیہ پڑھتے تھے۔ لوگ کہتے ہین خود میر ضمیر کہہ دیتے تھے۔ مگر شہرت کو شہرت ہونا تھی نہوئی۔ اور مرزا صاحب کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ یہانتک کہ خود شاہ اودھ واجد علی شاہ اختر مرحوم اور وزیر اودھ نواب علی نقی خان مرحوم مرزا صاحب کے کلام کو دل سے پسند کرنے لگے۔ اسی زمانے مین حضور عالم نواب علی نقی خان مرحوم نے ایک بہت بڑی مجلس کی تھی۔ جس مین مرزا صاحب نے یہ مرثیہ پڑھا تھا ؎ اے عرش برین تیرے ستارون کے تصدق۔ میر ضمیر مرحوم بھی موجود تھے۔ حضور عالم نے جب ایک موقع پر بہت تعریف کی۔ تو مرزا صاحب نے میر ضمیر صاحب کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے آواز بلند کہا کہ یہ سب فیض و تصدق جناب اُستاد کا ہے۔ بعد ختم مجلس میر ضمیر مرحوم نے اُٹھکر گلے سے لگا لیا۔ اور یہ اصل واقعہ سُن کر میر عابد علی بشیر سے ناراض ہوکر بولے اب یہ شخص اس قابل نہین ہے۔ کہ ہمارے

یہاں آئے مرزا صاحب نے اُنکی بھی خطا معاف کرائی - اور پھر میر ضمیر صاحب مرحوم کے گھر کی ماہواری مجلس سرائے معالی خان لکھنؤ مین مرزا صاحب انتقال میر ضمیر مرحوم تک برابر پڑھتے رہے میر محمد رضا صاحب ظہیر مؤلف تنقید آب حیات جو تقسیم (تبرک) اُس مجلس مین کرتے تھے وہی اس واقعہ کے راوی و ناقل مین

اُسی زمانہ مین جب تمام پیر بھائی مرزا صاحب کے مخالف ہو رہے تھے - مرزا صاحب نے یہ مرثیہ بھی کہا تھا ؎ بانو کے شیر خوار کو ہفتم سے پیاس ہے - اس مرثیہ کی بہت شہرت ہوئی اور آج بھی اُن کے مخالفین تک اسکو پڑھکر مرزا صاحب کی تفضیلات و فضیلت کا اقرار کرتے ہین - چنانچہ مولوی شبلی صاحب بھی موازنہ کے صفحہ ۲۷۹ پر اسکے چند بند اس تمہید سے لکھتے ہین "اس واقعہ کو میر ضمیر صاحب سے لے کر آج تک نئے نئے پیرایوں میں لوگون نے ادا کیا میر انیس صاحب نے مختلف مرثیون مین یہ واقعہ لکھا اور یہ واقعہ (تمام) واقعات کربلا مین نہایت درد انگیز ہے مگر مرزا دبیر نے جس بلاغت سے یہ مضمون ادا کیا ہے اور جو درد انگیز سمان دکھایا ہے وہ میر انیس صاحب یا اور کسی سے آج تک ادا نہو سکا" یہ خدا کی شان اور توفیق جبری تھی کہ مولوی شبلی صاحب کی زبان قلم سے بے اختیار ایسے کلمے نکل گئے ورنہ یہ مولوی شبلی صاحب وہ بزرگ ہیں جو موازنہ مین جابجا لکھتے آئے ہیں کہ مرزا صاحب کے کلام کو بلاغت چھو بھی نہین گئی - اُنکے کلام مین بلاغت کا شائبہ بھی نہیں ہے - تمام اہل کمال کے اس مقولہ کو کہ مرزا صاحب کا کلام بلیغ زیادہ ہے مولوی صاحب جھٹلاتے جھٹلاتے اخیر پر اپنی آپ تکذیب کرنے لگے یہ مقولہ مشہور سچ ہے الفضل ما شہدت بہ الاعداء ع دشمن بھی شہادت دے یہ فضیلت ہے تو یہ ہے - اسی مرثیہ کے مقطع مین اُس زمانہ کی مخالفت کی مرزا صاحب یون تصویر کھینچکر اپنے آئینۂ دل کی صفائی کو سراہتے ہین ؎

برعکس ہے کوئی تو کوئی برخلاف ہے
آئینۂ دل اپنا ہر اک رو سے صاف ہے

مرزا صاحب مرحوم کا سکّہ اُس زمانے کے شعرا و اساتذہ اور اہل کمال کے دلون پر ایسا بڑا تھا کہ ہر شخص مداح تھا - ناسخ مجالس وغیرہ مین جانے سے اکثر پرہیز کرتے تھے - البتہ اپنے شاگرد نواب حسین علی خان کی مجالس مین مرزا صاحب کو سُننے آتے تھے اور شوق سے سُن کر داد دیتے تھے ہان آخری زمانے مین وہ بڑے بڑے مشاعرون مین بھی نہ آتے تھے کوئی کہتا تھا کہ جوانی مین کشتہ کھا گئے تھے جس سے اختلاج قلب ہوتا تھا اور بڑے مجمع مین بیٹھنے سے گھبراتے تھے - مگر جب بھی مرزا صاحب کے بعض مرثیے اور بعض بند اُن کے شاگردون سے گھر پر پڑھوا کر سُنتے تھے لوگ کہتے ہین میر ضمیر سے اور اُن سے چشمک تھی - اسلیے کبھی کہہ اُٹھتے تھے ہائے ایسا ذہن - اور میر ضمیر کا شاگرد جو مرزا صاحب سے جب کوئی یہ مقولہ ذکر کرتا - تو وہ فرماتے - کہ ہمارے اُستاد سے شیخ صاحب کو کیا نسبت ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک - زمانہ مخالفت مین بھی کبھی اُستاد کی

تنقیص سُننے کے روادار ہوے۔

آتش مرحوم کی نسبت ستان دل خراش میں منشی سمعیل حسین صاحب منیر مرحوم لکھتے ہیں کہ جب عہد فرمانرواے امجد علی شاہ ۱۲۵۹ھ میں مرزا صاحب نے پہلے پہل یہ مرثیہ پڑھا تھا ع کوہ رقیم پر جو علی کا گزر ہوا۔ تو مرزا صاحب کے سُننے کو خواجہ حیدر علی آتش مرحوم بھی ضعف پیری و نابینائی کے عالم میں آئے تھے بعض بعض مضامین عالیہ اور نازک خیالیاں سُن سُن کر سر مجلس پکار پکار کر آتش مرحوم کہتے تھے۔ کہ ارے میاں اگر ایسے مضامین کہوگے تو تم مرجاؤگے یا خون تھوکوگے۔ امراؤ رؤسا سے ناواقف یہ کلمہ سُن کر تعجب کہتے تھے کہ یہ بوڑھا آدمی کون ہے جو ایسے کلمات خلاف شان مرزا صاحب سے ایسی بے باکی سے کہتا ہے اور منبر پر مرزا صاحب باواز بلند تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ بعد مجلس ایک صاحب دولت و حشم نے ناچار ہوکر مرزا صاحب سے پوچھا کہ یہ پیر شکستہ حال سا کون ہے۔ جب مرزا صاحب نے سمجھادیا۔ کہ یہ حضرت آتش غزل کے استاد یگانہ ہیں خود خواجہ آتش نے ایک زمانہ میں مضامین کہنے میں سخت محنت کی تھی تو خون آنے لگا تھا۔ وہی اپنا تجربہ فرما رہے تھے۔

مرزا صاحب غزل میں آتش کا رنگ لکھنؤ والوں میں اور غالب کا۔ دہلی والوں میں بہت پسند کرتے تھے۔ باایں ہمہ کبھی کسی دوسرے استاد کو کلمات ناسزا سے یاد نہ کرتے تھے ایک اور کمال اُن میں یہ تھا کہ اگر کنایۃً بھی کوئی معترض ہوتا تھا تو سمجھ جاتے تھے اور جس استاد کا وہ معروف یا شاگرد ہوتا تھا اُسی کی نظیر میں نظم سُنا کر اُسکو چپ کردیتے تھے۔ چنانچہ نواب مرزا صاحب شوق صاحب مثنوی زہر عشق وغیرہ تے جو مرزا صاحب کے دربار میں اکثر شب کو آیا کرتے تھے۔ ایک مجلس میں یہ مصرع سُن کر ع صندوق شرقی سے نکالی کتاب صبح۔ نہایت ادب سے کہا کہ حضور اسے پھر عنایت فرمائیں۔ مرزا صاحب نے دوبارہ مصرع پڑھکر فرمایا کہ یہ مصرع یوں بھی ہوسکتا ہے ع صندوق آسمان سے نکالی کتاب صبح۔ مگر مجھے مشرقی پسند ہے۔ رات کو جب شوق صاحب آئے تو کہا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ جو مصرع آپنے دوبارہ پڑھوایا تھا اُس میں مجھے مشرقی کیوں پسند ہے۔ وہ بولے نہیں حضور۔ فرمایا اسلیے کہ ایسے الفاظ ترکیبی آپکے استاد جناب آتش کو پسند ہیں وہ فرماتے ہیں ع

ہم بھی کشتہ تری نیرنگی کے ہیں یاد رہے   او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

پھر فرمایا مجھے منبر پر بھی یہ شعر یاد تھا مگر میں نے عمداً نہ پڑھا کہ شاید کوئی شخص حضرت آتش کی توہین کا پہلو یہ کہکر نکالے کہ اس شعر میں نیرنگ بہت اچھی طرح آسکتا تھا۔ پھر مصنف نے نیرنگی کیوں باندھا جس میں ثقالت بھی پیدا ہوتی ہے۔ مرزا شوق مرحوم نے معذرت کی کہ یہی میرے دل میں آگئی تھی جو میں نے یہ مصرع دوبارہ پڑھوا لیا تھا

مرزا صاحب کے اُستادوں میں مرزا محمد رضا صاحب برق مرحوم کے والد ماجد جناب مرزا کاظم علی صاحب
علیحدہ بھی تھے (جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں) اسلیے برق صاحب کا بھی بہت لحاظ و پاس کرتے تھے
وہ مشاعروں میں جا کر عام طور پر غزل نہ پڑھتے تھے ۔ مگر برق صاحب نے جب ایک دھوم دھام کا مشاعرہ
کیا اور مرزا صاحب سے آ کر اصرار کیا کہ آپ ضرور غزل کہیں اور تکلیف فرما کر پڑھیں تو مرزا صاحب نے
مشہور غزل کہی اور مشاعرے میں پڑھی جس کا مشہور مطلع یہ ہے ؎

دفن کرنا مجھکو کوئے یار میں — قبر بلبل کی بنے گلزار میں

جو رنگ مرزا صاحب کو ناپسند ہوتا تھا، وہ اپنے شاگردوں یا بے تکلف دوستوں سے صاف
کہہ دیتے تھے ۔ چنانچہ منشی سید محمد اسمعیل حسین صاحب منیر جب کالے پانی سے چھوٹ کر آئے تو ایک دفعہ
اپنی چند غزلیں سنانے بیٹھے دیوان خانہ میں مرزا صاحب ہیں اور وہ ہیں ۔ مرزا اوج مرحوم فرماتے تھے
کہ میں اور میرے چھوٹے بھائی عطارد اور کئی لڑکے بھی غزل سننے کو دروازہ کے پیچھے کھڑے ہو گئے ۔
منیر نے مطلع پڑھا ؎

چھپّرا جیالا فلک پہ بہت خانہ جنگ کا — چھوٹا ہے نیل گاؤ یہ کُتا تفنگ کا

میں اور سب ساتھی لڑکے یہی مصرع پڑھتے ہوئے باہر سے باہر بھاگ گئے ۔ چھوٹا ہے نیل گاؤ یہ کُتا تفنگ کا ۔
مرزا صاحب نے منشی منیر سے کہا کہ آپ ایسے اعلیٰ درجے کے شاعر ہو کر اس مبتذل رنگ کو پسند کرتے ہیں
دیکھیے بچے تک ہنستے ہیں کاٹیے ۔ منیر مرحوم نے عرض کی ۔ بہت بہتر ۔ اور فوراً یہ مطلع کاٹ دیا غالباً اسی
وجہ سے دیوان مطبوعہ میں یہ مطلع نہیں ۔ لیکن وغیرہ میں مشہور ضرور ہے ۔

حضرت آتش کے شاگردوں میں جو سلام وغیرہ اصلاح کے واسطے اُنکے روبرو پیش کرتا تو وہ کہتے
تھے کہ جا ؤ میر سے سلام و مرثیہ وغیرہ پر اصلاح لو جو شاگرد مستطیع ہوتا تھا ۔ تو شیرینی بہت سی لاتا تھا
جناب امیر کی نذر دے کر [illegible] اور احباب میں بٹواتے تھے ۔ جو بکثرت تھے

اصلاح دینے کا طریقہ یہ تھا کہ شعر و مرثیہ پڑھکر یا مصنف سے سن کر لفظ بناتے اور وجہ بتاتے
جاتے تھے اور اگر شاگرد موجود نہ ہوتا تو وجہ اصلاح مختصر لفظوں میں حاشیہ پر لکھ دیتے تھے صفیر بلگرامی لکھتے
ہیں کہ میں نے ایسی معلومات کا شاعر دو مرزا [illegible] دیکھا

مرزا صاحب علاوہ اردو کے بہت اچھا [illegible] کے بھی شاعر تھے ۔ فارسی کا بعض کلام تو دفعتاً تم
میں غصب گیا بعض چھپا رہا ۔ مگر بہت سی چند نظمیں وغیرہ جو مرزا نصیر الدین حیدر مرحوم شاہ اودھ کی
فرمائش پر اُنھوں نے کہی تھیں وہ مرزا اوج صاحب مغفور فرماتے تھے کہ اب تک محفوظ ہیں ۔ ملاحظہ ہو دستار

صلاح۔ نواب والا قدر شہزادہ اودھ جو بھاکا کے مستند شاعر مانے جاتے ہین اُن کو بھاکا میں اصلاح دیتے تھے۔ ایک اُن مین یہ بھی کمال تھا کہ جس رنگ کی طبیعت شاگرد کی ہوتی تھی اُسی طرز کی اُسکو اصلاح دیتے تھے۔ چنانچہ اپنے بڑے بھائی مرزا غلام محمد صاحب نظیر کے کلام پر اصلاح دینے مین ویسے الفاظ بنا دیتے تھے جو گویا زبان انیس مغفور کے سمجھے جاتے تھے اور جن سے خود مرزا صاحب اپنی تصنیف مین بچتے تھے۔ جیسے

سغہ بے پر۔ کڑیل جوان وغیرہ

شیخ گوہر علی صاحب مشیر مرحوم کے ہرسیون مین ویسے بازاری محاورے اور الفاظ رکھتے تھے جو ہرسیون کی شان کے شایان ہیں آج مزاحیہ کلام اُن کا علیحدہ نہین ملتا اس کا سبب شاید یہ ہو کہ ایسا کلام سب مشیر مرحوم کو بخشدیا تھا ہزارون محاورے ہرسیون میں ایسے نظم کیے ہین جو اور کسی شاعر کے کلام میں نہ ملین گے۔

نواب شہید سید اسد علی صاحب متین کے نوحون مین ایسے مُبکی الفاظ رکھتے تھے جو خاص نوحہ کے واسطے زیبا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ متین کے نوحے اپنے طرز مین بے مثل ہین۔ نواب شہید ممدوح اور مشیر مرحوم نے ایک ہی دن مرزا صاحب کے شاگرد ہوے تھے۔ مگر مشیر کی طبیعت ہرسیہ کے لیے موزون پائی اور متین مغفور کو نوحہ کہنے کے قابل پایا۔ دونون کو ایک ایک ڈھرے پر لگا دیا۔

یہ عجیب حُسن اتفاق ہے کہ مرزا صاحب کے شاگردون مین سے جو دوسرے شہرون یا دیہات کے رہنے والے ہین وہ اپنی اپنی بستی یا شہر مین قابل تقلید کامل مانے جاتے ہین۔ مولوی نظیر حسین صاحب عظیم۔ مولانا شاد عظیم آبادی وصفیر بلگرامی وخان بہادر سی ایس لے ڈپٹی سید اولاد حسین صاحب مداح بیر سری اور مولوی اسد علی صاحب صغیر۔ اور نواب متین اور حکیم قدیر الدولہ سید محمد علی صاحب قدیر مولوی مظفر مہدی صاحب انیم جرولی مولوی غلام عباس صاحب تنہا اور میر ترکی بلگرامی اپنی اپنی بستی اور شہر مین نہایت معزز اور قابل تقلید مانے جاتے ہیں تفصیل اسکی آپ کو تذکرۂ دبا رحین سے معلوم ہوگی۔

خط۔ مرزا صاحب عموماً جس کسی کو خط لکھتے تھے فارسی مین لکھتے تھے۔ وہ خط شفیعا عمدہ اور جلد لکھتے تھے۔ مگر اُس زمانہ کی روش کے موافق حرفون پر نقطے بہت کم لگاتے تھے۔ اُسکا نمونہ حیات دبیر کے صفحہ ۴۹ پر چھپا ہے جس مین ایک جگہ کاپی نویس نے اس مصرع مین تغیر کردیا ہے۔ طعنہ دیتے تھے سلح سازکا رے قوم دغل۔ لفظ سلح کو صلح (صاد سے) لکھدیا ہے۔

جناب حاجی محمد جعفر عزت پیارے صاحب شمس آبادی نے مؤلف حیات دبیر کو مرزا صاحب کے خط کا نمونہ حیات دبیر مین دیکھ کر لکھا تھا کہ میرے والد ماجد مرحوم نواب حکیم سید محمد علی خان عرف نواب دولھا صاحب

رئیس شمس آباد) کے پاس جو خط مرزا صاحب کا آتا تھا وہ خوشخط خط شفیعا میں لکھا ہوا ہوتا تھا۔ مجھے خیال تھا کہ کوئی خوشنویس ملازم ہوگا آج یہ خط عکس دیکھکر معلوم ہوا کہ جناب مرحوم خط شفیعا خوب لکھتے تھے۔ اور اسی کے ساتھ ایک خط مرزا صاحب کی نقل بھی بھیجدی تھی جو نواب ولها صاحب مرحوم کے پاس ۱۹ ر شوال ۱۲۸۳ھ ہجری کو آیا تھا کہ یہی تاریخ موصولہ پشت خط پر درج ہے۔ اس خط میں القاب آداب بھی خاص تحریر فرمایا ہے۔ اور خط فارسی میں ہے اور اُس زمانے میں عموماً دہلی و لکھنؤ میں فارسی زبان میں اہل علم کتابت کرتے تھے یہ فخر صرف مرزا غالب مرحوم کو ہے کہ انھوں نے زمانے کا رنگ دیکھکر اُردو میں خط لکھنا شروع کر دیا تھا۔ حالانکہ اُردو کی نسبت۔ وہ فارسی میں اکمل تھے جیسا کہ خود اُنکا دعویٰ ہے۔ ۵

فارسی بیں تا بہ بینی نقش ہائے رنگ رنگ۔ بگزر از مجموعۂ اُردو کہ بیرنگ من است۔ اب وہ خط نقل کرتا ہوں۔

ع۵

بسم اللہ خیر الاسماء مضاف مضاف الیہ صدق وصفا۔ موصوف صفت مہر و وفا۔ اقبال مصاحب۔ جناب نواب محمد علی صاحب دام مجدہٗ۔ بعد سلام خلوص التیام و تمنائے گل چینی حدیقہ مواصلت مسرت انجام۔ مرفوع ضمیر خورشید تنویر باد کہ دریں ایام مفارقت وعدم مراسلت انچہ از حجاب غیبی بظہور آمدہ نیاز نامۂ دیگر متضمن تفصیل آن عنقریب ارسال می نمایم۔ دریں وقت مقتصر بر آنکہ منتظرے از دفتر فضائل و محامد جناب سید جمال الدین حسین صاحب قبلہ ولد سید نجم الدین حسین صاحب مرحوم ابن مولوی نظامی صاحب مغفور تجہیز تحریری آرم کہ جناب ممدوح اباً عن جد بخلعت سیادت پیراستہ و تاج سعادت آراستہ و جہد ہمہ شیعی اظہر من الشمس و ابین من الامس ہستند۔ و مخلص باجناب ممدوح نیاز قدیم می دارد واز عقائد مستحکم و انعقاد مجلس عزا کہ بدولت خانہ جناب مکرم الیہ می شود اکثر شرف اندوز مشارکت شدہ۔ خاطر شریف مطمئن باد۔

مرزا سلامت علی

متخلص دبیر

عفا عنہ ربہ القدیر

انیس و دبیر کا انداز

جوش معرفت میں سینے کے زور سے پڑھتے تھے کہ سامعین مدح کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اکثر فرماتے تھے کہ باتوں کے کرنے میں جتنے ہاتھ آنکھ وغیرہ سے آدمی اشارے کرتا جاتا ہے اُس سے زیادہ منبر پر ہاتھ نہ اُٹھانا نہ بتانا چاہئے۔ انکا کلام خود تمام واقعات کا مرقع پیش نظر کر دیتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ ارتھ موسیقی میں داخل ہے مگر سوز خوانی میں بھی بتانے کو معیوب قرار دیا گیا ہے۔ پس مرثیہ خوانی سے بتانے کو کیا علاقہ ہے۔ اس رُباعی میں اسی بات کا اشارہ ہے۔ ۵

صد شکر کہ پڑھنا مرا مردانہ ہے
ناحق کا نہ چیخنا نہ چلانا ہے
اِن شہ مرداں کا ثنا خواں ہوں میں
بیکار نہ ہر بند پہ بتلانا ہے

اُنھوں نے کبھی کسی شاگرد کو اپنے پڑھنے کا طرز نہیں سکھایا نہ کسی شخص کو بجز ایک شاگرد آغا صاحب کے۔ مرحوم کے انکا طرز آیا۔ آغا سید صاحب آغا حسن صاحب مرحوم کے حقیقی بڑے بھائی تھے آغا حسن صاحب آزل میر حسن صاحب مولف وقعات انیس کے نانا۔ اور نواب صاحب مرزا صاحب شوق

ع۵ مرزا دبیر مرحوم کے اکثر خطوط سید مسعود حسن صاحب ایم اے ادیب ریڈر لکھنؤ یونیورسٹی نے رسالہ ادب لکھنؤ میں متواتر آثار ادبیہ کے عنوان سے شائع

صاحب مثنوی زہر عشق سے داماد تھے آغا حیدر صاحب کی پاٹ دار آواز مرزا صاحب کی آواز سے بہت ملتی جلتی تھی۔ اور اسی طرز سے وہ پڑھتے بھی تھے۔ جو شاگرد مرزا صاحب سے عرض کرتا تھا کہ مجھے مرثیہ پڑھنا سکھایئے تو میر شرف الدین یا میر محمد رضا صاحب ظہیر یا مرزا مغل صاحب کے سپرد کر دیتے تھے۔ یہ صاحب اس خاندان میں عمدہ پڑھنے والے تھے۔ مرزا مغل مرحوم کے ایک شاگرد[۵] نے بھی پڑھنے میں کمال پیدا کیا تھا جس کا نام میر اولاد حسین صاحب اور تخلص قوی تھا۔ اور مرزا صاحب کے خویش میر بادشاہ علی صاحب بقا۔ خلف میر ضیا اور مرزا محمد عباس سفیر بھی اچھا پڑھتے تھے۔

مرزا صاحب کے مرثیہ پڑھنے میں عجب وقار تھا۔ اسکے ساتھ دو ایک نثر کے فقرے سونے میں سہاگہ ہو جاتے تھے۔ بین تو وہ اس طرز سے پڑھتے تھے کہ مجلس میں روتے روتے اکثر آدمی بے ہوش ہو جاتے تھے کیونکہ بین کے موقع پر بہت بتانے سے اکثر رقت سلب ہو جاتی ہے۔

لندن کا بہترین پڑھنے والا دبیر کی طرز خوانندگی کا متفق الرائے تھا

مسٹر نواب حامد علی خاں مرحوم مغفور حیات دبیر کے پندرھویں باب میں لکھتے ہیں کہ لندن کے زمانہ قیام میں ملٹن اور شکسپیر کا کلام میں نے پروفیسر مل سے پڑھا۔ اور شعر پڑھنے کے اصول اور طریقے پروفیسر مارٹلی سے سیکھے وہ ہر مقام کو خوب ہی ادا کرتے تھے۔ آواز اور صورت سے گویا بولتی ہوئی تصویر کھینچاتے تھے ہاتھ سے زیادہ بتانے کو منع کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سب سے بہتر پڑھنے والا لندن کا بھی مرزا صاحب سے متفق الرائے تھا۔ فی زمانہ مرثیہ پڑھنے میں بتانے کی ایسی پڑ گئی ہے جس کو لوگ رقص منبری کہنے لگے ہیں۔

خصائص کلام دبیر

تصنیف کی خصوصیات۔ مرزا صاحب کا کمال یہ ہے کہ وہ ہر موقع کے واسطے خاص زبان استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً رخصت کے موقع پر جو الفاظ لاتے ہیں۔ وہ سراپا میں آپ نہ پائیگا۔ سراپا کی بندش الفاظ کی شان جدا ہے۔ رجز میں علیحدہ ہے۔ رجز میں بھی خصوصیت ہے کہ اگر وہ امام حسین کی زبان اقدس سے ہے تو ایسی عالمانہ شان نمایاں ہوگی کہ بڑے سے بڑا عالم شاید ویسی نصیحت نہ کر سکے۔ علم دین و دنیا کا سبق حاصل ہو۔ لڑائی میں بالکل رنگ بدل جائیگا۔ مناجات کے لفظ ہی کچھ اور ہیں۔ بین میں وہ سلاست ہے کہ گویا یہ دوسرا شخص نظم کر رہا ہے۔ اس بات کو خود مرزا صاحب کہہ گئے ہیں ؎

ہے رزم سراپا تو زباں وہی ہے ۔۔۔ اور بین کے مابین بیاں اور ہی ہے
کس درجہ بلند ہے تری فکر دبیر ۔۔۔ کہتی ہے زمیں یہ آسماں اور ہی ہے

پھر خوبی یہ ہے کہ سلیس و عام فہم کلام کے بھی دریا بہائے ہیں۔ اور دقیق اور بلیغ کلام کی تو کچھ حد و نہایت ہی نہیں مضمون آفرینی تو اس بلا کی ہے کہ اکثر شعرا تو پست نظر آتے ہیں۔ مولوی شبلی صاحب سے منکر کمال کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ صنایع و بدایع میں بے تکلف کلام بھی دبیر کا حق ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ زبان پر انکو کس قدر قدرت تھی رعایت لفظی ایسی قدر ہے جو دل کو پسند ہو۔ ابھری ہوئی اور بناوٹ نہ ہو۔ اس کے ثبوت میں حیات دبیر اور المیزان میں کلام دبیر دیکھئے۔

---

[۵] بقا مرحوم کے ایک شاگرد نواب میر عبد الحسین خاں صاحب بہادر ریاست عالیہ بنگن پلی میں جاگیردار ہیں۔ خاکسار خبیر نے جناب ممدوح کو سنا ہے نہایت خلوص سے مرثیہ پڑھتے ہیں۔ حقیر خبیر ۱۲

اور پورے چند مرثیئے اس کتاب سبع مثانی میں ملاحظہ ہوں واقعات کی تصویریں بولتی ہوئی بھی ہزاروں آپ کو ملیں گی۔ بعض معاصر کہتے ہیں کہ مناظر قدرت اور ظرافت کی کمی ہے مگر مرثیہ میں ظرافت کی ہرگز گنجائش نہیں ورنہ مجلس عزا میں رقت جاتی رہے۔ مرزا صاحب کی ظرافت مشیر مرحوم کے ہر سہرے میں آپکو نظر آئیگی۔ خصوصًا سہرے زیادہ جو مشہور و مقبول ہر سہرا ہے جس میں مغل کی زبان بعینہ نظم کر دی ہے جسکا مصرع مشہور یہ ہے ؎ سفلی نہی تھی چاہے سو کشمیری ہو گئی۔ یہ مسدس اگر کل نہیں تو اکثر مرزا صاحب نے لکھکر مشیر مرحوم کو بخشدیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اُسکے بعد کے اور سہرے مشیر مرحوم کے اس پایہ کے نہیں ہو سکے۔ مناظر قدرت۔ کچھ تو دفتر ماتم میں جلدوں میں ملتے ہیں۔ مگر اُسکا بڑا حصہ اون مرثیوں میں ہے۔ جو جناب مرحوم کے وارث و قابض ۶۰۔۔۔ ۷ برس تصنیف کو گذر جانے کے بعد بھی نہیں نکالتے۔ نہ معلوم اب اُس سے وہ کیا کام لیں گے ع؎

واقعات حزن وملال کی تصویریں جیسی مرزا صاحب نے کھینچی ہیں۔ مجھے تو اوروں کے کلام میں ملتی نہیں۔ ایک یہ بھی عیب بیان کیا جاتا ہے کہ ہر مرثیہ مطلع سے مقطع تک مسلسل نہیں۔ دبیریوں انیسیوں کی بحث میں یہ بات سنتے سنتے اگر کان بہرے نہیں ہوئے تو کانوں میں یہ آواز گونج تو گئی ہے۔ انیسیئے کہتے ہیں کہ ایک بند سے دوسرا بند مرزا صاحب کے یہاں مسلسل نہیں ہوتا۔ دبیرئے جواب دیتے تھے۔ بشریت سے ممکن ہے کہ ایسا کہیں ہو گیا ہو مگر میر صاحب کے کلام میں تو غضب یہ ہے کہ کبھی ایک ہی بند کے مصرع باہم مسلسل و مربوط نہیں ہوتے۔

حیات دبیر میں اسکی مفصل بحث کی ہے۔ اور سب سے بڑے بڑے مرثیہ گویان عرب و عجم۔ ہند (یعنے دعبل خزاعی و ملا محتشم و مرزا رفیع سودا) کے مرثیے لکھکر ثابت کیا ہے۔ کہ مرثیے میں مثنوی اور قصہ کا ایسا تسلسل کسی اُستاد کے کلام میں نہیں جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ایشیائی قصوں اور مثنویوں کے لئے ہی یہ بات لازم ہے۔ اُردو مرثیہ اصناف سخن کی جان ہے۔ اُس میں کہیں مثنوی کہیں قصیدہ۔ کہیں غزل۔ کہیں واسوخت۔ کہیں ترجیع بند کی شان ہوتی ہے۔ ایک صاحب اسیر یہ اعتراض فرماتے ہیں کہ دعبل و محتشم و سودا مرثیے کے اُستاد سہی۔ مگر معصوم نہ تھے۔ سب سے غلطی ہوئی پس ایسے بزرگوار کے سامنے جناب امیر کے دیوان سے وہ مرثیہ پیش کر دینا چاہیئے۔ جو اُن جناب نے حضرت ابو طالب و جناب محمد مصطفٰے و فاطمہ زہرا کی وفات پر کہے ہیں۔ اور عرض کرنا چاہیئے کہ لیجیئے جناب کلام معصوم بھی سند میں موجود ہے بایں ہمہ ؎ ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرفدار نہیں۔ تسلسل کلام میں ہونا ایک اعلیٰ درجہ کا ہنر ہے۔ مرثیہ میں ہونے سے دلکشی کی شان بڑھ جاتی ہے۔ مگر جو لوگ ان بزرگوں کے کلام کو مخلوط کر چکے اُنکی دست برد کا کیا علاج ہے۔ آپکو موجودہ جلدوں میں میر انیس صاحب کے بند کے بند بے ربط و بے سلسلہ ملیں گے۔ مرزا صاحب کے موجودہ مرثیے

ع؎ استاذی حضرت رفیع مدظلہ العالی نے جب سبع مثانی کے مرثیوں کا مقابلہ اصل مرثیوں سے فرمایا تو وہ تمام بند جو پہلے شائع ہونے سے رہ گئے تھے عنایت فرمائے چنانچہ مناظر قدرت کی بھی بہترین مثالیں اس جلد میں ملیں گی۔ حقیر خبیر ۱۲

بھی اس عیب سے خالی نہیں اور بقول مرزا صاحب مرحوم کسی کو کیا معلوم کہ دبیر کے کتنے اصلاح دینے والے ہیں۔ ع۵۱
مہماں نوازی۔ سخاوت۔ عدالت۔ بندگان خدا کی حاجت میں سعی اور کوشش کرنا۔ متانت۔ خود
داری۔ وضع داری حاضر جوابی ایفائے ع۵۲ وعدہ خوش اخلاقی۔ غیرت۔ آن بان۔ شجاعت۔ اپنے دوستوں
اور شاگردوں سے سچی محبت۔ اور انکی قدردانی۔ یہ باتیں مرزا صاحب میں خدا نے گویا کوٹ کوٹ کے بھری تھیں
میر انیس مرحوم کا کوئی شاگرد یا طرفدار بھی آتا تھا تو انکے پاس سے کامیاب اور خوش ہو کر جاتا تھا میر شرف الدین
صاحب جو نواب دولھا صاحب رئیس شمس آباد کے بہنوئی تھے (اور جنکے فرزند ارجمند نواب منے صاحب سے حیات دبیر
میں بہت سے حالات مولف نے لکھے ہیں) اُن کے فرزند کی تحریر مندرجہ حیات دبیر سے آپکو معلوم ہوگا کہ سنہ ۱۲۶۹ ہجری
میں جب میر شرف الدین مرحوم ہوئے تو یہ نواب منے صاحب ڈھائی برس کے بچہ تھے اُنکو شاہ اودھ کے دربار میں لیجاکر
اُنکے والد کی جگہ سواروں میں نام لکھایا اور پھر اُنکے شمس آباد والدہ کے ساتھ آنے پر برسوں تنخواہ خزانہ شاہی سے
لیکر بھیجا کئے میر شرف الدین مرحوم کا نام آگیا ہے تو انکی بھی مختصر لائف لکھدوں تمام لکھنؤ میں مشہور ہے کہ منبر پڑھنے
والا دوسرا ذاکر اُن سے بہتر نہ تھا جب میر انیس صاحب مرحوم عہد امجد علی شاہ مرحوم میں فیض آباد سے لکھنؤ آئے (میر خلیق
زندہ تھے) میر شرف الدین مرحوم کے مرثیہ پڑھنے کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے۔ ایک مجلس میں میر انیس صاحب منبر پر
سے مرثیہ پڑھنے کے بعد بانی مجلس نے میر شرف الدین صاحب سے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اب حضور داخل ثواب ہوں
میر شرف الدین صاحب بے تکلف اُٹھ کر منبر پر گئے صرف پندرہ بند پڑھے تھے کہ مجلس میں پٹس پڑ گئی۔ میر انیس صاحب
بار بار اُنکو دیکھتے تھے۔ اور غالباً دل ہی دل میں کہتے تھے۔ سرکار حسینی میں ہے حصہ سب کا (اس حکایت کو علاوہ نواب
منے صاحب کے بہت سے معمر آدمیوں نے بیان کیا ایک اُن میں سے حکیم محمد تقی صاحب ہیں جنکا مطب نخاس میں لکھنؤ
گنج کے پل کے پاس ہوتا ہے) ان میر شرف الدین مرحوم کی سوم کی مجلس میں مرزا صاحب یہ رباعی کہکر پڑھے تھے ؎
شاگرد عزیز ہی غضب چھوٹ گیا عشرت کا چمن لشکر غم لوٹ گیا شیشہ جو شکستہ ہو تو دیتا ہے صدا ظاہر یہ فغاں سے ہے کہ دل ٹوٹ گیا

صفت مہمان نوازی وغیرہ

ع۵۱ ہمچیران خبیر نے اسی جلد کی تمہید میں وہ اسباب لکھے ہیں جن سے ان مطبوعہ جلدوں میں اکثر مرثیے ایسے ملتے ہیں جو مربوط ہیں۔ اب
ناظرین اس جلد "سبع مثانی" کے مرثیوں کو ملاحظہ فرمائیں کہ ان میں قریب قریب ہر مرثیہ اصل سے مقابلہ کے بعد طبع کیا گیا ہے حقیر خبیر ۱۲
ع۵۲ اس بیت کے متعلق شاید عارف مرحوم نے مجھ سے کہا تھا۔ آتا ہے بادشاہ جوانان خوبرو وصل علی نبی کا مرقع ہے دبدبہ کسی نے چلاکر
کہا حضور یہ قافیہ سمجھ میں نہ آیا۔ مرزا صاحب نے فرمایا آپ زحمت کرکے غریب خانہ پر تشریف لائیے یا بعد ختم مجلس پوچھئے بندہ نواز آدمی را ہیبت
لازم ست۔ عود را اگر بوئے نباشد ہیزم ست اشارہ یہ تھا لازم کی "ز" کو کسرہ ہے ہیزم کی "ز" کو کسرہ نہیں اسیطرح خوبرو کی "ب" ساکن ہے دبدبہ
کی (ب) متحرک معترض صاحب پھر بولے تاقیہ صحیح سہی مگر صلاح فلاح کیا ایسے قافیوں کے لانے سے مرزا صاحب نے فوراً فرمایا صلاح کار کجا و من خراب
کجا ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا یہ کہکر مرثیہ شروع کردیا۔ حافظ کے اس شعر میں یہ دکھا دیا کہ خراب کی (ب) ساکن تا بکجا (ب) متحرک ہے ۱۲

اور قبر پر کندہ کرنے کو جو قطعہ تاریخ کہا تھا اُسکے مادہ کا مصرع یہ ہے ؎ لحد ذاکر مقبول حسین۔ جس سے ۱۲۶۹ ہجری نکلتے ہیں۔ یہی سال وفات اُن مرحوم کا ہے۔

مرزا صاحب کی وقعت و عزت اہل علم و اہل کمال کے دلوں میں اسقدر تھی کہ بڑے بڑے مجتہد و محدث و رئیس و حکام انکو اپنا بزرگ قابل تعظیم سمجھتے تھے۔ چنانچہ سید محمد خلیل صاحب بلگرامی سابق مہتمم مطبع اثنا عشری دہلی۔ ناقل تھے کہ مولوی امداد امام صاحب کے والد ماجد صاحب صد تحقیق "صدر الصدور" ایک شام یا صبح کو مرزا صاحب سے ملنے دولتکدۂ سیدۂ جلیلہ امام باندی بیگم صاحبہ پر (پٹنہ میں) آئے۔ اور انکی پوشاک حسب معمول اس سردی میں بھی ایسی تھی جیسی گرمی میں عام لوگوں کی ہوتی ہے۔ یعنی ایک تنزیب کا کرتہ اور سپر تنزیب کا انگرکھا زیب تن تھا۔ مرزا صاحب سے ملے۔ مگر مرزا صاحب سے یہ نہ کہا کہ میں کون ہوں۔ مرزا صاحب اپنے دل میں سمجھے کہ یہ سفید پوش کوئی مفلس ہیں۔ الگ انکو بلایا اور یہ دریافت کر سکے کہ یہ سید ہیں ایک لکھنؤ کی فرد دی دار اور پانچ روپیہ اسپر رکھکر کہا کہ میں مغل۔ سادات کا غلام ہوں یہ غلام کا ہدیہ قبول فرمایئے۔ انھوں نے رضائی یہ کہکر لیلی کہ حضور کا تبرک میں عمر بھر رکھوں گا اور مرنے سے پہلے اپنی اولاد سے وصیت کر دونگا کہ میرے کفن میں رکھدیا غفور الرحیم شاید اسی بہانہ سے مجھے بخشدے صد یہ کہکر واپس کر دئے کہ اس کی مجھے ضرورت نہیں اگر حاجت ہوتی تو ضرور لیتا۔ وہاں سے آکر منشی فرزند احمد صاحب صفیر سے تخلیہ میں یہ تمام واقعہ دہرایا۔ صفیر مرحوم نے دوسرے وقت مرزا صاحب سے عرض کی جنکو آپ نے رضائی اور صد تخلیہ میں دئے تھے وہ ایک خاندانی امیر کبیر صدر الصدور ہیں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ بھئی مجھ سے غلطی ہوئی میں سمجھا کہ ان کے پاس سردی کا کوئی دگلہ نہیں ہے۔ یہ بزرگوار بھی مرزا صاحب کے کلام و کمال کے عشاق میں سے ہیں اب زمانہ کا انقلاب و تنزل دیکھیے۔ کہ انھیں صدر الصدور صاحب مرحوم کے قابل و لائق فرزند شمس العلما مولوی امداد امام صاحب نے (باوصفیکہ انکو منشی سید فرزند احمد صاحب صفیر شاگرد حضرت دبیر مغفور سے کچھ فیض بھی پہونچا ہے جیسا کہ سنا گیا ہے) مثل مولانا شبلی کے تو نہیں مگر دوسرے طرز پر مرزا صاحب کے کمالات سے ایسی چشم پوشی کی۔ کہ مولوی حکیم محمد مظہر الہادی صاحب سہیل مرحوم امروہوی کو تقریظ حیات دبیر میں لکھنا پڑا کہ شمس العلما علامہ شبلی جیسے مشہور فاضل اور قابل مصنف اور شمس العلما مسٹر امداد امام صاحب ایسے لائق اہل قلم کی نسبت سخت حیرت ہوتی ہے کہ انکو کس قسم کے (دبیر کے) دشمنوں میں شمار کیا جائے[عہ] - ہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت شبلی کا پایہ عربیت گو کتنا ہی بلند ہو اور جناب مسٹر امداد امام صاحب انگریزی کے آسمان کے چاند ہی کیوں نہ ہوں مگر شاعری و فصاحت و بلاغت میں غالب کے پلہ کے نہیں پس اس نقاد سخن کی تحریری شہادت سے جناب مرزا صاحب کے فضل و کمال اور مرثیت کے میدان میں یکہ تاز ہونے کا ثبوت دیکھنے کے بعد ان معترضین کی

عہ اس اجمال کی تفصیل اسی مضمون میں آیندہ درج ہوئی ہے حقیر خبیر ۱۲

کی شان میں بھی کہنا پڑتا ہے ع معذور دارمت کہ تو او را ندیدۂ ،، اب یہ بھی عرض کردوں کہ وہ غالب مرحوم (شاعر غالب) کی تحریری شہادت کیا ہے اور کہاں ہے۔ اور کن راویوں کے ذریعہ سے ہم تک پہونچی۔ ایک راوی تو منشی سید فرزند احمد صاحب صفیر بلگرامی آرہ مقامی ہیں جو اپنے تذکرہ جلوۂ خضر جلد اول کے صفحہ ۲۲۵ پر ۱۲۸۲ ہجری میں بمقام دہلی اپنا پہونچنا اور مرزا صاحب موصوف کا مصنفہ مرثیہ سنانا اور اُسکے وہ تین بند لکھکر لکھتے ہیں کہ یہ بند مجمع حاضرین میں پڑھکر مرزا صاحب موصوف نے فرمایا کہ واقعی یہ حق دبیر کا ہے۔ دوسرا اس راہ میں قدم نہیں اُٹھا سکتا۔ دوسرے شاہد مولوی محمد امجد علی صاحب ریاض تخلص ہیں جو دہلی دیکھنے محرم ۱۲۸۲ھ میں دہلی گئے۔ اپنے سفرنامہ کا نام سیر ریاض رکھکر چھپوایا۔ یہ ۶ محرم کے واقعہ میں لکھتے ہیں کہ مرزا غالب نے تین بند اپنی تصنیف مرثیہ کے سنائے لوگ روئے پیٹے چلائے۔ وہ بند میں نے طلب کئے۔ مرزا نے اپنے دست خاص سے لکھدئے (اس موقع پر وہی ۳ بند لکھے ہیں جو حقیر نے لکھے ہیں) پھر ریاض مرحوم لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب خود فرماتے تھے کہ یہ حصہ دبیر کا ہے۔ وہ مرثیہ گوئی میں فوق لے گیا ہم سے آگے نہ چلا ناتمام رہ گیا۔

یہ تو دو شہادتیں دو کتابوں میں چھپی ہوئی ہیں اب ایک چھپی ہوئی شہادت بھی سُن لیجئے جو بعد اشاعت حیات دبیر صاحب حیات دبیر کو جناب نواب سید محمد جعفر صاحب عرف نواب پیارے صاحب مرحوم مورخ بے عدیل نے ایک خط میں لکھکر بھیجی ہے۔ حاجی صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ میرے والد مرحوم جناب حکیم سید محمد علی صاحب عرف نواب دولھا صاحب شمس آبادی سے مرزا غالب مغفور نے دہلی میں کہا تھا کہ بھائی مبدءِ فیاض کا دارو غہ دبیر سے ملا ہوا ہے۔ جو نیا مضمون ہوتا ہے وہ لیجا کر دبیر کو دے آتا ہے۔ دبیر نظم کر دیتے ہیں اور سب شاعر معاصر منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ ایک غالب مرحوم پر منحصر نہیں بلکہ اُس زمانے کے عموماً اہل کمال مرثیہ گوئی میں میر پر مرزا کو ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ مرزا دبیر کے ایک منکر کمال نواب نصیر حسین خاں صاحب خیال (سید علی محمد صاحب شاد مرحوم کے تعلیم یافتہ بھانجے۔ علوم جدیدہ مغربیہ سے آراستہ) بھی دکن ریویو کے پرچہ دسمبر ۱۹۰۶ء میں صاف صاف لکھتے ہیں کہ اپنے زمانے میں جناب مرزا صاحب سب سے بہترین شاعر تصور کئے گئے۔ اور بڑے بڑوں نے اسوقت اُن کے کلام کے آگے سر ڈال دیا۔ ملاحظہ ہو دیباچہ حیات دبیر صفحہ ۲۸۔ اتنا اور بتادوں کہ اُن بڑے بڑوں میں نواب خیال صاحب کے نانا مرحوم اور اُن مرحوم کے بھائی۔ بھی شامل ہیں۔ جو عاشق کلام و کمال دبیر تھے۔ اور تو اور مرزا محمد حسین صاحب آزاد مرحوم مصنف آب حیات بھی (باوصفیکہ میر انیس ہی مرحوم سے ۱۲۷۵ھ میں ملے۔ اور اُنہیں کے خاندان سے راہ و رسم تھی کہ آب حیات میر نفیس مرحوم کو ہدیۃً بھیجدی اُنھوں نے جب رسید نہ دی تو دوسرے اڈیشن میں اسکی شکایت لکھی ہے) نفس مرثیہ گوئی میں میر پر مرزا کو ترجیح دیتے ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مرزا صاحب کے حال میں میر صاحب کا مقابلہ کرنا لکھکر صفحہ ۵۵۲ پر لکھتے ہیں کہ دونوں کے کمال نے سخن شناسوں کے ہجوم کو دو حصوں میں بانٹ لیا۔

غالب دبیر ماہنامہ الاقات(؟) سادات امروہہ ۱۳ اشاعت

آزاد مرحوم پہلے زمانہ میں منصف(؟) تھے اور صاحب بیاض خیال کا قول ۱۲

نفیس مرثیہ گوئی میں [illegible] مرزا کو ترجیح [illegible]

آدھے انیسیئے ہو گئے آدھے دبیریئے۔ ان کے کلام میں محاکمہ کرنے کا لطف جب ہے کہ ہر استاد کے ۴-۴-۵-سو مرثیئے بجائے خود پڑھوا و رپھر مجلسوں میں سنکر دیکھو کہ ہر ایک کا کلام اہل مجلس پر کسقدر کامیاب یا ناکام رہا ہے اسکے مزہ نہیں ہیں اس نکتہ پر میر انیس کے حال میں کاوش کرونگا۔ میر انیس کے حال میں خاتمہ کتاب سے پہلے صفحہ ۵۶۲ پر لکھتے ہیں کہ یہ بات درست ہے (میں اوپر لکھ چکا ہوں یہ بات درست نہیں) کہ مرزا دبیر کے پڑھنے میں وہ خوش ادائی نہ تھی لیکن حسن قبول اور فیض تاثیر خدا نے دیا تھا۔ ان کا مرثیہ کوئی اور بھی پڑھتا تھا تو اکثر رونے رلانے میں کامیاب ہوتا تھا۔ کہ یہی اس کام کی علت غائی ہے۔

مرزا صاحب کے پسند کرنے والوں میں بڑے بڑے کامل و اکمل علما و شعرا و حکما ہیں۔ اس مختصر مضمون میں صرف نام لکھے دیتا ہوں۔ تفصیل حیات دبیر سے معلوم ہو سکتی ہے۔ آزاد مرحوم اگر میرزا صاحب سے بھی ملتے اور دونوں کو سن لیتے تو پڑھنے پر بھی مرزا پر میر کو غالباً تفضیل نہ دیتے۔ جن لوگوں نے دونوں کو سنا ہے وہ بالاتفاق کہتے ہیں کہ ایک کے سننے کے بعد ہم دوسرے کو بھول جاتے تھے۔ اگر مرزا کے پڑھنے میں خوش ادائی نہ ہوتی تو مدمقابل کو نہ بھول جاتے۔ ایک ایک مصرع کو دو دو تین تین طرح پڑھ کر مختلف معانی پیدا کرنا یہ کمال مرزا ہی کے پڑھنے میں تھا۔ ملاحظہ ہو حیات دبیر جلد اول میں دستور علی صاحب بلگرامی کی زبانی مرزا صاحب کے پڑھنے کی خوبی۔

ا۔ علامۂ جائسی جناب مولوی سید علی حسن صاحب قبلہ مغفور شمس العلما۔ محدث کامل۔ مولوی سید سبط حسن صاحب کے مربی نانا۔ ۲۔ جناب غفرانمآب مفتی میر عباس صاحب مرحوم۔ نے اپنی کتاب مطبوعہ عشرۂ کاملہ میں مولوی مقرب علی خاں صاحب و مولوی خلیفہ سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم پٹیالہ و صاحب اعجاز التنزیل کو دوان کے اس سوال کا دبیر و انیس میں سے کسکو ترجیح ہے؟ یہ جواب صاف دیا ہے کہ میر صاحب کا کلام فصیح و شیریں۔ اور مرزا صاحب کا (کلام) دقیق اور نمکین ہے۔ ہر شخص کا ذائقہ و مذاق ہے (کوئی شیریں کوئی نمکین کو زیادہ پسند کرتا ہے) تو ایک کو دوسری پر ترجیح نہیں دیجا سکتی۔ مرزا صاحب کے کلام پر جو ایک اعتراض کا جواب دیا اور شرح فرمائی ہے وہ حیات دبیر یا اصل کتاب عشرۂ کاملہ سے آپکو معلوم ہو سکتی ہے۔ ۳۔ سید المتکلمین آیۃ اللہ فی العالمین شمس العلما مولانا سید حامد حسین صاحب فردوس آب۔ ۴۔ مولوی سید علی حسن صاحب شمس قبلہ وکیل ہائی کورٹ لکھنؤ تاریخ وفات میر انیس صاحب مصنفہ مرزا دبیر صاحب پر جو اعتراضات کرکے اودھ اخبار میں کسی صاحب نے چھپوائے تھے۔ اُن کے معقول و دنداں شکن جواب ان عالم کامل نے دیکر بصورت کتاب چھپوایا ہے اور اس کا تاریخی نام جلوۂ عجیب سخن فہمے ہے۔ ۵۔ مولانا سید غلام حسنین صاحب علامۂ کنتوری مغفور۔ جنکی تصانیف لاجواب ما تین فی الضار الاسلام و لائف وغیرہ ہیں۔ ۶۔ مولوی سید صدیق حسن خاں صاحب۔ محدث کامل۔ ۷۔ مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی حنفی عالم کامل۔ ۸۔ مولوی عبد العلی صاحب آسی مدراسی ثم لکھنوی حنفی عالم کامل

۹۔ مولوی سید احمد حسن صاحب فرقانی مرحوم رئیس میرٹھ۔ ۱۰۔ منشی مظفر علی خاں صاحب اسیر مغفور۔ ۱۱۔ منشی امیر احمد مینائی۔ ۱۲۔ منشی سید اسمعیل حسین صاحب منیر مرحوم۔ ۱۳۔ مسٹر نواب حامد علیخاں صاحب حامد مغفور۔ ۱۴۔ مرزا حاتم علی صاحب مہر۔

علاوہ ان کے اور بہت سے کاملین مرزا صاحب کے کمال کے معترف ہیں کون ایسا بیدرد ہے جو مولوی شبلی صاحب کی ہاں میں ہاں ملائے۔ اور ان سب کو بدمذاق بتائے۔ ان میں بعض مرزا صاحب کو بہتر بعض دونوں کاملوں کو برابر سمجھتے ہیں۔ شبلی صاحب کے نزدیک یہ بدمذاقی کی لے بڑھ گئی ہے۔ لیکن بقول مولف یادگار انیس مولوی علی احمد صاحب علوی (بی اے) یہ بدمذاقی اس قسم کی تھی۔ کہ سارا لکھنؤ جو اسوقت شعر و سخن کی ٹکسال تھا (رند) رند کھل جاتا ہے یاں کھوٹے کھرے کا پردہ۔ لکھنؤ اہل ہنر کیلئے ٹکسال ہے آج اسی بلا میں گرفتار تھا۔ اور ان دونوں باکمالوں کو حریف مقابل سمجھتا تھا۔ موازنہ ہندوستان کے ایک مشہور انشا پرداز کے قلم سے نکلا۔ اور اس میں خیالات کا اظہار نہایت بے باکی اور دلیری سے کیا گیا۔ سارے ملک میں آگ لگ گئی دبیرے تو ناراض ہوئے ہی۔ بعض انیسئے بھی خوش نہ ہوئے۔ اسکی تردید میں کئی کتابیں شایع ہوئیں جن میں سے المیزان ادب اردو میں ایک بیش قیمت اضافہ ہے۔ لیکن اصل واقعہ یہ ہے کہ دبیر کا بہترین کلام علامہ شبلی کی نظر سے نہیں گزرا تھا۔ ورنہ وہ دبیر کی بابت ایسی غیر منصفانہ رائے قائم نہ کرتے جیسی کہ موازنہ سے ظاہر ہوتی ہے" اسی زمانہ میں کہ جب لکھنؤ شعر و سخن کی ٹکسال اور مجمع اہل کمال تھا۔ مرزا صاحب جن جن مجلس میں پڑھتے تھے (اسکا مختصر ذکر حیات دبیر سے لکھتا ہوں۔ اسی کا اقتباس مولف یادگار انیس نے بھی اکثر جگہ کیا ہے۔ ملکہ زمانی بیگم نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ مرحوم کی مجالس عشرہ محرم میں پڑھتے تھے ان کی سرکار سے مرزا صاحب کو ماہوار تنخواہ بھی ملتی تھی اور سالانہ بعد عشرہ عزا معقول نذرانہ بھی۔ اور مرزا صاحب کی سفارش پر ہزاروں اہل حاجت کو ہزاروں روپیے ملتے تھے۔ یہ بڑی فیاض اور سیر چشم بیگم تھیں جنکا مقبرہ ابتک لکھنؤ میں یادگار موجود ہے۔ انھیں کی صاحبزادی سلطان عالیہ سلطان تخلص نہایت ذی علم مرثیہ گو۔ شاعرہ زوجہ نواب ممتاز الدولہ (شاہزادہ اودھ) تھیں۔

۲۔ مہاراج میوہ رام ہدایت علی خاں نواب افتخار الدولہ مرحوم جو نہایت سیر چشم سخی۔ عزا دار گذرے ہیں پہلے میر ضمیر مرحوم کے مرنے پر صرف مرزا صاحب پڑھتے رہے یہاں تک کہ نواب صاحب ممدوح کربلائے معلےٰ زیارت کو گئے وہاں کلید بردار روضۂ حضرت ہو گئے (اوج مرحوم) آیا در حسین پہ سوئے جناں گیا۔ پہونچا کہاں کہاں سے کہاں گیا۔ ان امیر باذل کی تاریخ وفات کلیات منیر مرحوم میں ہے۔ مادۂ تاریخ کا مصرع ہے۔ ھ دین پناہ و صالح و زوار امیر و متقی۔ جس سے ۱۲۸۴ھ نکلتے ہیں۔ ۳۔ حسین علی خاں اثر

ازدیاد ہوا [illegible] بڑی بڑی مجلسیں ۱۲

ھ پورا قطعہ یہ ہے۔ افتخار الدولہ میوا رام مہراج زمن ۔ والہ نام علی و تابع شرع نبی ۔ بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳ پر ملاحظہ ہو

خلف حیدر بیگ (نائب آصف الدولہ بھی ایک نہایت دولتمند امیر کبیر) کے یہاں تمام چہلم کی مجلس اول اکیلے مرزا صاحب پڑھتے رہے۔ اثر شیخ ناسخ کے شاگرد تھے صرف انکے یہاں شیخ صاحب آتے اور مرزا صاحب کو سنکر داد دیتے تھے پھر بعد کو جب عہد امجد علی شاہ مرحوم میں میر انیس فیض آباد سے آکر لکھنؤ میں پڑھے۔ اور میر خلیق نے پڑھنا کم کر دیا تو اثر مرحوم کے مجالس عزا میں ایک روز مرزا صاحب ایک روز میر صاحب پڑھتے تھے میر صاحب کیوجہ سے مرزا صاحب کو یہ راحت ملی۔ کہ ایک دن سستا لیتے تھے۔ انھیں مجالس میں آواز بلند حاضرین کہا کرتے تھے کہ آج ذاکر کو سنکر کل کے خوانندہ کو ہم بھول گئے۔ جیسا کہ میں نے اس سے پہلے لکھا ہے۔ اثر خود بھی شاعر تھے۔ انکے کلام میں رعایت لفظی بہت ہے۔ ۴ میر باقر تاجر مرحوم کے امام باڑہ واقع چوک لکھنؤ کی مجلس میں رجب و ذی حجہ میں سالانہ دو مرثیے نئے مرزا صاحب ۲۵ رکو پڑھتے تھے۔ یہ مجلس بہت پورانی تھی۔ پہلے میر ضمیر مغفور پڑھتے تھے۔ جب وہ حسینیہ حسین آباد مبارک میں بعہد محمد علی شاہ ملازم ہو گئے تو خود انھوں نے مرزا صاحب کو اس مجلس کے پڑھنے پر مقرر فرمایا۔ میر باقر تاجر اور مرزا صاحب ساتھ کھیلکر بڑے ہوئے تھے۔ بعد غدر ۱۸۵۷ء اسی مجلس کے مقابلہ پر ۲۵ ر رجب کی سالانہ مجلس میر اعظم علی صاحب کے نام سے میر صاحب کے قدر دانوں نے مقرر فرمائی تھی جو مدت تک چوپٹیوں پر۔ دلارام پنڈت کی بارہ دری میں ہوتی رہی۔ اور اب جناب سید تقی صاحب مجتہد مرحوم کے مقبول امام باڑہ (عقب مسجد تحسین علیخاں) چوک میں ہوتی ہے۔ اور تاجر مرحوم کے امام باڑہ کی مسجد اُسی میں ہے۔ وہاں میر صاحب کے وارث یہاں مرزا صاحب کے جانشین ایک ہی وقت میں پڑھتے ہیں۔ اگر ایکدن ایک جگہ دوسرے دن دوسری مجلس ہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ ۵ کوئی سُنے نہ سُنے ہم تو اپنی کہتے ہیں۔ ۵۔ نواب علی نقی خاں مرحوم وزیر شاہ اودھ کی عشرہ محرم کی مجالس میں تین روز تک تینوں استاد پڑھتے تھے۔ ساتویں کو میر انیس۔ آٹھویں کو مرزا دبیر۔ نویں کو میر ضمیر مرحوم۔ جیسا کہ دربار حسین میں مفصل ذکر ہے۔ ۶۔ آخری شاہ اودھ واجد علی شاہ مغفور کے امام باڑہ میں بھی ایک یا دو دن مرزا صاحب پڑھتے تھے۔ انہیں مجالس میں سے کسی ایک میں منبر کے اوپر کا شامیانہ ہوا سے پراگندہ ہونے پر خود بادشاہ قدر شناس و علم دوست نے چتر لگایا تھا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲ ملاحظہ ہو۔ مسند آرائے امارت مہر برج احتشام۔ ابر جود و قلزم فیاضی و دریا دلی۔ آبروئے زہد و تقوے گوہر برج ورع۔ صائم دہر روزہ و شب زندہ دار دائی۔ گنجہائے شائگاں صرف عزاداری نمود۔ کس ندیدم ہیچ او در لکھنؤ را دو سخی۔ اکتساب دولت درج و زیارتہا نمود۔ شد مقیم کربلا در خدمت سبط نبی شہرہ شد اوصاف او در ہند و ایران و عرب۔ ذکر خیرش بر زبانہا ہم خفی و ہم جلی۔ در ثبات و صبر و تسلیم و رضا و احتیاط۔ از میان اہل ایماں بردہ گوئے فرخی۔ حالیا رخت سفر بربست در کرب و بلا۔ ساکن گلزار جنت گشت چوں سرو سہی
سال مرگ اندر صفاتش نظم کردم لے منیر۔ دیں پناہ و صالح و زوار امیر و متقی ۱۲
۱۲۸۴ھ

۔ اب یہ مجلس پھر دلارام کی بارہ دری میں ہوتی ہے۔ [illegible]

جیسا کہ شمس الضحے اور حیات دبیر سے روشن ہے اسی زمانے کا حال غفرانمآب علامۂ جائسی کے حوالے سے حیات دبیر میں یہ لکھا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے باتوں میں شاہ اودھ ممدوح کو معمولی لفظ خداوند سے مخاطب نہیں کیا۔ یہ لفظ (خداوند) گویا اہل دربار کا سخن تکیہ تھا خلوت میں بعد مجلس ایک مصاحب نے بادشاہ سے کہا کہ جہاں پناہ کو خداوند کہنے میں شاید مرزا صاحب کو اکراہ ہے۔ عالی ظرف بادشاہ نے بات کو سنکر ٹالدیا۔ دوسرے دن کی مجلس میں مرزا صاحب نے یہ دو رباعیاں منبر پر پڑھیں۔ (۱) ناداں کہوں دل کو کہ خردمند کہوں۔ یا سلسلۂ وضع کا پابند کہوں۔ اک روز خدا کو منھ دکھانا ہے دبیر۔ بندوں کو میں کس منھ سے خداوند کہوں۔ (۲) حیدر کو غنی سب کو غرضمند کہوں۔ بیحد ہیں شرف انکے میں تا چند کہوں۔ ہے شیر خدا ہیں بخدا شان خدا۔ اس بندہ کو سو بار خداوند کہوں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لفظ خاصان خدا کی شان میں کتنا زیبا ہے۔ بادشاہ نے ادن مصاحب خاص سے خطاب فرمایا سنئے۔ کیوں ان شاعران اہلبیت کو الہام ہوتا ہے یا نہیں کچھ سمجھے۔ ان مصاحب نے دست بستہ عرض کی۔ بے شک۔ ان راز دار مصاحب سے ایک شخص نے یہ سب حال پوچھا جب یہ معما کھلا اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی فطرتی شاعری کو مال دنیا کے لالچ میں آکر اہل دولت کی خوشامد میں ضائع نہیں کیا۔ وہ خوشامدیوں کی یوں مذمت کرتے ہیں۔ (رباعی) پیش امرا طالب زر جھکتے ہیں۔ سجدے کی طرح مجرے کو سر جھکتے ہیں۔ سنجیدہ ہیں یہ لوگ ترازو کی طرح۔ ہو مال سوا جدھر ادھر جھکتے ہیں۔ وہ کبھی کسی بادشاہ یا امیر کبیر کی مجلس میں درباری پوشاک پہنکر نہیں گئے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ امام حسین علیہ السلام کے درباری ہیں شاہان دنیا کی درباداری اور درباری پوشاک سے ہمکو کیا تعلق۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔ سرکار سلاطیں سے سروکار نہیں۔ جز مجلس مولا کوئی دربار نہیں۔ مداح ہوں میں امام بے سر کا دبیر۔ سامان کیسا کہ سر بھی درکار نہیں۔ افسوس کہ ایسے بزرگوار پابند وضع کی نسبت بھی بعض مولفین حالات انیس نے لکھدیا کہ مرزا صاحب ملکہ کشور والدہ واجد علی شاہ کی مجلس میں مرثیہ پڑھنے کو قبائے درباری پر عمامہ باندھے ہوئے اور میر صاحب سادہ لباس سے گئے۔ مرزا اوج صاحب مرحوم اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ بہتان عظیم ہے اور ملکہ کشور مرحومہ کی مجلس میں تو وہ عمر بھر کبھی مرثیہ ہی نہیں پڑھے جسطرح کہ سلطان عالیہ یا ملکہ زمانی کے یہاں میر صاحب نہیں پڑھے۔ ہم حلف سے اس شہادت کے دینے کو تیار ہیں۔ اور آیہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت کرتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ مرزا صاحب نے کسی بادشاہ کی مدح میں کچھ کہا اور میر صاحب کی نظم دولتمندوں کی محفلوں کی آرایش کے گلدستے نہیں ہوئے۔ اس کا جواب حیات دبیر کی جلد اول کے صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۶ میں آپکو ملے گا اور وہیں میر صاحب کی وہ نظم بھی ملے گی جس میں شاہ دو زیر دکن۔ بیگم شاہ اودھ کی مدح اور

دعا ہے۔ ۵۔ وہ پھول ہے کہ رنگ بھی ہے[ع۵] جس میں بو بھی ہے۔ ۶۔ وزیر خاں داروغہ دیوانخانہ شاہ اودھ کے یہاں۔ لکھنؤ مفتی گنج احاطۂ مرزا علیخاں میں ہر مہینے کی تیئیسویں کو عہد واجد علی شاہ میں مرزا صاحب اور اُسی تاریخ اُسی وقت (۱۱ بجے سے ۲ بجے تک) اونکے مقابلہ پر میر صاحب محمد خاں داروغہ فیل خانہ شاہی کے یہاں پڑھا کرتے تھے۔ وہ بھی اُسی محلہ میں رہتے تھے۔ ۷۔ جواہر علیخاں خواجہ سرائے ملکہ کشور کے یہاں بائیسویں اور نواب ناظر فیروز الدولہ کی مجلس میں بارھویں کو ہر مہینے میں مرزا صاحب گولہ گنج لکھنؤ میں پڑھتے تھے۔

۸۔ ہر مہینے کی گیارھویں کو "جو تاریخ ولادت مرزا صاحب تھی" اپنے گھر کی مجلس میں پڑھتے تھے۔ مرنے کے بعد روز وفات اُنکی قبر پر تیسویں کو (یا پہلی کو) مجلس ہوتی ہے۔ ۹۔ ہر مہینے کی تیرھویں (اور ماہ صفر کی اٹھارھویں) کو احمد علیخاں سوز خوان مرحوم کے یہاں مرزا صاحب بہت بڑی مجلس پڑھتے تھے ادھر حیدر خاں مرحوم کے گھر میں میر صاحب اُسی وقت پڑھتے تھے۔ آغا باقر مرحوم کے مقبول و مشہور امام باڑے کے پاس یہ دونوں بزرگوار رہتے تھے اور خود میر صاحب کا دولت خانہ بھی یہیں تھا۔ اسی مجلس میں مرزا صاحب کو سننے مجتہد العصر سید العلما عرف جناب میرن صاحب تشریف لاتے تھے بڑا مجمع اہل علم کا ہوتا تھا۔ ۱۰۔ داروغہ میر واجد علی صاحب تسخیر مرحوم کے امام باڑہ گولہ گنج لکھنؤ میں اکیسویں ماہ رمضان کی ایک یادگار مجلس مرزا صاحب پڑھا کرتے تھے جس میں دور دور مقامات سے لوگ سننے کو آتے تھے۔ ۱۱۔ کنکر کے کنوئیں پر خان بہادر شیخ الطاف حسین کے یہاں ۱۸ صفر کو مرزا صاحب اور اسی محلے میں اسی وقت داروغہ شیخ محمد عباس صاحب کے یہاں میر صاحب پڑھا کرتے تھے۔ ۱۲۔ نواب ممتاز الدولہ مرحوم شاہزادہ لکھنؤ کے یہاں چہلم کے زمانے میں کبھی ایک کبھی دو مجلسیں مرزا صاحب پڑھتے تھے۔ ۱۳۔ نواب آغا علیخاں ناظم مرحوم کے امام باڑے میں کنکر کے کنوئیں پر بھی ایک مجلس مرزا صاحب نے پڑھی تھی۔ ۱۴۔ غدر ۱۸۵۷ء میں وہ سیتاپور جا کر اپنے ہمنام دوست مولوی میر سلامت علی صاحب کے مہمان ہوئے اور ایک فقیرنی کے یہاں ایک ٹوٹے ہوئے مونڈھے پر بیٹھکر مرثیہ پڑھتے تھے۔ سیتاپور کے اکثر معمر بزرگوار یہ واقعہ کہا کرتے تھے بعد غدر ۱۸۵۷ء۔ وہ عظیم آباد حسب الطلب گئے راہ میں بھی بنارس و الہ آباد و آرہ و حسین گنج وغیرہ میں بہت سی مجلسیں

ع۵ رؤسائے دکن کی شان میں جو رباعیاں میر انیس صاحب نے تصنیف فرمائی تھیں وہ واقعات انیس میں بھی درج ہیں اسپر مؤلف واقعات انیس نے یہ لکھدیا کہ میر صاحب دولت مندوں کی محفلوں کی آرائش کے گلدستے نہیں ہوئے میرا یہ مطلب نہیں کہ اُمرا کی تعریف گناہ ہے بلکہ جو مدح کا اہل ہو اُسکی ضرور مدح کرے البتہ مؤلف واقعات انیس کی صدق بیانی پر تعجب ہے۔ میر انیس صاحب مرحوم کے ایک سلام کا مقطع ہے۔ خدا آباد رکھے لے انیس آغا علیخاں کو اگر کچھ قدر ہے تو ان کے یاں صاحب کمالوں کی۔ حقیر خبیر ۱۲

پڑھیں حیات دبیر کے صفحہ ۱۰۲ پر لکھا ہے کہ شاید ۱۸۵۵ء میں کانپور کے مشہور ذی علم امیر کبیر نواب دولھا صاحب نے بلایا اور عشرۂ محرم میں وہاں مرزا صاحب پڑھے۔ اس میں سنہ کی غلطی ہے۔ جناب حاجی سید محمد جعفر صاحب عرف نواب پیارے صاحب مغفور نے اپنے ہمشیرزادے نواب سید سلطان حسین صاحب نبیرۂ نواب دولھا صاحب کانپوری سے اس واقعے کی صحت چاہی تو ۱۴ ار شوال ۱۳۱۳ھ کو نواب صاحب ممدوح نے اپنے ماموں صاحب کی خدمت میں لکھا کہ جناب مرزا صاحب مغفور جد امجد مبرور کے یہاں مرثیہ پڑھنے کو حسب الطلب سنہ ۱۲۹۰ھ میں تشریف لائے تھے اُس سے ایک سال پہلے جناب میر صاحب تشریف لاکر پڑھ چکے تھے میری عمر دس سال کی اور بھائی نواب سید خاقان حسین (صاحب) کی پانچ سال کی تھی۔ مرزا صاحب ایسے ضعیف تھے کہ ہر شخص خیال کرتا تھا کہ شاید دو چار بند سے زیادہ نہ پڑھ سکیں مگر منبر پر جاتے ہی اس زور شور سے رباعیاں اور سلام و مرثیہ پڑھا۔ کہ معلوم ہوتا تھا یہ اور کوئی ہیں ایک شعر مرزا صاحب کا شاندار پڑھنا یاد ہے اور وہ پاٹ دار آواز کانوں میں گویا گونج رہی ہے۔ وہ شعر تلوار کی تعریف میں یہ ہے ؎ اٹھی گری بلند ہوئی پست ہوگئی۔ پی پی کے سر کشوں کا لہو مست ہوگئی۔ سید خاقان حسین (صاحب) نے یہ شعر حفظ کرلیا تھا اور بہت دنوں تک پڑھتے رہے تھے ایک مجلس میں پڑھا ؎ اس تیغ کا ارباب تواریخ میں غل ہے۔ سامعین سے ارشاد فرمایا۔ کہ اسپر مصرع لگانے کی میں فرمائش نہیں کرتا محض مضمون بتا دیجیے۔ چند منٹ تک تمام حاضرین مجلس نے غور کرکے اعتراف عجز کیا۔ اسوقت بیت پڑھے ؎ اس تیغ کا ارباب تواریخ میں غل ہے۔ یہ مصرع تاریخ وفات جزو کل ہے۔ تعریف اسپ امام میں یہ بیت بھی یہاں کے حضرات کو بہت پسند آئی تھی ؎ آئینہ اسکے سُم پہ جو اپنا دَر کرے۔ یہ اُس میں اپنے عکس سے پہلے گذر کرے۔ ایک مصاحب ملازم سے جد امجد بہت خفا تھے انکو علیحدہ کردیا تھا مرزا صاحب نے سفارش فرمائی انھوں نے اُسی وقت بحال کردیا۔ رستم رہا زمیں پہ نہ بہرام رہ گیا۔ مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا۔ ۱۲۹۱ھ کے قریب قریب بینائی بالکل جا چکی تھی یہ حال شاہ مرحوم کو مٹیا برج میں معلوم ہوا۔ ایک جرمنی ڈاکٹر خاص آنکھوں کا بنانے والا اپنے فن میں یکتا۔ بادشاہ کا مہمان ہوا۔ شاہ مرحوم نے ایک مصاحب سے خط لکھوا کر مرزا صاحب کو آنکھیں بنوانے کو مٹیا برج بلایا۔ مرزا صاحب وہاں پہنچکر نواب مونس الدولہ کی کوٹھی میں مقیم ہوئے۔ عرضداشت حاضری کی بھجوائی۔ جس کو قدر شناس بادشاہ نے ان الفاظ (شعر) دستخط خاص سے مزین فرمایا۔ ؎ گر بہ سر و چشم من بیائی۔ بر قلب نہم کہ کیمیائی۔ دیکھیے مشہور شعر ؎ گر بر سر و چشم من نشینی۔ نازت بکشم کہ نازنینی۔

۱ سید کاظمی صاحب جو لکھنؤ گولہ گنج میں رہتے تھے کہتے تھے کہ مرزا صاحب پہلے ایک شاہی خیمہ میں ٹھہرائے گئے بادشاہ نے پوچھا مرزا صاحب آپکو کوئی تکلیف تو نہیں ہے جواب دیا جہاں پناہ تکلیف کیسی میں تو زندہ بہشت میں حضور والا کی بدولت پہنچ گیا بہشت میں تکلیف کیسی ہے۔ بلاقات بادشاہ نے اُس افسر سے جو مہمانی کی خدمت پر مامور تھا پوچھا کہ چوکی پاخانہ کی مرزا صاحب کے خیمہ سے کتنی دور ہے بقیہ صفحہ ۳۴۷

مرزا دبیر کا پڑھنے کی مجلس کانپور میں ۱۲

مرزا دبیر کا آنکھیں بنوانے کیلئے کلکتہ جانا اور بادشاہ اودھ کا مہمان ہونا ۱۲۹۱

کو کسقدر قابلیت سے بدلا ہے۔ کہ وہ الفاظ مرزا صاحب ایسے مقدس بزرگ کی شایان شان نہ تھے۔ ان کو کیمیائی سعادت سمجھا۔ ہمارے بعض معاصرین کو افسوس ہے کہ میر و مرزا کے بعد ان کے جانشین اُس پایہ کے نہ ہوئے۔ اگر یہ شکایت صحیح بھی ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ اُن بیچارے جانشینوں کو ویسے قدر شناس کب ملے۔ قدر شناسی سے اہل کمال کے جوہر کھلتے ہیں۔ ورنہ ہزار دن پھول کھلکے مرجھا کر خاک ہو جاتے ہیں اور کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی بعض وقت کسی کامل و قابل کی تصنیف دیکھکر دل بے اختیار کہہ اٹھتا ہے کہ ہائے زمانے نے اسکو ابھرنے نہ دیا ورنہ یہ شخص بھی اُستادوں کی ٹکر کا ہوتا۔ مرزا صاحب آنکھیں بنواتے رہے۔ اسی درمیان میں عشرۂ محرم آگیا۔ ڈاکٹر نے ممانعت کر دی تھی۔ اس لئے وہ ایک مجلس بھی نہ پڑھ سکے دو روز کلکتہ میں کسی نے اڑا دی کہ آج مرزا صاحب ٹٹیا برج میں پڑھیں گے۔ بہت سے ذی علم مشتاق کلکتہ سے ٹٹیا برج میں آگئے۔ ایک مجلس میں بادشاہ نے مرزا اوج کو پڑھوایا۔ دوسری میں خود پڑھے۔ چہرہ کے بندوں میں مرزا صاحب کے کمالات کا ذکر فرمایا تھا۔ جس میں سے یہ ایک مشہور بیت بھی ہے۔ ؎ بچپن سے ان کے دام سخن میں اسیر ہیں۔ ہیں کم سنی سے عاشق نظم دبیر ہیں۔ قدح چشم کے بعد بینائی ایسی ہو گئی تھی جیسی ۳۰۔ ۴۰ سال کے آدمی کی ہوتی ہے۔ خود ایک رباعی میں تاریخ کہی وہ یہ ہے ؎ امداد علی نگاہ خفی گاہ جلی ست۔ بر من ز ازل عین عنایات ولی ست۔ چوں مادہ دفع شد بگفتم تاریخ چشم بد دور عین اعجاز علی ست۔ انیسیوں اور دبیریوں میں رات دن جھگڑے رہا کرتے تھے مشہور و مقبول و لاجواب ہاجی منشی مرحوم مرزا صاحب کے شاگرد رشید اور اپنے فن (ہجو قاتلان حسین) میں اکمل روزگار تھے۔ وہ ان کج بحثیوں سے تنگ آکر کہتے ہیں جھگڑا اکبر کا ہے نہ جناب امیر کا۔ اب قصہ رہ گیا ہے انیس و دبیر کا۔ مگر کون سنتا تھا تحقیق کرنے سے اور خود جناب اوج مرحوم کی زبانی معلوم ہوا کہ اس زمین میں مرزا اوج صاحب نے سلام کہا تھا نگینوں کو نگینوں کو۔ پھر میر صاحب نے بھی سلام فرمایا۔ میر مونس نے بھی سلام کہا۔ اور ۲۶ رکو نواب میر محمد حسین صاحب کی ماہانہ مجلس میں پڑھا جس میں نواب ممتاز الدولہ وغیرہ بہت سے مرزا صاحب کے شاگرد و طرفدار تھے یہ طنز یہ شعر نواب ممتاز الدولہ کو مخاطب کر کے پڑھا۔ بھلا ترد دیے جاتے اُن میں کیا حاصل۔ اُٹھا چکے ہیں زمیندار جن زمینوں کو۔ اشارہ یہ تھا کہ میر انیس مرحوم کے مقابلہ پر مرزا اوج نے کیوں سلام کہا۔ حالانکہ معاملہ برعکس تھا۔ مرزا اوج پہلے کہہ چکے تھے۔ مگر میر مونس کا یہی خیال تھا کہ بعد کو کہا ہے پھر یہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۔ اُس نے عرض کی جہاں پناہ آٹھ دس ڈیڑے پیچ میں ہیں۔ فرمایا اخاہ یہی مرزا صاحب کو تکلیف ہے جبھی وہ مجھ سے کہتے تھے کہ ہیں زندہ بہشت میں پہونچ گیا مرزا صاحب کی آنکھیں ابھی بیکار ہیں جب آنکھیں بنجائیں گی بینائی آجائیگی اُن کو مونس الدولہ کی کوٹھی میں ٹھہراؤ اور چیک کی قریب لگا دو یہ بادشاہ مرحوم کی ذہانت کی معراج کمال اور مرزا صاحب مرحوم کے طرز بیان کی بلاغت

شعر پڑھا ؎ نیا مزہ ہے کہ مضموں تر دستیاب نہیں۔ مقابلے پہ چڑھاتے ہیں آستینوں کو۔ یہ شعر طرحیہ سنتے ہی نواب صاحب ممدوح چپ چاپ مجلس سے اُٹھکر چلے آئے۔ مرزا صاحب کے شاگردوں وغیرہ کو مشیر مرحوم کو خبر ہوئی۔ انھوں نے ایک سلام کسی بڑی مجلس میں کہکر پڑھا جس میں سے چند شعر لکھتا ہوں۔ اساتذہ کی ہیں غزلیں سلام بھی اکثر۔ نیا سمجھتے ہیں پھر لوگ ان زمینوں کو۔ جلی کٹی مرے اوستاد سے کرے جو کوئی۔ تو پھونک دوں مع خرمن میں خوشہ چینوں کو۔ جنھیں ہے پھوٹنے کا ڈر وہ خود بچالیں گے۔ مری بلا سے لگے ٹھیس آبگینوں کو۔ ہزار بار سزا پاکے منھ پہ چڑھتے ہیں۔ مشیر کیا کہوں ان احمق الّذینوں کو لگا کے سرمہ تربت بہشت دیکھ لیا۔ خجل کیا مری آنکھوں نے دوربینوں کو۔ آخر الامر میر صاحب کے حکم سے میر مونس۔ اور مرزا صاحب کے فرمان سے شیخ مشیر نے میر و مرزا سے ہاتھ جوڑ کر اپنے قصور معاف کرائے۔ یاد ہے کہ اُس زمانے کی ہر مجلس میں (قریب قریب) انیسیوں دبیریوں میں جلی کٹی ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ جب انیسیے کہتے تھے بتایئے اس شعر کا کیا جواب ہے ؎ یہ جھریاں نہیں ہاتھوں پہ ضعف پیری نے۔ چنا ہے جامۂ ہستی کی آستینوں کو۔ دبیریے کہتے تھے۔ حضرت ان سے بہتر مختصر لفظوں میں سو برس پہلے میر فرما چکے ہیں ؎ ہیں ضعف سے جھریاں بدن پر۔ ہستی جامے کو چن رہی ہے۔ ال سرقہ کا جواب ہم کیا دیں نظیر برادر دبیر نے بھی ایک مقطع سلام میں اُسی زمانے میں کہا تھا ؎ طعنہ زن ہوتے ہیں جو بیٹھ کے منبر پہ نظیر۔ کیا نہیں جانتے وہ اہل زباں اور بھی ہے۔ انیسیے کہتے تھے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ چچا ہٹا ؤ انگوٹھا یہ سطر دکھلا دو سطر میں ذم کا پہلو ہے۔ دبیریے کہتے تھے کچھ پڑھا بھی ہے۔ وہ سطر تائے قرشت سے بکسر تا ہے۔ یہ سطر طائے حطی سے ہے۔ اس میں ذم کا پہلو کہاں ہے؎ـ۔ ذم کا پہلو دیکھنا ہو تو یہ مصرع میر صاحب کے پڑھئے ؎ پامال نہ ہوں پھول جو گلزار پہ دوڑے۔ سم تر نہوں گر قلزم زخار پہ دوڑے۔ اس طرح رگ ابر گہر بار پہ دوڑے۔ جس طرح سے نغمہ کی صدا تار پہ دوڑے۔ یہ چار پہ دوڑے چار مصرعوں میں لاہو گئے۔ انیسیے کہتے تھے جناب عالی وہ پہ دوڑے بضم دال۔ اور یہاں پہ دوڑے میں دال کو فتح ہے۔ آپکے مرزا اوج صاحب فرماتے ہیں۔ ؎ میں پہلوان جیں ہوں مرے خوشہ چیں ہیں یہ۔ یہ کیا جبیں جبیں لگائی ہے۔ دبیریے جواب دیتے تھے۔ آپ کے میر مونس نے تو اور ستم ڈھایا ہے۔ فرماتے ہیں۔ ؎ میری آنکھیں میں جان ہے گو بے حواس ہوں۔ تم مر کے دیکھ لینا میں پردے کے پاس ہوں۔ ذرا مقطع تو دیکھئے پہلے مصرع میں ہگو نکلتا ہے۔

؎ہیچمدان خبیر کی نظر سے ایک مرثیہ میں یہ مصرع یوں گزرا ہے۔ ع۔ چچا ہٹا ؤ انگوٹھا یہ لفظ دکھلا دو۔ یعنے بجائے "سطر" کے "لفظ" ہے قرین قیاس "لفظ" ہے کیونکہ انگوٹھے سے "لفظ" کو چھپا سکتے ہیں۔ پوری سطر نہیں چھپ سکتی۔ حقیر خبیر ۱۲

انیسؔ۔ حضرت مرزا صاحب نے فصاحت کی حد کر دی ؎ پامال کر دو لاشوں کو ٹاپوں سے کچل کے۔ دبیرؔ۔ یہ آپکی سمجھ کا پھیر ہے۔ اس میں کوئی لفظ اصول فصاحت سے گرا ہوا نہیں ہے۔ انیسؔ آپ فصاحت کو کیا جانئے۔ آپ تو ایسے مصرع کی تعریف کریں گے ؎ جو روبہ پڑھا اُسکو دو بارا کیا اس نے۔ دبیرؔ۔ یہ آپ لوگوں کی ستم ظرفیاں ہیں خود مصرع لکھکر (جب کوئی اعتراض نہیں سوجھتا) دبیرؔ کے سر تھوپتے ہیں اگر آپ سچے ہیں تو بتائیے مرزا صاحب کے کس مرثیہ میں ہے۔ انیسؔ یہ تو معلوم نہیں۔ خیر یہ مصرع اُنکا نہ ہوگا اور بہت ایسے مصرع ہیں۔ دبیرؔ۔ فصاحت تو اس مصرع میں ہے ع موسیٰ اسے پکڑیے ہوا حکم کبریا۔ اور سنئے ؎ بولی وہ عندلیب چمن پرور بتول۔ طرہ وہی ہے سب میں ہمیشہ چڑھے جو پھول۔ ہمیشہ تربت کا نام ہے شاہزادہ علی اکبر ہم شبیہ پیغمبر کو اس پھول سے تشبیہ دینا جو تربت پر چڑھایا جائے۔ کیا بلاغت اسی میں ہے۔ انیسؔ۔ جناب یہ روزمرہ ہے۔ اس میں کوئی برائی نہیں۔ آپ ہی فرمائیے محاورہ میں یوں ہی بولتے ہیں یا اور کچھ۔ دبیرؔ۔ مسجد میں بھی پھول چڑھتے ہیں یوں کہنا چاہئے تھا۔ طرہ وہی ہے سب میں کہ مسجد چڑھے جو پھول۔ ادب خاندان رسالت کا ملحوظ رکھنا یہ حصہ دبیرؔ کا ہے۔ میر صاحب فرماتے ہیں۔ کعبہ میں غل تھا اشہدان لا الہ کا یہ تو کلمۂ کفر ہو گیا۔ خدا سے انکار نکلتا ہے۔ انیسؔ۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ کی رباعی کا مصرع آپ بھول گئے۔ حقا کہ بنائے لا الہ است حسین۔ جس طرح انھوں نے لا الہ سے مراد لا الہ الا اللہ لی ہے یہاں بھی وہی صورت ہے۔ دبیرؔ۔ وہ صوفی ہیں اُنکے یہاں جائز ہے۔ شیعوں میں ناقص کلمۂ شہادت نہیں کہا جاتا۔ انیسؔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ حسینی علم کی خیر۔ یہ شہدوں کی زبان ہے۔ اس میں ابتذال ہے۔ دبیرؔ۔ فقیروں کی بھی یہی زبان ہے۔ پھر ابتذال کہاں دم قدم کی خیر البتہ ابتذال اس میں ہے ؎ کہیں کو ترکے تو چھیٹوں میں نہیں آیا ہے چھیٹوں میں آنا شہدے بولتے ہیں۔ انیسؔ۔ یہ مصرع میر صاحب نے ابن سعد کی زبانی کہا ہے اُسکو وہ شہدا سمجھتے ہیں۔ دبیرؔ۔ میر صاحب فرماتے ہیں ؎ گردن پہ نمایاں کئی جا کہ خط خنجر۔ یہ جا کہ کیا فصیح ہے انیسؔ جی ہاں متروک لفظ مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎ اک سو ر وتے آیا پہرے سے صفت شیر۔ یہ ولے پرے لکھنؤ

ہیچمدان خبیرؔ نے ایک مرثیے میں عرض کیا ہے۔

عطائے خاص کی شہرت ہو فیض عام کی خیر — خدا رکھے تری عزت کو تیرے نام کی خیر
گھڑی گھڑی کی بلا رد ہو صبح و شام کی خیر — سبو کی خیر صراحی کی خیر جام کی خیر

قدیم تیری گلی کے فقیر ہم بھی ہیں
حریص بادۂ خُم غدیر ہم بھی ہیں

بیشک فقیروں کی بھی زبان یہی ہے۔ حقیر خبیرؔ ۱۲

والے مدت سے چھوڑ چکے - دہلی کی زبان ہے - دبیر - مرزا صاحب کی شاعری میر صاحب سے قدیم ہے۔ یہ انکے ابتدائی مرثیے کا مصرع ہے اُسوقت یہ بولتے تھے ہاں میر صاحب فرماتے ہیں ؎ پہونچے نہ صبا اوسکے کبھی گرد کے دنبال - دنبال کیا بیہودہ خلاف فصاحت اور متروک ہے - اور لیجیے ؎ جب تیغ سے نیزوں کو قلم کرتے تھے شبیر - جاتا تھا اشاروں میں کناروں پہ جوں تیر - کیوں جناب یہ جوں تیر کیا - کیا جوں متروک نہیں - اور سنیئے - پے کرکے اُنھیں پھیرتے جب رُخ شہ دلگیر آتا تھا پیادوں پہ سواروں کی صفیں چیر صفیں چیر کر کہنا چاہیے تھا - یہ بھی وہی متروک بندش ہے - انیسیئے - مرزا صاحب نے ٹھر کو خیر کا قافیہ کر دیا - اس سے بڑھکر کیا ستم ہوگا - دبیر - اس میں کیا قباحت ہے - جب ٹھر بولتے ہیں تو خیر و سیر کا قافیہ بھی ہو سکتا ہے - میر صاحب تو فرماتے ہیں - بخدا فارس میدان تہور تھا حر - اس سے حضرت کی علمیت ظاہر ہے - جناب عالی تہور و جبن دونوں مذموم ہیں صرف شجاعت ممدوح ہے - تہور اُسکو کہتے ہیں کہ بے ضرورت اپنی جان دیدے - اور شجاعت - اُسکو کہتے ہیں کہ جہاں مرنا مستحسن و ممدوح ہو وہاں کام آئے حضرت حر نے تہور سے نہیں بلکہ شجاعت سے کام لیا اگر کوئی عربی کتاب آپکو دستیاب نہیں تو اخلاق ناصری ہی پڑھ لیجیے - انیسیئے - کوئی متلاشی ہے سد المحفل غم کا متلاشی غلط ہے - دبیر - متلاشی یا تلاشی لوگ رات دن بولتے اور لکھتے ہیں - البتہ غلط لفظ یہ ہے ؎ حر کون تھا اور کون بن قین بجلی - بجلی کے لام کو تشدید کیسی بجلی بلا تشدید صحیح ہے بقول میر انشا تشدید در لفظ چرا بنا شد -

جو چوٹیں چلتی تھیں وہ بڑی طولانی اور مزہ دار ہوتی تھیں - جہاں نقصان تھا وہاں بہت سے مسائل بھی علم ادب کے حل ہوتے جاتے تھے ؎ خدا دراز کرے عمر جیب بہنوں کی - ہم اُن کی شمع سے راہ صواب دیکھتے ہیں -

اسی سنہ ۱۲۹۱ھ میں مرزا صاحب کو سخت سے سخت صدمے پہونچے سنہ ۱۲۹۱ھ میں جمادی الاول کی پانچویں کو نوجوان فرزند محمد ہادی حسین عطارد نے ۲۰ برس کی عمر میں تخمہ کرکے انتقال کیا ؎ کہتا ہے خود شباب کہ مرنے کے دن نہ تھے - اٹھائیسویں صفر سنہ ۱۲۹۱ھ کو حقیقی بڑے بھائی اور شاگرد رشید مرزا غلام محمد تظلیر چل بسے - سب سے بڑھ کر اور آخری صدمہ میر ببر علی صاحب انیس مغفور کے مرنے کا تھا - جنکا بروز شنبہ ۲۹ شوال سنہ ۱۲۹۱ھ قریب مغرب انتقال ہوا - شاعری - مرثیہ گوئی - مرثیہ خوانی - زندگانی سب باتوں کا لطف اُٹھ گیا - اونکی تاریخ وفات جو مرزا صاحب نے کہی وہ حیات دبیر جلد اول کے صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸ پر درج ہے - یہاں میں صرف تین شعر آخر کے لکھونگا - سال تاریخش بزیر و بلینہ شد زیب نظم - طور سینا بے کلیم اللہ و منبر بے انیس - سنین عیسوی تاریخ کہتے صاف صاف - گر بجیم ید و مجزون تکہ بے انیس

آسماں بے ماہ کامل سدرہ بے روح الامیں - طور سینا بے کلیم اللہ منبر بے انیس - میر صاحب تو فرما چکے
تھے ؎ جب ہم نہ رہے تو کچھ بکھیڑا نہ رہا - مگر ان ۱۸۷۴ء ۹۲۹ ۹۴۵ کے طرفداروں نے ثابت کر دیا کہ بعد مرنے کے بھی جھگڑا رہ
گیا - اور کہنا شروع کیا کہ سنہ مطلوبہ نہیں نکلتے - بعض اب تک کہے جاتے ہیں جناب جی سید محمد صاحب قبلہ
عرف نواب پیارے صاحب شمس آبادی (جو تاریخ گوئی میں تمام ہندوستان میں بے مثل تھے) فرماتے ہیں -
حاسدین وجہلا سے بحث نہیں کہ ان کا جہل وتعصب مانع تحقیق ہے - علما و شعرا اکثر ناواقف فن ہیں - فن تاریخ
گوئی فی الواقع علم شعر سے بھی الگ ہے - اگر اسکو علم جفر کی ایک شاخ کہا جائے تو کچھ بے جا نہیں - افسوس کہ کسی
مورخ نے بھی خیال نہیں کیا - کہ ایسا یگانۂ دہر ایسی فاحش غلطی کریگا - جناب مرزا صاحب ایک مرثیہ میں گھوڑے
کی تعریف میں فرماتے ہیں ع یہ مثل واو عطف زمین وفلک میں ہے - اور ثابت کر دیا ؎ سال ارتحالش
بزبر و بینہ شد زیب نظم - اگر اس ترتیب میں کہ پہلا لفظ زبر میں دوسرا بینہ میں ہو فرق آگیا تو خوبی کیا ہوئی -
حساب دیکھ لیجئے -

زبر	بینہ	زبر	بینہ	زبر و بینہ	زبر	بینہ
طور	سینا	بے کلیم	اللہ	و	منبر بے	انیس
۲۱۵	۲۲۷	۱۱۲	۱۹۳	۱۳	۳۰۴	۲۲۷

میزان سنہ ۱۲۹۱ھ

کم فہم خواہ مخواہ اعتراض کرتے ہیں واو عطف کی خاصیت کو ملاحظہ فرمائیے اس کا تعلق زبر و بینہ
یعنے اول و آخر دونوں سے ہے لہذا صرف اسی کے زبر و بینہ دونوں میں اعداد لئے - ترتیب صنعت زبر و
بینہ کی بدستور قائم ہے - اعداد مطلوبہ حاصل ہوگئے - ۱۳ ستمبر ۱۹۱۲ء سید محمد جعفر -

صدمات مذکورہ سے مرزا صاحب مرحوم جانبر نہوئے اور آخر ورم کبد میں تیسویں ماہ محرم سنہ ۱۲۹۲ھ
کو قریب صبح صادق یہ آفتاب شاعری و مرثیہ گوئی غروب ہو گیا - دن میں جنازہ اٹھا ہزاروں علما و
شعرا و امرا جنازے کے ساتھ ساتھ اور مرحوم کی یہ رباعی پڑھتے ہوئے غسل میت کو دریا پر لے گئے - ؎
رحمت کا تری امیدوار آیا ہوں - منھ ڈھانپے کفن سے شرمسار آیا ہوں - چلنے نہ دیا بار گنہ نے
پیدل - تابوت میں کاندھوں پہ سوار آیا ہوں - جناب شمس العلما سید محمد ابراہیم صاحب مجتہد العصر
نے نماز جنازہ پڑھائی - بعد غسل دریا سے آکر اپنے گھر میں مدفون ہوئے - جو چھوٹا مقبرہ آج تک برقرار ہے
مرزا اوج مرحوم اور بہت سے کاملوں نے تاریخ وفات کہی ہے - منیر مرحوم کے کلیات میں بھی پندرہ تاریخیں

ہیں مگر مجھے منیر مرحوم کی ایک مختصر سی تاریخ بہت پسند ہے۔ مصرع مادہ میں کمال کیا ہے کہ وقت تاریخ و
روز سب کچھ ہے گویا یہ تاریخ صوری و معنوی ہے۔ وحید عصر جناب دبیر معجز دم۔ کہ سر عطارد گردوں بپائے
او سودہ۔ از یں سرائے سپنجی چو رخت خود بر داشت۔ بہ نزد آل نبی در بہشت آسودہ۔ منیر سال فوتہ
روز و وقت تاریخش۔ پگاہ و سلخ و سہ شنبہ سہ عز البودہ۔ مرزا صاحب کی طرف سے اکثر ان لوگوں نے منھ پھیر لیا
ہے جنکے بزرگ مرزا صاحب کے فدائی تھے۔ بعض ہمارے دوست ہم کو یہ کہکر تسکین دینا چاہتے ہیں کہ میر صاحب
کے کلام کی سادگی و تاثیر زندہ رہے گی۔ اور مرزا صاحب کی شوکت الفاظ و بلند پردازی مٹ جائے گی۔ کہ
صنائع و بدایع کے سمجھنے والے ہی نہ رہے اور آیندہ اور نہ رہیں گے۔ اگر اس کو شکریہ کے ساتھ قبول بھی کر لیا
جائے تو پھر اسکا کیا جواب ہے کہ جو کلام کہ سادہ اور موثر ہے اُسکی طرف سے کیوں چشم پوشی کی جاتی ہے۔
اور جو صنایع و بدایع میر انیس مرحوم کے یہاں ہیں اُن کی ثنا کس منھ سے کی جاتی ہے۔ دیکھئے بہارستان
سخن شمس العلما نواب سید امداد امام صاحب قبلہ کی۔ استعارہ و تشبیہ و غلو کی مبالغہ کے ساتھ مذمت فرماتے
ہیں مگر جہاں کہیں یہی چیزیں مرزا سودا۔ میر حسن۔ میر انیس کے کلام میں ہیں انکی یہ کہکر مدح فرمائی ہے کہ
سلیقہ سے برتا ہے۔ پھر دبیر کے کلام کو بھی کیوں نہیں کہتے کہ سلیقہ سے برتا ہے۔ یا بد سلیقگی ہے۔ یہ عذر
کیسا کہ یہ تذکرہ نہیں جو ہر شاعر کا ذکر کیا جائے۔ دبیر کا فصیح و سلیس و موثر کلام بھی کچھ کم نہیں۔ ایسا
دبیر ہی ایسا شاعر ایکو ملے گا جس کا کلام ہر رنگ میں اور پھر بکثرت ہے۔ اگر آپ کے دل و دماغ میں خدا
نے انصاف کا مادہ ودیعت فرمایا ہے تو ایسے ہی کلام کی آپ داد دیجئے خدا کے لئے بیداد نہ کیجیے تعصب
کی عینک آنکھوں پر سے اوتار کر دیکھئے۔ کیا دبیر کا کل کلام صنایع و بدایع ہی میں ہے۔ وہ کون سا
رنگ ہے جو انیس کے یہاں ہے۔ دبیر کے کلام میں بالکل نہیں حکیم سنائی کے اخلاق حسنہ کی مدح فرماکر
یہ لکھنا کہ انسان کے اخلاق و اطوار اُس کے علم و فضل میں تمام تر دخل ہوتا ہے۔ حکیم ممدوح کا جیسا مزاج
تھا ویسا ہی اسکے کلام میں اثر ہے۔ اور مرزا صاحب کی سخاوت۔ ایثار۔ عبادت۔ شرافت علم و فضل
غیرت۔ انکسار۔ فروتنی کی صفحہ ۳۳۵ پر مدح کرکے رہجانا۔ کیا ثابت کرتا ہے۔ اگر مرزا مرحوم کا وہ عطا
ہی کلام تھوڑا سا لکھدیا جاتا تو ہمکو شکایت کا موقع نہ باقی رہتا کیا عادتوں کا اثر مرزا مرحوم کے کلام میں
نہیں ہے۔ ضرور ہے۔ مگر دیکھے کون۔ سادہ و موثر ایک مرثیہ کا مطلع بھی لکھدیا ہے جب مرحوم قلعہ شیر
کے برابر آئے۔ گر چند بند اسکے بھی نہ لکھے۔ اگر اُن کے پاس یہ مرثیہ نہیں تھا تو مرزا اوج مرحوم سے منگوا لیتے
جو انکے گہرے قدر شناس۔ دوست تھے۔ اور تو اور کوئی تضمین سلام بھی دبیر کی نہ لکھی حالانکہ دفتر ماتم کی
جلدوں میں سے پوری ایک جلد تضمینوں کی ہے۔ سلطان عالیہ کے سلاموں کو جو مرزا صاحب نے تضمین

مرزا دبیر کی طرف سے کن لوگوں نے روگردانی کی ۱۲

مولانا امداد امام صاحب کی روش مرزا دبیر کے ساتھ ۱۲

فرمایا ہے اس میں غلو و تشبیہ و استعارہ کہیں کہیں برائے نام سلیقہ سے ہے۔ نہایت سادہ و موثر نظمیں ہیں دبیر کی رُباعیاں بھی گھٹیا۔ اور کم درج ہیں اگر دفتر ماتم میں ڈھونڈھنے سے تکلیف ہوتی تھی (حالانکہ رباعیات کی بھی ایک علیحدہ جلد ہے) تو حیات دبیر ہی سے چوٹی کی رباعیاں لکھ سکتے تھے۔ کلام دبیر کا نمونہ بہت مختصر ہے۔ اور گھٹیا کلام چھانٹ چھانٹ کے اگر نہیں لکھا گیا تو کم سے کم بے توجہی سے تو ضرور کام لیا ہے۔ مرزا کو خالی سلطان الذاکرین لکھدینے سے نواب صاحب حق دبیر سے نہیں ادا ہو سکتے۔ اگر کسی ایسے انیسیے کی خاطر سے کتاب لکھی یا چھپوائی ہے کہ جس کے دل میں مرزا صاحب کے محامد سخن دیکھنے (پڑھنے) سے جلن ہوتی ہے۔ تو نواب صاحب قابل معافی ہیں۔ کیونکہ بعضے انیسیے ضرور ایسے ہیں جنکو ذرا سی طرح بھی مرزا صاحب کی بری معلوم ہوتی ہے مگر ایک عالم کی شان سے یہ بالکل بعید ہے کہ کسی دوست کی خاطر سے کسی کامل کے کلام سے بالکل آنکھ بند کرلے گو مولوی امیر احمد صاحب علوی بی اے مولف یادگار انیس بھی ایسے عاشق انیس ہیں کہ دبیر یوں کی نظر بچا کر اشاروں میں انیس کو تفضیل دینا چاہتے ہیں۔ (جیسا کہ صفحہ ۸۵ پر خود لکھ گئے ہیں) مگر انہوں نے یہ ستم ظریفی نہیں کی۔ جہاں مرزا کا کلام بہت بڑھ گیا ہے وہاں اشارہ کر گئے یا صاف لکھدیا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۹۹ پر میر صاحب کے اس مرثیے کا ذکر کرتے ہوئے ؎ جبکہ تیروں سے بدن شاہ کا غربال ہوا۔ یہ بند میر صاحب کا لکھتے ہیں۔

حلق پر تیغ ہو اور سینے پہ ہو وے جلاد　　ہے یہ امید کہ اسدم بھی نہ چھوٹے تری یاد
نہ غم اہل حرم ہو نہ خیال اولاد　　کان تک میرے سکینہ کی نہ پہونچے آواز
دھیان بیٹے کا نہ بیٹی کا نہ ہمشیر کا ہو
ذکر تسبیح کا تہلیل کا تکبیر کا ہو

مرزا دبیر نے یوں ادا کیا ہے۔

ع۵ شمس العلما مولانا امداد امام صاحب بالقابہ نے بہارستان سخن میں مرزا دبیر مرحوم کے متعلق عبارت میں جو طرز اختیار فرمایا ہے اس میں توریہ کی شان پائی جاتی ہے۔ میرے پاس یہ کتاب تھی مگر میرے ایک دوست سید اکبر حسین حسن تمنا موہانی نے مجھ سے عاریتاً مانگی اور پھر واپس نہ کی۔ اگر اسوقت وہ کتاب میرے پاس موجود ہوتی تو میں اُس عبارت کا اقتباس اپنے دعوے کی دلیل میں پیش کرتا اسوقت صرف ایک فقرہ یاد ہے۔ مولانائے موصوف۔ مرزائے مرحوم کے متعلق لکھتے لکھتے فرماتے ہیں کہ شاعری سے علحدہ ہوکر مرزا صاحب .... تھے"۔ "شاعری سے علیحدہ ہوکر" میں جو معنوی ابہام ہے وہ نکتہ سنجوں سے پوشیدہ نہیں کاش مولانائے موصوف مرزا مرحوم کا ذکر ہی اس کتاب میں نہ فرماتے۔ ہیچمدان خبیر ۱۲

مولوی امیر احمد صاحب علوی مولف یادگار انیس [illegible] اشاروں [illegible] میر صاحب [illegible] تفضیل [illegible]

تو شہنشاہ شہنشاہ نبکا ہے بارخدا　　ہیں برابر تری درگاہ میں سب شاہ گدا
خاطر عاشق جانباز ہے البتہ جدا　　اے خوشا حال کہ مجھ سے ہو ترا عشق ادا

حلق پر تیغ رہے سینے پہ جلاد رہے
لب پہ ہو نام ترا دل میں تری یاد رہے

سبحان اللہ کسقدر صاف بندش ہے۔ اور کیسا موثر طرز بیان۔ دونوں بزرگوں نے ایک ہی مضمون نظم کیا۔ مگر مرزا صاحب نے لب پہ ہو نام ترا اضافہ کرکے شعر میں جان ڈال دی اور میر انیس کا سارا بند ایک ٹیپ سے گرد کر دیا۔ یہ مرزا دبیر کی نازک خیالی سے ترقی پاکر سہل ممتنع ہو گیا۔ حاشیہ پر خود مولف لکھتے ہیں:۔ "ناظم کہتے ہیں کہ یہ حکایت یادگار سے نکال ڈال۔ اس قصہ سے میر صاحب کی تنقیص ہوتی ہے اور اگر اس کے درج کرنے پر اصرار ہے تو یہ شعر بھی لکھدے۔ ؎ گاہ باشد کہ کودک ناداں۔ زغلط بر ہدف زند تیرے۔ نقل کفر کفر نباشد مرزا صاحب کی شان میں راقم الحروف ایسی گستاخی ہرگز نہیں کر سکتا ہے۔ اور نہ اس حکایت کو حذف کرکے انصاف کے گلے پہ چھری چلا (پھیر) سکتا ہے۔"

اس اقتباس سے مطلب یہ ہے کہ شاید شمس العلما موصوف کو بھی کوئی ایسے ہی ذی فہم ملگئے ہوں اور انکی خاطر سے اُنہوں نے مرزا صاحب مرحوم کو پوری داد نہ دی ہو اور کلام پر نظر غور نہ کی ہو تو اب غور فرما کر کمی کو پورا فرمادیں۔ ورنہ ایسا ہی افسوس رہ جائے گا۔ جیسا کہ خان بہادر مولوی سید محمد صاحب شاد مرحوم عظیم آبادی کو تولے وطن میں مرزا صاحب کے کمالات کا اعتراف نہ کرنے سے مرتے مرتے رہا جسکا حال اُن خطوں سے معلوم ہو سکتا ہے جو مولف حیات دبیر کے پاس اُن مرحوم کے قلمی و دستخطی موجود ہیں اور جنکا تھوڑا اقتباس حیات دبیر میں کیا گیا ہے۔ مولف کے بزرگوں کے ملنے والے اور مداح کمال یہ جناب شمس العلما ہیں اسلئے عرض کرنا پڑا۔ ؎ گستاخ ہو کے عرض کیا ہے معاف ہو۔ خاتمہ پہ عرض کرتا ہوں کہ مقبرۂ انیس۔ یادگار انیس نہ بنا آخر الامر جناب علوی نے اپنی کتاب کا نام یادگار انیس رکھ لیا۔ یا خدا کیا ہم مقبرۂ انیس و دبیر پختہ و شاندار نہ دیکھیں گے۔ اور یہ کام آیندہ نسلیں انجام دیں گی۔ ۷۱ برس کی عمر میں ثابت کی یہ آرزو ہنسی کے قابل معلوم ہوگی۔ مگر میں لاتقنطو من رحمۃ اللہ کی تلاوت کرکے کہتا ہوں کہ دونوں مقبرے میری زندگی میں بنیں گے۔ دبیر کے فدائی اگر النادر کالمعدوم کے مصداق ہیں تو انیس کے شیدا کیا زبانی جمع خرچ کرکے رہجائیں گے۔ اور دکھانے ہی کی یہ سب محبت و قدر شناسی ہے جو ہمکو تسکین دیتے ہیں کہ دبیر کے پسند کرنے والے نہیں رہے۔ وہ فسانۂ عجائب کیطرح

فنبانہ ہوگئے - ہم ان کو یہ جواب نہ دے سکیں کہ تم بھی میر صاحب کے عاشق یا قدر شناس نہیں ہو - اگر واقعی قدرداں ہوتے - تو ۲۰ ہزار روپیہ لگا کر مقبرہ انیس بنوا دیتے تم میر انیس مرحوم کا مقبرہ پختہ اور عالیشان بنوا دو کارساز حقیقی دبیر مرحوم کے مقبرہ بننے کا بھی سامان کر دیگا[۵] - کارساز ما بفکر کار ما - ورنہ انیسیئے ہونے کا نام نہ لو - ہم تو نادرہیں خدانخواستہ تم معدوم نہ ہو جاؤ - اللہ بس باقی ہوس -

راقم

وہی پرانا خادم ثابت عفی عنہ

۱۷ ۱۱/۳

---

[۵] دبیر انیس ایسی ہستیاں اگر یورپ میں ہوتیں تو ان کے مقبرے سونے کی اینٹوں سے بنوائے جاتے بقول مدیر سرفراز کہ دونوں کے کلام پر پھبتیاں اڑانے والے دیکھیں کہ ان بزرگوں کی خوابگاہوں کی چھتیں تک شکستہ ہیں افسوس صد ہزار افسوس - حقیر خبیر ۱۲

مرزا دبیر مرحوم کے کلام کی دو جلدیں "ہفت آیات" اور "ہشت بہشت" مرتب ہیں انشاءاللہ جلد تر لذت افزائے اہل ذوق ہوں گی"

منیجر ممتاز بک ایجنسی

"سبع مثانی کی جلدیں کتبخانہ تجارتی فخر المطابع لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہیں"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا دبیر علیہ الرحمہ

رقم زدہ جناب چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوق رضوی مدظلہم اسپیشل مجسٹریٹ و رئیس مہابن ضلع متھرا۔
تلمیذ مرزا اوج صاحب مغفرہ اللہ مصنف المیزان و حسنات عرم وغیرہ

اگر نہ رتبۂ نظم است از چہ رو صائب	مقام برسر چشم است بیت ابرو را

شاعری

شاعری انسانی جذبات و احساسات کے اظہار کا نام ہے، جس کا عکس اشعار کے آئینوں میں جلوہ گر ہوتا ہے اور یہی جذبات، شاعری کی روح رواں ہیں۔ جذبات و احساسات کا اظہار انسان ہر زبان میں اور نثر و نظم دونوں طرح کیا کرتا ہے۔ مثلاً درد و سوز کے واقعات نثر میں بھی ادا کیے جاتے ہیں اور وہ گونہ موثر بھی ہوتے ہیں، لیکن اظہار جذبات میں دلکشی اور لینقینی جس طرح ایک فصیح و بلیغ، اور جذبات کی صحیح تصویر کھینچنے والا شاعر کر سکتا ہے وہ ایک اعلیٰ درجہ کے نثر نگار سے ناممکن ہے خواہ وہ کتنا ہی جادو نگار کیوں نہ ہو۔ یہ نظم ہی کا ساحرانہ اثر ہے کہ میدان کارزار میں رجز کے ایک شعر سے بلا کا تلاطم برپا ہو جاتا ہے اور جذبات تہوری اور رگ حمیت میں غضب کی حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر اسپیکر اپنی نثر عبارت میں کبھی کبھی مختلف اشعار سے اپنے کلام کو موثر اور دلنشیں بنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں اور وہ اشعار ان کے تمام کلام میں ایک خاص کیفیت پیدا کر دیتے ہیں، اور دادن میں مسرت و جوش کے جذبات موجزن ہو جاتے ہیں۔ نثر کی اعلیٰ تصانیف تواریخ و سوانح عمریوں میں بھی جابجا پر کیفیت اشعار نظر آتے ہیں جو تمام نثر کو پر لطف بنا دیتے ہیں۔

تاثیر

جس طرح انسان خوش اسلوب خوش آیند مناظر دیکھ کر فرحان و شادان ہوتا ہے اور اس کے مرجھائے ہوئے دل و دماغ میں ایک قسم کی تازگی آجاتی ہے، اسی طرح خوش ترکیب، خوش معانی اور پر تاثیر اشعار سے سچی خوشی۔ سچا جوش۔ روحانی مسرت اور جذبات میں ایک موثر تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک درد رسیدہ اپنے محبوب کے مصائب و آلام فراق کو نظم کی بدولت ایسے درد انگیز اشعار میں بیان کر سکتا ہے جس سے سننے والوں کے جگر بھی پاش پاش ہو جاتے ہیں اور صاحب درد کے رنج و غم کا مرقع ان کی آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

فارسی اور اردو گو شعرا نے اپنی عمریں قصائد گوئی۔ مثنوی گوئی میں ختم کر دیں اور حق یہ ہے کہ ان میں سے بعض شعرا اپنی صنف خاص میں ممتاز عالم ہو گئے ہیں اور ان کی نظمیں زبان کی شستگی خیالات کی جدت۔ الفاظ کی دلکشی۔ طبیعت کی روانی۔ نکتہ سنجی۔ اور بلند پروازی کے لحاظ سے

بے مثل و لاجواب ہین، اور اُن کی خصوصیات مین آجتک کوئی اُن کا سہیم و شریک پیدا نہین ہوا گو زمانۂ دراز گذر گیا اور بہت سے نازک خیال شعرا پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے رہتے ہین قصائد گو شعرا نے بیش بہا صلون اور جاگیر و انعامات کی خاطر اپنے ممدوحون کی صفت و ثنا مین قلم توڑ دیے

قصائد

ہین، اگو دُنیاے فانی کی خاطر معمولی اُمرا کو جمشید شوکت سکندر حشمت۔ رستم عصر۔ حاتم دوران۔ نوشیروان زمانہ بنا دیا ہے اور کذب و دروغ گوئی و خوشامد سے ایسے مبالغہ آمیز الفاظ استعمال کیے ہین جنہین حقیقت و اصلیت کا شائبہ بھی نہین پایا جاتا۔ غزل گوئی کے مخرب اخلاق لٹریچر نے عشق و محبت

غزل

کی تصویرین کھینچ کر نوجوانون کے دلون مین شہوانی جذبات اور صنم پرستی کے خیالات قائم کر دیے ہین اور اُن سے اخلاقی فضا مکدر ہو گئی۔ گندہ اور کھلے ہوے فحش الفاظ جن کا عام صحبتون مین زبان سے نکالنا اور کانون سے سُننا خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے۔ غزل گوئی کے پیرایہ مین وہ بلا تکلف اور بغیر کسی شرم و حیا کے بیان کیے جا سکتے ہین۔ یہانتک کہ بزرگون کا اپنے بچون اور خوردون کا اپنے بزرگون کے سامنے بھی ان حیا سوز حرکات کو مذموم نہین سمجھا جاتا عہ۔

مرثیہ گو شعرا

ایسے شعرا کے بعد وہ جادونگار ارباب نظم پیدا ہوئے جنکے دلون مین مرثیہ گوئی کا شوق پیدا ہوا کیونکہ یہ صنف ایسی جامع اور وسیع تھی جس کے ذریعہ سے اُن کو جملہ اصناف سخن مین طبع آزمائی کا موقع مل سکتا تھا، اور طباع شعرا کے اشہب خیال کو بہت بڑی جولانگاہ میسر آ سکتی تھی اور اُن کے

وسعت مرثیہ گوئی

کلام سے انسان ہر قسم کے مضامین کا لطف اُٹھا سکتا تھا۔ مثلاً حمد و نعت مناقب بزرگان دین اخلاقی مضامین۔ رزم۔ بزم۔ سراپا۔ ساقی نامہ۔ مناظر قدرت۔ صنائع بدائع تشبیہات و استعارات وغیرہ وغیرہ چنانچہ مرثیہ گو شعرا تمام اصناف شاعری اور جذبات روحانیہ و خیالات عالیہ کو مرثیہ۔ سلام و رباعی مین ایسی فصاحت و بلاغت شستگی زبان کی پاکیزگی حسن محاورہ۔ خوبی بندش الفاظ کی دلکشی۔ اور شاعرانہ لطافت کے ساتھ ختم کر گئے ہین کہ دُنیا کے شعرا مین ان کو ایک

عہ یہ خیال عام غزل گو شعرا کی نسبت ہے جن کی ملک مین اکثریت نظر آتی ہے لیکن متقدمین و متاخرین غزل گو شعرا مین بعض ثقہ متین اور سنجیدہ طبیعت شاعر بھی پائے جاتے ہین جنکے کلام مین اکثر ایسے نفیس اور بے بہا اشعار نظر آتے ہین جن مین حسن اخلاق بے ثباتی دُنیا اصلاح تمدن اور تعلیم اخلاق کا کافی ذخیرہ موجود ہے اور بعض بعض صوفی مزاج اہل دل و اہل درد فارسی و اُردو شعرا کی غزلین تو عمدہ عمدہ مضامین، پاکیزہ جذبات روحانی اور اعلےٰ خیالات سے سرتاپا مملو ہین ایسے غزل گو ہمارے لیے سرمایہ ناز ہین ۱۲

عظیم الشان امتیاز حاصل ہوگیا۔ اُن کی رباعیان اور سلامون کے اکثر اشعار علم اخلاق و تمدن کے لطیف نکات سے معمور نظر آتے ہین۔ میرا خیال ہے کہ شعرا کے تمام کلام مین کوئی ایسی نظم نہین جس مین مرثیون کے برابر اخلاقی مضامین کا ذخیرہ موجود ہو۔

امتیاز شعرا مرثیہ گو

واقعاتِ عالم مین معرکۂ کربلا ایک ایسا جانسوز اور جانکاہ واقعہ تھا جسکے مقابل مین دنیا کے کسی واقعۂ رنج و غم کی مثال پیش نہین کی جاسکتی۔ ضرورت تھی کہ ایسے دردناک تاریخی واقعہ کے واسطے نظم سے کام لیا جائے کیونکہ نظم ہی ایک ایسی پُراثر چیز تھی جو دردانگیز واقعات کا سچا منظر آنکھون کے سامنے پیش کردے، تاکہ دردانگیز جذبات پہلے شاعر کے دل مین پیدا ہون اور اُسکے قلب کو متاثر کرین اور پھر اُسی دلی جذبہ سے بے اختیار ایسے رقت خیز اور پُردرد الفاظ نکلیں جو سامعین کے دلون کو بھی متاثر کرین اور ہر شعر مین دلی جذبات کا پرتو نظر آئے، اور مرثیہ کا اصلی مقصد یعنی گریہ و بکا جو باعث ثواب آخرت ہے بخوبی حاصل ہو۔

واقعہ کربلا

مرزا صاحب کو اس فن خاص مین یہ خصوصیت حاصل ہے کہ تمام مرثیہ گویون سے زیادہ اُنکے مراثی درد و غم کا مرقع ہوتے ہین جو مرثیہ کی علت غائی اور اسکا موضوع حقیقی ہے۔ اسکے علاوہ اُنھون نے دوسرے مضامین مین بھی اپنی پُرزور اور مضامین آفرین طبیعت سے وہ جدتین پیدا کی ہین جنکو سُن کر اصحاب ذوق پر وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔

مرزا صاحب اور دردانگیز خیالات

یہ کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کے کلام مین سادگی، صفائی اور شُستگی نہین ہے لیکن اس کی وجہ مولانا اشہری صاحب بہت صحیح لکھتے ہین کہ "مرزا صاحب کو عربی کے ادب سے خاص دلچسپی تھی اور فارسی کی اعلیٰ تصنیفات ہمیشہ زیر نگاہ رہتی تھین، اسلیے عربی اور فارسی کی ترکیبون اور شکوہ کلام نے اُن کی شاعری مین ایک خاص طور کی آمد اور آورد کو جگہ دی تھی اور وہ اُردو کے لفظون مین عربی اور فارسی کے بڑے بڑے مطالب لانا چاہتے تھے۔ مرزا صاحب کے کلام سے بے انتہا اعلیٰ مطالب کا اقتباس کیا جاسکتا ہے۔"

مرزا صاحب کے کلام مین سادگی و صفائی

سادگی کے معنی اور معیار کو مرزا سلطان احمد صاحب کتاب فن شاعری مین لکھتے ہین کہ "وہ شاعر جو ہمیشہ اعلیٰ مضامین اعلیٰ پیرایہ مین بیان کرتے ہین اُن کی سادگی ہمیشہ اعلیٰ پیمانہ پر ہوتی ہے اگرچہ یہ لوگ مضامین کو نہایت سادگی ہی سے بیان کرتے ہین مگر عموماً بھی عامیانہ مذاق اور سمجھ سے بالاتر ہوتے ہین، اور محدود الخیال لوگ یہ کہنے لگ جاتے ہین کہ اُن مین سادگی نہین ہے"

سادگی کے معنی

مرزا صاحب کے زمانہ مین جنھون نے میر صاحب سے پہلے شاعری کے کوچہ مین قدم رکھا تھا

مرزا صاحب کے طرز

دی علم لوگون کے کانون مین فارسی شعرا کی نازک خیالیون کے مضامین گونج رہے تھے وہ اپنے مذاق کے مطابق سادہ کلام سے لطف اندوز نہ ہوتے تھے اس لیے اُن کو زمانہ کا رنگ دیکھ کر اُسی طرز کو زیادہ اختیار کرنا پڑا۔

مرزا صاحب و میر صاحب کے یکسان باکمال ہونے کی دلیل

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب و میر صاحب مرحومین کے زمانہ مین دقیق مضامین کے شائقین اور سلاست پسند طبائع کے لوگ مساوی تعداد مین موجود تھے اور دونون صاحبون کے قدرشناس لوگون کی جماعت یکسان تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دونون باکمال بزرگون کو یکسان شہرت و ناموری حاصل نہ ہوتی، ایک صاحب کے کمالات کی فوقیت و برتری دوسرے صاحب کی فضیلت و ناموری کو مغلوب کر دیتی، ان مین سے ضرور ایک حریف کا نام گمنامی کے پردہ مین چھپ کر رہ جاتا مگر یہان انیسؔ و دبیرؔ کا نام ساتھ ساتھ زبانون پر جاری نہ رہتا اور آج تک نقادانِ سخن اس سرگردانی مین مبتلا نہ رہتے کہ ان میں سے ترجیح کا مسند نشین کس کو کیا جائے۔

دوسری دلیل

لکھنؤ مین دونون صاحبان کے پڑھنے کی ایک خاص مجلس بالکل ایک ہی وقت شروع ہوتی تھی جسمین شائقین سخن ایک وقت مین صرف ایک ہی صاحب کے کلام کو سُن سکتے تھے لوگ کہتے ہین کہ دونون مجلسون مین یکسان مجمع کثیر ہوتا تھا اور نقادان کلام دونون مجلسون سے یکسان محظوظ و مسرور ہوتے تھے اور کسی کو افسوس نہ ہوتا تھا کہ ایک ہی وقت مین ہونے سے ہم دوسری مجلس مین شریک نہ ہو سکے

مرزا صاحب نے اپنا طرز کیون نہین چھوڑا

اگر مرزا صاحب یہ محسوس کرتے کہ آج لکھنؤ مین میر انیس رح کے طرز کے شیدا بکثرت ہین اور اُنھین کا رنگ زیادہ پسند کیا جاتا ہے تو اُن کے واسطے کچھ دشوار نہ تھا کہ وہ اپنے طرز سے ہٹ کر میر صاحب کا طرز اختیار کر لیتے کیونکہ وہ اُسی لکھنؤ کے رہنے والے تھے، وہین آنکھیں کھولین وہین زبان کھولی لکھنؤ کی اُسی ٹکسالی زبان اور محاورات کے جاننے والے سمجھنے والے اور بولنے والے تھے۔ اگر اُنھون نے ایک مشکل اور دقیق طرز مین کمال حاصل کر کے ایجاد مضامین کے دریا بہا دیے تھے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ ایک نسبتہً سہل طرز مین اپنی شہرت کا ڈنکا نہ بجا دیتے۔ اگر شاعر کو خدا نے موزون طبیعت دی ہے اور کمالِ فن حاصل ہے تو صرف رخ اور پہلو بدلنے کی ضرورت ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہین کہ موجودہ زمانہ کا عام مذاق اور ملک کے عام رجحان طبائع کو دیکھ کر استادی معظمی مرزا اوج صاحب مرحوم اور مکرمی مرزا محمد طاہر صاحب بہت کچھ مرزا صاحب مرحوم کے رنگ سے الگ ہو گئے اور دونون صاحبون کے کلام مین انیسیت کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔

مرزا صاحب کا سادہ اور سلیس کلام

باوجود اس کے مرزا صاحب نے جہان سادگی و صفائی پر توجہ کی ہے وہان اس طرز مین بھی اُنھون نے اپنے کمال کا بخوبی اظہار کر دیا ہے جسکی بیشمار مثالین مین نے اپنی کتاب المیزان مین درج کی ہین اور

یہ اُن کی قادرالکلامی کی دلیل ہے کہ وہ کسی طرز مین لکھنے سے عاجز و مجبور نہ تھے۔

خصوصیات کلام صاف

مرزا صاحب کے کلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اُن کے ہان دونون طرز کا کلام موجود ہے باریک اور دقیق مضامین سے اہل علم اور صاحبانِ فضل و کمال اور دقیق النظر لوگ متمتع ہوتے ہین اور سادہ و صاف کلام سادگی و صفائی پسند سامعین کو محظوظ کرتا ہے۔ رقت خیز اور درد انگیز مضامین جو مرثیہ کی علت غائی ہے اُن کو سنکر اہل مجلس بیتاب ہو جاتے ہین اور کثرت گریہ و بکا سے مجالس مین قیامت برپا ہوجاتی ہے۔ چنانچہ سوزخوانی مین تمام شہرون اور قصبات مین مرزا صاحب ہی کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ خصوصاً زندانِ شام اور رہائی کے حالات مین تو اُنھون نے اس کثرت سے اور ایسے درد و سوز کے پیرایہ مین مرثیے لکھے ہین جن کا شمار نہین۔

دوسری خصوصیت

مرزا صاحب کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اپنے خاندان مین صرف اُن کی ذات واحد نے شعرگوئی کے کوچہ مین قدم رکھا، اُن کے خاندان یا قریبی آباو اجداد مین کوئی شاعر نہ تھا کہ گھر مین شعروسخن کا چرچا نظر آتا اور بزرگون کے کلام اور اُن کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع ملتا، باایہمہ اُنھون نے صرف اپنی جودتِ طبع کے زور سے وہ مرتبہ حاصل کرلیا کہ میر صاحب مرحوم کی طرح جو خاندانی شاعر تھے، آج وہ بھی مرثیہ گوئی کے رکن رکین مانے جاتے ہین۔

مرزا صاحب نے مضامین کا ذخیرہ جمع کر دیا

مرزا صاحب کی شاعری سے ملک کو یہ فائدہ پہونچا کہ اُنکے کلام سے مضامین کا ذخیرہ شعرا کو مُہیا ہوگیا جس مین تغیر و تبدل اور اختصار و اضافہ کرکے شعرا سیکڑون مرثیے نظم کر سکتے ہین۔

مرزا صاحب کے کلام سے کم توجہی کے اسباب

مرزا صاحب کے کلام سے روز بروز کم توجہی کے اسباب غالباً یہ ہین کہ اُنکے زمانہ کے بعد ذی علم اور اہل فضل لوگون کی جماعت اور اس طرز خاص کے قدردان لوگ رفتہ رفتہ کم ہوتے گئے اور پھر ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ ایسے ادق مضامین کا سمجھنا اُنکی سمجھ اور قابلیت سے باہر ہوتا گیا۔۔ چونکہ مرزا صاحب کا زیادہ کلام ایسا ہی ہے جو شاعرانہ نکات و غوامض سے بھرا ہوا ہے وہی زیادہ تر اُن کے کانون مین پڑتا رہا اسلیے وہ باقی سادہ اور صاف کلام سے جو نسبتہً اُن کے ہان کم ہے دست بردار اور بدظن ہوگئے اور غلطی سے یہ اعتقاد دلون مین قائم ہوگیا کہ اُن کے ہان سادہ اور سلیس کلام نہیں ہے حالانکہ یہ خیال واقعیت سے بہت بعید ہے۔

دوسرا سبب

مرزا صاحب کے کلام سے دن بدن کم توجہی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ تمام مرثیہ گویون سے زیادہ اُن کا کلام نہایت غلط چھپا ہے اور اکثر مرثیون مین دوسرے معمولی شعرا کا کلام مخلوط ہوگیا ہے جس نے تمام مرثیہ کو معیوب اور قابل اعتراض بنا دیا ہے۔ اُن کے اہل خاندان کا یہ فرض تھا کہ وہ

اس خرابی کو رفع کرتے اور مرثیون کو اصل سے مقابلہ کرکے صحت و تصحیح کے ساتھ طبع کراتے اور یہ بات اُن کے واسطے کچھ دشوار نہ تھی کیونکہ اصل مرثیے اُن کے قابو مین تھے اور وہ خود یا اُن کے معتقدون اور شاگردون کا گروہ کثیر اُس کلام کو نہایت صحت اور آب و تاب کے ساتھ طبع کرا دینے کی استطاعت رکھتا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ انھون نے کبھی اپنے اس فرض کو محسوس نہین کیا اور تمام توجہ اپنی تصانیف۔ اپنی ترقی و شہرت۔ اور اپنے لیے داد و تحسین حاصل کرنے پر محدود رکھی اور اپنے بزرگ خاندان کو جس کی مبارک ذات نے خاندانی وقعت کی بنیاد قائم کی تھی بالکل فراموش کر گئے۔ میر انیس صاحب مرحوم کا کلام بھی تھوڑا بہت اس خرابی سے خالی نہیں ہے لیکن چند ہمدردان و شائقین کلام ممدوح نے اس کی تصحیح پر توجہ کرکے اسکا صحیح اڈیشن طبع کرایا ہے۔ یہ حضرات ملک کے بیحد شکریہ کے مستحق ہیں اور اُن کا یہ فعل نہایت داد و تحسین کے قابل ہے۔ ضرورت تھی کہ میر انیس کی طرح اُن کے ہمعصر مرزا صاحب مرحوم کا کلام بھی صحت کے ساتھ اصل مرثیون سے مقابلہ کرنے کے بعد طبع کرایا جائے اور جو کلام دوسرے لوگون کا اُس مین مخلوط ہو گیا ہے اُس کو نکال کر اصل مرثیے شائقین کلام کے سامنے پیش کیے جائین تاکہ اہل مذاق کو مرزا صاحب کے نفیس و نادر کلام سے محظوظ ہونے کا موقع ملے اور اُن کے کمالات کا اعتقاد دلون مین قائم ہو۔

آفرین ہے جناب سید سرفراز حسین صاحب رضوی خبیر لکھنوی وقاہ اللہ الی اوج الکمال شاگرد مرزا اوج صاحب مرحوم کے پاکیزہ خیال اور کد و کاوش پر کہ انھون نے اس طرف توجہ فرمائی اور جو فرض خاندان مرزا صاحب مرحوم کا خصوصاً اور مرحوم و مغفور کے تمام شاگردون اور معتقدون کا عموماً تھا اُس کو ادا کر رہے ہین۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔

مرحبا کارے عجب کردی خبیر	درمیان خلق باشی سرفراز

فقط

احقر سید نظیر الحسن فوق رضوی مہابنی عفا اللہ عنہ
سردار منزل۔ مہابن ضلع متھرا

مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۰ء

قطعات تاریخ ترتیب و طباعت سبع مثانی از شعرائے نامی بحساب ابجد

قطعۂ تاریخ طبع مثانی از نتیجہ فکر والد محترم جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز

ارشد تلامذہ جناب مشتاق مرحوم و حضرت آوج مغفور

اللہ اللہ ترا فیض دبیرؔ کامل ۔۔۔ تیرے اخلاف کی ہر فرد ہوئی اہل کمال
تیرے شاگرد بھی اُستاد زمانہ ٹھہرے ۔۔۔ کوئی ہمپایہ عرفی کوئی ہم شان جلال
دستیاب اُن کو ہوئے چودہ مراثی ایسے ۔۔۔ ہیں جو دنیائے بلاغت میں عدیم التمثال
آب گوہر سے لکھا جائے یہ مجموعۂ نظم ۔۔۔ معدنِ فضل کا الماس ہے چودہ مثقال
بوترابی نے لکھی یوں صفتِ آل عبا ۔۔۔ نام کو دامنِ دل میں نہ رہی گرد ملال
کیا عجب ساقی کوثر سے یہ کہتے ہوں دبیر ۔۔۔ جام جم سے کہیں بہتر ہیں مرے جام سفال
مستقل ہے ہی دُنیا میں کمال انسان ۔۔۔ از سر نو ہو جسے عود بہنگام زوال
کیا کہوں اسکے سوا نیتی مدد صاحب عصرؑ ۔۔۔ کہ رہا ایک ہی سا ماضی و مستقبل و حال
کیوں دم نظم نہ میں عرش کے تارے توڑوں ۔۔۔ آوج و مشتاق سے حاصل ہو جو معراج کمال
نادہے مبدء فیاض کی فیاضی پر ۔۔۔ مجکو سب کچھ وہ عطا کرتا ہے بے قصد سوال
خود ستائی کی یہ اچھی نہیں عادت اعجازؔ ۔۔۔ وہ لکھو مصرع تاریخ جو ہو سحر حلال

کیوں نہ ہو اہل سخن کے لیے دستور عمل
ہے پئے چاردہ معصومؑ یہ قانون خیال

۱۳۴۹ھ

قطعۂ تاریخ ترتیب سبع مثانی از سید ممتاز حسین نصیر عرف سید صاحب (پسر اکبر خمیر)

شکر صد شکر مرتب ہوئی اک ایسی کتاب ۔۔۔ جس کا ہر مرثیہ دُنیا میں ہے بےمثل و نظیر
نام بھی سبع مثانی رکھا اسے صل علیٰ ۔۔۔ شان میں چاردہ معصوم کی جو ہے تحریر

سن ترتیب یہ یکسر میں لکھا میں نے نصیرؔ
| چودہ نایاب ہیں مکتوب دبستان دبیر ۱۳۴۸ھ |

قطعۂ تاریخ ترتیب سبع مثانی مصنفہ برادر عزیز سید واجد حسین مطہر سلمہ

حلاوت بخش ہے سبع مثانی اے تعالی اللہ — ہوا قند مکرر ذائقہ شیرین دہانون کا
سن ترتیب لکھو لے مطہر اسوقت تم ایسا — فزون ہو حسن ظن دنیا مین جس سے بدگمانون کا
خدا کی شان ہے اس دور بینا اہل نظر دیکھین
زمین شاعری پر دور چودہ آسمانون کا (۲) (الف ممدودہ کے دو عدد لیے گئے ہیں)
۱۳۴۸ھ

قطعۂ تاریخ ترتیب سبع مثانی از سید اعزاز حسین نصیر عرف محمد محسن سلمہ (پسر اصغر خبیر)

بلند آوازۂ نقارۂ شہرت ہے دنیا مین — تعالی اللہ لے شان دبیرؔ واصف حیدرؑ
خدا بخشے خدا بخشے دبیرؔ و اوجؔ کامل کو — کیا ہے مرکے بھی احیائے ذکر آل پیغمبر
نصیر اب مین سن پاکیزہ ترتیب لکھتا ہون
منزہ ہے یہ مدح چاردہ معصوم کا دفتر
۱۳۴۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع سبع مثانی از نتیجہ فکر بلند جناب سید اکبر مہدی صاحب قبلہ متخلص بہ تسلیم رئیس جرول شاگرد رشید حضرت اوجؔ مرحوم

سرفراز دست خدمتش بخدا — اے زہے سعی و انتظام خبیر
نظم استاد را حیات دہی — زندہ باش لے جوان خوش تدبیر
بود نہان جوہر جمال سخن — چون درہ ابر سیاہ ماہ منیر
شدہ مطبوع عام۔ طبع کلام — چون بہ زیور عروس حسن پذیر
فکر تاریخ کرد طبع سلیم
گفت خامہ "سبع نظم دبیر"
۱۳۴۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع سبع مثانی از نتیجہ فکر عالی جناب سید فراست حسین صاحب قبلہ متخلص بہ فراست رئیس زید پور

شاد اقلیم سخن بود بلسنیق دوران — حبذا اوج خدا داد زہے شان دبیرؒ

مامور شد بہ ثنا خوانی اولاد رسولؐ / لب انصاف جہان ست ثنا خوان دبیرؔ
قدرت خالق یکتا چو دہد گویائی / فن بگو یار کہ منتم نبارۂ احسان دبیرؔ
شد ز نافہمی دنیا بہ کلامش تحریف / رفت در دست ستم گنج فراوان دبیرؔ
سوے این چند ثنائی نظر قدر کنید / گرچہ مقدار قلیل است ز سامان دبیرؔ

سال طبع ست فراست چمن آرائے رقم
چاردہ روح فزا گل ز گلستان دبیرؔ

۱۳۴۹ھ

قطعہ تاریخ طبع سبع مثانی مصنفہ حقیر سید سرفراز حسین خبیر رضوی

کیا وفادار وفا کیش ہیں تلمیذ دبیرؔ / اپنے شیدائے وفا ہیں کہ فدا جن پہ نثار
ہے سدا کوشش احیائے صفات اموات / حاصل زیست سمجھتے ہیں یہی خوش اطوار
ان کی کوشش سے وہ ہاتھ آئی خیابان بستہ / رنگ سے جس کے نہ واقف تھا کبھی دست نگار
شکر صد شکر ملے چودہ مراثی ایسے / جنکے ہر لفظ سے ہے نظم کے گلشن کی بہار
نام بھی سبع مثانی ہے بلاغت آگیں / سات سے سات ملیں جب تو ہو چودہ کا شمار
قابل حمد ہے یہ اسم گرامی ایسا / ترک اگر ہو تو مصلی کی عبادت بیکار
ابتدا فاتحہ سے کیوں نہ کریں اہل خرد / ہے عبادت بخدا مجلس شاہ ابرار
عملی دے گئے تعلیم بھی اس کی مرحوم / اے دبیر سخن آرا تری عادت کے نثار
دین و دنیا کے محاسن تری اک ذات میں تھے / اس کے اثبات میں موجود دلائل ہیں ہزار
اب سن طبع کی کچھ فکر مناسب ہے خبیرؔ / ان محاسن سے نہیں ایک کو تاب انکار

مجکو دنیا میں ملی گلشن جنت کی سند
چودہ پھولوں کا یہ گلدستہ کیا ہے تیار

۱۳۴۹ھ

قطعہ تاریخ از جناب چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوق رضوی آنریری مجسٹریٹ و رئیس مہابن ضلع متھرا ارشد تلامذہ حضرت اوج مرحوم

ذاکر و مداح سبط مصطفےٰ مرزا دبیر — جامع علم و فضائل شاعر شیریں زباں
شکر ہے مجموعہ اُنکے مرثیوں کا چھپ گیا — جس کے اک اک شعر کے مداح ہیں سب نکتہ داں
اے زہے الفاظ دلکش اے خوشا نظم بلیغ — حبذا لطف کلام و مرحبا حسن بیاں
داد کے قابل ہے یہ فیض خبیر ذی شرف — دے جزائے خیر اُن کو خالق کون و مکاں
سلک در نظم پاکیزہ - ہے سال طبع فوق — یا صلہ ہر بیت پاکیزہ کا ہے بیت جناں
۱۳۷۹ھ — ۱۳۷۹ھ

قطعہ تاریخ از جناب چودھری سید مسعود الحسن صاحب قیس رضوی خلف عالیجناب

چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوق رئیس مہابن ضلع متھرا

شاعر خوش بیاں جناب دبیر — کرد احوال شاہ بطحا نظم
قیس از بہر سال طبع او — گفت پاکیزہ - طرفہ - زیبا نظم
۱۳۷۹ھ

دیگر از جناب ممدوح

چھپی ہے اندنوں نظم دبیر شاعر خوشگو — فصاحت اور بلاغت میں کوئی جنکا نہ تھا ثانی
دعا لے قیس ہے اپنی یہ مرغوب جہاں ہووے — ہے سال طبع اُسکا - نسخۂ رسا ہی لاثانی
۱۳۷۹ھ — ۱۳۷۹ھ

یہ قطعات بہت دیر میں موصول ہوئے اسلئے ترتیب سے درج نہ ہو سکے - خبیر ۱۲

صرف چند صریح غلطیوں کی تصحیح کیواسطے غلطنامہ درج کیا جاتا ہے

اسکا تعلق محض حصہ نظم سے ہے

صفحہ	بند	مصرع	غلط	صحیح
۱	۴	۵	قبضہ میں وہ ملک آئے۔ محکوم خزاں ہو	قبضہ میں وہ ملک آئے جو محکوم خزاں ہو
۷	۲۵	۱	مقتول ہو اٹھارہ برس کا مرا بیٹا	مقتول ہوا ٹھارہ برس کا مرا بیٹا
۱۰	۳۸	۳	پیاسے .... قطر	پیاسے .... قطرا
۱۴	۵۲	۶	ہاں ...... کوئی جا نہ پائے	ہاں ...... کہیں جانے نہ پائے اس مصرع کا نسخہ بھی چھپنے سے رہ گیا وہ یہ ہے مسلم سے خبردار کہیں جانے نہ پائے
۵۶	۸۰	۱	انھوں .... گھڑی	آنکھوں .... گھڑی
۷۰	۱۳۳	۳	یہ پانچ مہریں نور و لاے ایں جلوہ گر	یہ پانچ مہریں نور د لاتے ہیں جلوہ گر
۷۶	۱۵۷	۳	نادک نے ...... زاں	ناوک نے ...... زباں
”	۱۵۸	۳	باد .... بھی	آباد .... تھی
۸۶	۷	۵	تیار مرے دوسد .... کرد	تیار مرے دوست .... کرد
۹۰	۲۳	۳	بانو یہ کہتی ہے مری خاطر ہے تو نشاں	بانو یہ کہتی ہے مری خاطر تو ہے نشاں
۹۱	۲۷	۳	بھائی کسی خبر کی ہیں کو خبر نہ ہو	بھائی کسی خبر کی بہن کو خبر نہ ہو
۹۳	۳۲	۶	اور آنکھ اشا ہے .... کیا	اور آنکھ کے اشا ہے .... کیا
۹۷	۵۱	۴	کوفہ ...... ملک و شام بھی	کوفہ ...... ملکِ شام بھی
۹۹	۵۸	۴	سولہ پہر کی پیاس ہے پانی کو پیجیے	سولہ پہر کی پیاس ہے پانی تو دیجیے
۱۰۸	۹۳	۱	شیروں سے ڈر کے بھاگ گیا شمر سگال	شیروں سے ڈر کے بھاگ گیا شمر بد سگال
۱۱۳	۱۱۳	۲	ہے دوران گلو کے بیاں سے گلے کی بو	ہے دوران گلوں کے بیاں سے گلے کی بو
”	۱۱۴	۵	عباس کی طرح پہ کرم انپہ کیجیے	عباس کی طرح سے کرم ان پہ کیجیے
”	۱۱۶	۱	زینب کا حر کی لاش پہ ساماں کوئی نہیں	زینت کا حر کی لاش پہ ساماں کوئی نہیں

مع

گلشن میں ہوا تخت نشیں شاہ بہاری
پوشاک مرصّع تنِ رنگیں پہ سنواری
فرمان کیا نہر کے جاسوس پہ جاری
لا بڑھ کے خبر چاہ نہیں کسکو ہماری
قبضہ میں وہ ملک آئے جو محکوم خزاں ہو
سکہ اسی شاہی کا زمانہ میں رواں ہو

مع

سلطان بہاری نے تجمّل جو دکھایا
ابر آکے نقارہ سلامی کا بجایا
ہر برگ سوئے گل دستِ ادب باندھ کے آیا
رومال شگوفہ نے غلامانہ ہلایا
بیتاب نے بوسہ جو دیا گل کی جبیں پر
تسبیح گری زاہدِ شبنم کی زمیں پر

مع

وہ موسم گل تنگ کو غنچے کے چمن میں
شبنم تھی کہ تھے موتیوں کے ڈھیر عدن میں
دنداں نظر آنے لگے غنچے کے دہن میں
بلبل کی طرح جان پڑی گل کے بدن میں
پر بلبل بستانِ نجف مرثیہ خواں تھا
زہرا کا چمن فصل بہاری میں خزاں تھا

کوفہ میں بہار آئی جو گلگشت چمن کو
شرمانے لگا رنگ زمیں چرخ کہن کو
رگ رگ سے ملی نبض رواں گل کے بدن کو
لالے نے کیا کھل کے سبک لعل یمن کو
ہر برگ بنا شکل زباں شوق سخن میں
قوّالِ دُر افشاں ہوئے تعریفِ چمن میں

۵۵

پھر ریگ قلم فرد نگہداشت اُٹھا لی
لالے کے شگوفے کی دوات اُس نے نکالی
نامِ گل و سبزہ سے رہی فرد نہ خالی
بیمار تھی نرگس پہ لکھی اُس کی بحالی
احکام کے پابند ملازم جزو کل تھے
تھے سرو پیادے تو سوار اُس کے گل تھے

۵۶

نیزے وہ درختوں کا وہ شاخوں کی سنانیں
پرخم وہ کمر دم بھری تھیں تیغوں کی زبانیں
نرگس نے حریفوں کی نکالیں نگہیں جانیں
موجیں تھیں کہیں تیر کہیں کھنچی کمانیں
سنبل نے بنائی جو زرہ باغ کی پانی پر
لالے کے رسالے نے بھی داغ کی پانی

۵۷

ناگاہ ہوا بدلی اُٹھا جنگ کو باراں پر
کڑکیت بنا رعد صدا دی سرِ میداں
بجلی تھی سناں ابرِ سیہ قطرے تھے پیکاں
غصے سے ہوا سرخ رخِ فوجِ گلستاں
برسانے لگے تیر اُس نے جو تانا ان چمن پر
یاں ظلم یہ ٹھاکہ کہ نہ تھا سر تن پر

۵۸

نیزے صفِ سبزہ نے جو تانے سوئے گردوں
باراں کا جگر آب ہوا جیسے کہ جیحوں پر
لالے کے چمن کو کا پڑا ابر پہ شبخوں
ہر چار طرف گنبدِ خضرا ہوا گلگوں
باراں و چمن میں یہ رہا ساماں یہ دنیا کے
خورشید پڑا فیصلہ کرنے بیچ میں آ کے

۹

وہ چمن وہ بزم سے کا نیا نام نہ بہار
تھا چمن گلستاں کہ جس میں جنوں کا بسا
جس کی نازش میں جو کہاں لے گیا الٹ کر ذرا
وہ ٹپکنا گل کا وہ بہار میں چمن در آئے
پیمانہ میں [illegible] سے ہیں جن میں عیاں کچھ
نہ کہیں ہیں وہ [illegible] یاں کی ترنگ میں نہاں دیکھا

۱۰

وہ بلبل کی چمن میں وہ نالہ باغ میں [illegible]
وہ [illegible] چمن کا [illegible] سے کہیں جب [illegible]
تھی [illegible] کا وہ بہار میں [illegible] تیر آنا
بلبل کا وہ [illegible] گل کا وہ [illegible] سے گل تھا
سر [illegible] کا مضمون [illegible] کہتا ہے
وہ [illegible] سے [illegible] کا [illegible] کہتا ہے

۱۱

ہوتی [illegible] کی وہ [illegible] سے میں [illegible] ادائی
[illegible] میں جو [illegible] ہے موج معانی
سر [illegible] الالے [illegible] فطرت فشانی
یاں [illegible] ہم [illegible] سے [illegible] پانی
[illegible] سے [illegible] کی [illegible] کہ سیاہی
یاں [illegible] گلستاں [illegible] اٹھا دی

۱۲

ہم کو [illegible] میں [illegible] درد میں [illegible] لگن کو تبھی
یاد [illegible] کا [illegible] کر [illegible] ار
یہ ابر بہار [illegible] حسرت نغمہ ار
[illegible] گیا [illegible] اعمال [illegible]
لیکن [illegible] ساقی کی [illegible] کاری کی جھڑی
الفت [illegible] ادا کی جھڑی

۴۱۳

ہم سے گل حسن نہ گلزار جہاں ہے
سرسبزی فانوس کی تیری زباں سے رواں ہے
کیوں نہ ہو بہار ادا دیتی ہیں جنت کا نشاں ہے
ویران ہیں بلبل بیابان کے ترانے کشاں ہے
ہر پھول کو پیغام تری آہ سے نسیم کا عام
امید اصل کا بسوئے شہیدان تیغ کی کا عام

۴۱۴

کیوں نہ ہو بہار آرزو کی انتہا یہ نہیں بیکار
ایسا نہ ہو تو فصل گل کے آتش کا کہ سیاہ ہے زار
کس کا یہ گل ہے اسیری میں گرفتار بہار
وہ ان کا جن کے لالہ کا ان کی زباں پر آشکار
کیوں نہیں جاں بحق اعلان گئے تیری آنکھیں کا بیمار
ہاتھ تیرے بیماری کی نرگس کی وفا کی ہے یار

۴۱۵

دل ان کے شب میں کچھ بیتاب ہوئے ایسا ہے کہ ہیں
اس کا فنا ہو کہ ہمیں آرزو کے ارادہ کا ہے پیار سے
کیوں نہ ہو یہ زمین بیسا آہ سے آشیان ہیں نور کے
بیان ہیں کیا یہ کام ہی اب آشنا ہیں کہ جانان کے پیر
دل ان کی بصور و دل دلاں ان کی سمر اطفال سے عیش
کیسے ہیں یہ سحر ہو کہ دل کا ہاتھ ہیں ایام سے بیش

۴۱۶

بچپن کا زمانہ تو فسانہ ہی کی نظر دو طرف کا عشق وفا دارا
پیکر ہی میں تھا بچھوڑے سے کبھی نوجوانی کی سو وہ بہار
صبر اسے صبر اپنا اپنا ہے جا بجا ہے کو دلدارا
سینہ کے چھپے سے کیا ہو کہ جگر پر آ کر فرصت کا آشکار
یہ جان کے کہ ہر کسی کا دل سے آگ کہ بھڑکتے لب پہ ہیں
احمق اپنا آنکھ سے بھی آزادی آنکھ سے زیادہ کہ ہیں

۱۷

لکھے ہیں یہ خط کوفیوں نے اے شہ ابرار
سرسبز ہیں گلزار ثمر لائے ہیں اشجار
بے آپ پڑا ہے گر ایمان کا گلزار
جلد آؤ شتاب آؤ کہ مشتاق ہیں دیندار
مضطر کو گر ہیں عنایت نہ کرو گے؟
کیا امت عاصی کی ہدایت نہ کرو گے؟

۱۸

گذری ہے نگاہ شہ والا سے یہ تحریر
قاصد ملک الموت ہے خط ہے خط تقدیر
صغرا سے جدا ہو چکے اب جاتے ہیں شبیر
دیتی ہے بقیع سے ندا فاطمہ دلگیر
دلبندوں کے رونے کو بصد آہ چلونگی
اے لال مرے میں ترے ہمراہ چلونگی

۱۹

غش آگیا ہے قبر میں نانا کو تمہارے
بالیں محمد کے پکارا وہ نہیں پیارے
رخصت کا پڑھو فاتحہ مرقد پہ ہمارے
پھر ہم نہیں آنے کے جو اب یہاں سے سدھارے
روئے گی نہ زہرا کہ رضا حق کی یہی ہے
اس ماں نے بھی تو قہر ترے قتل کی پی ہے

۲۰

مرقد پہ نبی کے جو گئے سید والا
کیا سنتے ہیں اُس قبر میں یہ کہتی ہیں زہرا
لو ہوش میں آؤ کہ حسین آیا ہے بابا
ہے شیر الٰہی کی بھی فریاد یہ پیدا
مولا مرے کس سے تو منہ ڈھانپے کفن سے
شبیر مرا آج نکلتا ہے وطن سے

۲۱

روؤں سے یہ کہنے لگا زہرا کا مسافر
نانا ترے روضہ کا مجاور بھی ہے حاضر
سر دینے کو جاتا ہوں گنہگاروں کی خاطر
تربت سے ندا آئی خدا حافظ و ناصر
روکوں تو شفاعت کی سند پا نہیں سکتا
واں جاتے ہو پیاسے کو میں لٹا نہیں سکتا

۲۲

شبیر نے عمامے کو پھر قبر پہ رکھا
ہاتھوں کو اُٹھا کر یہ کہا یا رب اِلٰہ
اس خاک میں جو نور ہے اس نور کا صدقہ
دل اپنا ہے گرد کدورت سے مبرّا
اُمت کی بدی مجھ کو نہ کوئی نظر آئے
آنکھوں سے سوا تیرے نہ کوئی نظر آئے

۲۳

درکار نہیں مجھ کو جہاں کا سر و ساماں
بس نام ترے دربار میں آؤں یہی ارماں
دنیا سے کفن کا بھی نہ لوں سر پہ میں احساں
عریاں ہی اُٹھوں آیا تھا دنیا میں بھی عریاں
رحمت تری لاشے پہ مرے سایہ فگن ہو
عریاں بدنی میں یہی بندہ کا کفن ہو

۲۴

تن خاک میں مل جائے تو معراج سناں پائے
معراج نبی کے کلمہ گویوں کو دکھائے
تربت سے مری دل میں کسی کے نہ غبار آئے
تسبیح بنے اور تری تسبیح پڑھی جائے
تاثیر ترے عشق کی یہ بعد فنا ہو
شبیر جو ہو خاک بھی تو خاک شفا ہو

۲۵

مقبول ہو اٹھارہ برس کا مرا بیٹا
پیری میں نہ کروں قتل جوان لال کسی کا
رخسار سکینہ کا دُکھے اے مری مولا
بن باپ کی بچی کو نہ ماروں میں طمانچا
گو شمر کا دُرّہ مرے دلدار پہ اُٹھے
پر ہاتھ نہ میرا کسی ناچار پہ اُٹھے

۲۶

یہ میں نہیں کہتا ہو اصغر پہ نہ تیر
پر قتل ہو ہاتھ سے میرے کوئی بے شیر
پہنے مرا سجاد حزیں طوق گلو گیر
لیکن نہ ستائے کسی بیمار کو شبیر
سر پہ مرے ٹوٹیں کبھی چوب جفا سے
لیکن نہ زباں بند ہو امت کی دعا سے

۲۷

کونین کو رُلوا دیا مولا کی دعا نے
آمین کہی قبر میں محبوب خدا نے
مقبول دعاؤں کو کیا رب عُلا نے
چلانے لگے تربت زہرا کے سرہانے
تعویذ گلوئے نبوی ہاتھ بڑھا کے
رونے لگے قبر کے تعویذ پہ جا کے

۲۸

جب سینہ اُٹھائے تھے لحد سے شہ والا
مرقد سے ندا آتی تھی پھر مجھ سے لپٹ جا
رو رو کے بقیع میں تڑپتی رہی زہرا
کعبہ کو مدینہ سے چلا قبلۂ دنیا
پیغام قضا پہنچے تھے دل جدھر آئے
سب منزلوں میں قاصد موت نظر آئے

۲۹

سوئم تھی رجب کی جو مدینہ ہوا ویران
داخل ہوئے کعبہ میں تو تھی چارم شعبان
پہنچا خطوط آئے بہم کوفیوں کے وہاں
فرمانے لگے اپنے محبوں سے شہ ذیشان
اللہ بہت قوم دیندار ہے مشتاق
ہاتف نے کہا تم کی تو اہے مشتاق

۳۰

ہر قاصد کوفہ نے یہ کی عرض کہ یا شاہ
ہم آنکھیں ہیں بچھائے ہوئے دیندار سر راہ
حضرت نے کہا مکر و دغا تو نہیں کچھ آہ
کانوں پہ رکھے ہاتھ وہ بولے کہ نہ واللہ
حضرت نے کہا خیر دغا ہے کہ وفا ہے
کوفہ ہی میں بن باپ کا شبیر ہوا ہے

۳۱

پھر زیب دہ رکن و مقام آکے ہوئے شاہ
کچھ شور دغا سن کے کیا کھینچی اک آہ
لکھا وہی نامہ میں جو تھی خواہش اللہ
مسلم کو نیابت کا دیا مرتبہ و جاہ
رتبہ میں رسولوں کے برابر ہوئے مسلم
پیغامبر سبط پیمبر ہوئے مسلم

۳۲

خط دیکے یہ مسلم سے کہا شہ نے کہ جاؤ
یثرب تو چھٹا مکہ سے بھی ہاتھ اٹھاؤ
امت کہیں گمراہ نہ ہو کام بناؤ
تلقین کرو حال بد و نیک بتاؤ
ہے رحم ہی لازم جو ہو بیداد و ستم بھی
تم سوئے بہشت آگے چلو آتے ہیں ہم بھی

۳۳

کعبے سے چلا ایلچیِ نائبِ حیدر
ہمراہ ہوئے اُن کے دو فرزند خوش اختر
سعدین سے ثابت تھا قرانِ مہِ انور
مسلم نے بہ ہجرت لیے ساتھ اپنے دو دلبر
نہ حق تھا فراموش نہ تھے شاہ فراموش
پر گردشِ تقدیر نے کی راہ فراموش

۳۴

وارد ہوئے اُس بادیہ میں ششدر و حیران
جو گرم تھا صحرائے قیامت سے دو چندان
تھا نام مضیق اُس کا بیابانِ عربستان
اسپند جو ذرّے تھے تو مجمر تھا بیابان
حیران عقب راہنما جاتے تھے مسلم
لیکن رہِ مقصد نہ کہیں پاتے تھے مسلم

۳۵

پانی بہت اُن رہبروں نے دشت میں ڈھونڈھا
جز موجِ سراب اور ہوئی موج نہ پیدا
تھی ریگِ رواں بہتا تھا یا آگ کا دریا
جلتے تھے قدم تپ رہا تھا جادۂ صحرا
جز آبلہ اک قطرہ نہ پانی کا کہیں تھا
تھا آب بھی تو آبلہ میں پردہ نشیں تھا

۳۶

لکھا ہے کہ سر راہِ عدم آ گئے رہبر
بے آب قضا کر گئے جنگل میں تڑپ کر
بچوں کو لیے آگے بڑھے مسلمِ مضطر
اک چشمہ ملا راہ میں پر لب نہ کیے تر
بچوں سے کہا پیاس ہی میں لطف بڑے ہیں
دو مرتبے مسلمانوں کے بے عشق بڑے ہیں

۳۷

کیا رحم ہے اُن مُردوں کو خود جا کے اٹھایا
یاں لا کے دیا غسل کفن رو کے پہنایا
قبلہ رخ انہیں خاک کے بستر پہ لٹایا
جنگل میں نشاں گورِ غریباں کا بنایا
بخشا تھا یہ رحم اُن کو جنابِ احدی نے
جب اپنی اجل آئی خبر لی نہ کسی نے

۳۸

پھر کھینچ کے سر شاہ کو عرضی میں یہ لکھا
اے شمعِ حرم دُرِّ نجف قبلۂ بطحا
پیاسے موئے ہم پر نہ ملا پانی کا قطرا
آغاز یہ ہے دیکھئے انجام سفر کا
بندے کو مُعاف آپ کریں یا نہ بلالیں
حضرت بھی قدم کعبے سے باہر نہ نکالیں

۳۹

دیکھا جو لفیفہ تو نہ سنبھلا دلِ پُرغم
رو کر کہا اب کون سی تدبیر کریں ہم
عباس نے کی عرض بتا اے شہِ عالم
موجود یہ خادم ہے روانہ ہو اسی دم
کہہ بھیجیے پہونچانے پیام آتا ہے میرا
نائب نہیں آتا ہے غلام آتا ہے میرا

۴۰

شہ بولے ابھی سے نہ کمر توڑ دو یہ کہکر
دوستوں کو محرم کی جدائی ہے مقرر
مسلم کو لکھا ناصرِ دیں جانِ برادر
یاں آنے سے تبدیل نہیں ہوگا مقدر
جاں ایک ہے موت ایک خدا ایک ہے بھائی
امت کے لئے تو یہ سفر نیک ہے بھائی

۲۴۱

فرمان وہ کونین کا پہونچا جو یہ فرمان
مسلم طرف کوفہ چلے حسب حکم و شادان
وارد جو ہوا کوفے میں وہ صاحب ایمان
مہمانی مسلم کا ہوا شہر میں سامان
افسوس غریبی پہ حسین ابن علی کی
اک دن بھی ضیافت نہ ہوئی سبط نبی کی

۲۴۲ مطلع

کوفے میں وکیل شہ جن و بشر آیا
اک شور اٹھا مسلم عالی گہر آیا
کعبہ کی طرف سے خضر نامور آیا
بخشش کی ملی راہ کہ یہ راہبر آیا
اب چشمۂ حیوان پہ پہونچ جائیں گے پیاسے
گھر بیٹھے ملا خضر ہمیں فضل خدا سے

۲۴۳

ہم جس کے ہیں مشتاق یہ سب کہتے تھے رو رو
کب آئیں گے یہاں قبلہ و کعبہ کی خبر دو
اللہ کرے عید محرم کی یہیں ہو
فرماتے تھے مسلم تم اُنہیں آیا ہی سمجھو
تم سب میں محبت جو سوا پاتے ہیں مولا
بچوں کو بھی ہمراہ لیے آتے ہیں مولا

۲۴۴

اب لکھتے ہیں یوں واقعہ مسلم ذیجاہ
پچیس ہزار آگئے تھے بیعت میں کہ ناگاہ
نازل ہوا واں مثل بلا ابن زیاد آہ
منبر پہ پڑھا بزم میں یہ خطبۂ جانکاہ
یاں سب ہوئے ہیں منحرف مری بیعت کو نہ پھرے
حاکم ہوں میں یاں شام کے حاکم کی طرف سے

۲۲۵

مسلم کو جو مہمان رکھے وہ ہے گنہگار
زندہ ابھی چن دونگا میں اُسکو تہِ دیوار
سُنلوں گا اگر بیعتِ شبیر کا اقرار
میں ہاتھ سے اپنے اُسے کھینچونگا سرِ دار
مسلم کو وہ ایذائیں دوں ظالم کی مدد سے
رونے کی صدا آئے محمدؐ کی لحد سے

۲۲۶

مسلم نے بھی یہ سُن لیا بعضوں کی زبانی
جز خانۂ ہانی نہ پناہ آپ نے جانی
ہانی کو یہ ایمان کا تھا گنجِ نہانی
دربار میں جب حکم سے ظالم کے گئے ہانی
بے رحموں نے زخم اُس تنِ لاغر پہ لگائے
دُرّے کئی سو پشتِ مطہر پہ لگائے

۲۲۷

جب پڑتا تھا دُرّہ تو وہ یہ کرتا تھا تقریر
یا احمدؐ و زہراؑ و علیؑ شبّرؑ و شبیرؑ
شاہد تمہیں رہنا کہ مری کچھ نہیں تقصیر
الفت میں تمہاری یہ مجھے ملتی ہے تعزیر
آتی تھی ندا اُسکو بھی ہانی ترا غم ہے
ہم پنجتن پاک پہ یہ ظلم و ستم ہے

۲۲۸

وہ کہتا تھا مسلم کو ابھی تجھ سے میں لونگا
گر عذر کیا قتل اسیوقت کروں گا
یہ کہتا تھا سر دونگا پہ مسلم کو نہ دونگا
اس امر پہ راضی نہ ہوا ہوں میں نہ ہونگا
بے شرم! مسافر پہ ترس کھانا ہے لازم
مرجانہ کے بیٹے تجھے مرجانا ہے لازم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۳

اک دوست جو بانی تھا ہوا قید وہ غمخوار
پھر شہر میں نہ رہنے کا ہوا کوئی روادار
فاقوں سے جو لغزش تھی قدم کو دم رفتار
پیچھے سے یہ کہتے تھے کہ یا حیدر کرار
ہر کوچے میں غل تھا کوئی گھر آنے نہ پائے
ہاں پیچھے مسلم کے کوئی جانے نہ پائے

۵۴

وارد ہوا ناگاہ وہ در طوعہ پہ ششدر
تسبیح بکف ذکر خدا میں تھی وہ در پر
حضرت نے کہا خشک زباں اپنی دکھا کر
نذر پسر فاطمہ اک پانی کا ساغر
احسان کر اللہ و پیمبر کا تصدق
پانی دے مجھے ساقی کوثر کا تصدق

۵۵

طوعہ گئی اور جام لبالب دیا لا کر
حضرت نے پیا بیٹھ کے دروازے کے اوپر
پھر کوزے کو وہ رکھ کے جو یہاں آئی مکرر
دیکھا کہ وہیں بیٹھے ہوئے زانو پہ دھرے سر
دل میں کہا اس شہر میں یہ گھر نہیں رکھتا
ہے عالم غربت کوئی یاور نہیں رکھتا

۵۶

آخر کہا طوعہ نے کہ اے بیکس و تنہا
بس پی چکا پانی مرے دروازے سے اٹھ جا
تو دیکھتا ہے شہر میں کیا فتنہ ہے برپا
جا گھر میں تردد ترے ناموس کو ہو گا
اس وقت میں ہر اک سے کنارہ ہی بھلا ہے
تو نے بھی سنا ہو گا جو بانی پہ بلا ہے پڑی

۵۷

اُٹھ جانے کو طوعہ نے کہا جبکہ کئی بار
کعبہ کی طرف مڑ کے یہ کرنے لگا گفتار
یا سیدِ مکیؐ ہم بھی ہیں کیا بیکس و ناچار
دروازے پہ رہنے کا نہیں کوئی روادار
اس رات کی رات اور تباہی ہم اُٹھا لیں
نانا سے کہو کل ہمیں جنت میں بلا لیں

۵۸

پھر دیکھ کے طوعہ کی طرف بولے یہ رو کر
گھر تو ترا اگر کا ہے کہ یوں بیٹھے در پر
یاں اپنے سے فکر کے ہوئے گی خواہر
زینب ہے نہ بانو ہے نہ زوجہ ہے نہ دختر
شبیرؑ جدا ہم سے ہیں عباسؑ جدا ہیں
تنہا تری بستی میں گرفتارِ بلا ہیں

۵۹

حیرت ہوئی طوعہ کو یہ بولی وہ حق آگاہ
شبیرؑ ترے کون ہیں اے بندۂ اللہ
رو کر کہا سردار ہیں آقا ہیں شہنشاہ
وہ بولی تو کیا آیا تھا مسلمؑ ہی کے ہمراہ
شرما کے کہا وہ وطن آوارہ ہمیں ہی ہوں
مسلمؑ جسے کہتے ہیں وہ بیچارہ ہمیں ہی ہوں

۶۰

ہاتھوں کو بڑھا کر یہ پکاری وہ خوش ایماں
تو نائبِ شبیرؑ ہے اے میں ترے قرباں
اے موت کے مہماں تو مرے گھر میں ہو مہماں
آواز بتول آئی خدا پر ہے یہ احساں
مسلمؑ کو تو حجرہ دیا اُس اہلِ وفا نے
بخشا اُسے فردوس کا گھر اُس کو خدا نے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۶۵

وہ پیچ ہوا کیوں ابن زیاد بد گمان کیا
یہ کوئی نہیں تو وہی حاکم سہی اچھا
بیعت نہیں حشمت نہیں پھر بغض یہ کیسا
بیعت بھی تو بیچارہ کسی سے نہیں لیتا
کیوں لوٹنے کو سب آئے ہیں یہ کس کے ارادے
بیچارہ مرے تجربے میں فاقے سے پڑا ہے

۶۶

پھر تھام لیا امّ نے مظلوم کا داماں
کہتی تھی نہ جاؤ میں ترے صدقے ترے قرباں
حاکم کو میں دکھ دوں گی جواب اے مرے مہماں
لونڈی نہیں زہرا کی جو قدموں پہ نہ دوں جاں
مہمان مرے گھر سے نکل کر جو مرے گا
زہرا سے مجھے حشر میں شرمندہ کرے گا

۶۷

مسلم نے کہا ضامن جنت ہوں میں تیرا
تو آل کی سچی ہے لونڈی تو رضا دے پسرِ زہرا
پھر درمیاں میں بیٹوں کے یہ رو کے ہوئے گویا
پیارو لو بابا نے خدا کو تمہیں سونپا
ہم مر کے یہاں بے کفن و گور رہیں گے
سر کٹ کے بدن پیارو کے دریا میں بہیں گے

۶۸

حاکم ابھی ہیں فلک پہ مستزیں
پکڑو درِ مسلم سے کیا زین کا دامن
اب تیرا الہام سے ہوتا ہے یہ روشن
ذاکر تری تائید کو قدسی ہیں معین
واجب تجھے پیغمبر کے نائب کا ادب ہے
مسلم کا سراپا جو نہ کٹے تو عجب ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۳م

بحر چشمان آب ہیں سب خس را ہے
طلعت زدہ دل یارانِ صفا ہے
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۴م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۵م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۶م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۷۷

خورشید فلک پیش جبیں ذرہ سے کمتر
ہر ذرہ کو عکس اسکا کرے مہر کا ہمسر
عارض سے قریں ماہ دو ہفتہ ہے اک اختر
اختر کو جو نور اسکا عطا ہووے ۱ انور
دنداں سے تجلی ہو کے گہر قطرہ تر ہو
شبنم کو جو تشبیہ ہو دنداں سے گہر ہو

۷۸

اب چین جبیں کی میں بیاں کیا کروں تاثیر
نظارے سے بسمل ہو دل دشمن بے پیر
یہ پشت کماں کرتی ہے کار دم شمشیر
یہ فوج عدو کے لئے ہے موج گلوگیر
سمجھی ہے خرد نقش ظفر چین جبیں کو
اک چین سے یہ فتح کریں کشور چیں کو

۷۹

پیشانی پر نور کی کیا شان کہیں ہم
صانع نے کیا تخت بلند اسکا مجسم
یہ ماہ دو ہفتہ ہے کہ ہے نیر اعظم
سجدہ کا نشان حسن میں اختر سے نہیں کم
اختر ہوا اسکو نہ کہو جسم قمر کا
خورشید سے پیدا ہے پیچیدہ یہ سحر کا

۸۰

ہے چشم جو بیمار تو پلکوں سے ہے پیدا
یہ نبض پہ بیمار کے ہے دست مسیحا
بالیں پہ پڑا اس مردم بیمار کا ہے کیا
دنیا میں نہیں دیکھتے ہیں عیب کسی کا
گردش دو طرف چشم کی پلکوں سے عیاں ہے
ہاتھوں کے سہارے پہ یہ بیمار رواں ہے

۵۸۱
اس طرح سے پھول نہ شگفتہ ہوا ایسا
بیمار کی تشبیہ میں صحت نہیں اصلا
ہے اُن کو سلیمانی اقلیم تجلا
آنکھیں دو سلیمان تو رخ کشور زیبا
سامان ترقی کے دو ابرو نے دئے ہیں
دو شاہوں پہ دو بال ہما سایہ کئے ہیں

۵۸۲
یا مین دو ابرو ہے عیاں بینی اطہر
دو قبلوں میں پیدا ہے عدیل خط پیمبر
ہے دود کوئی شمع ہے جز بینی انور
اس شمع سے روشن ہے رہ حسن سراسر (سحر)
بالائے لب و زیر جبیں اسکا گذر ہے
ہے چرخ چہارم پہ قدم عرش پہ سر ہے
نسخہ۔ ہے شمع کہ آہ جگر نائب حیدر ہے

۵۸۳
ابرو کے تلے پیچ بینی کا نظارا
گویا ہے محراب اذاں کا ہے اشارا
نون ابروے زیبا ہے تو عین آنکھ کا پیارا
ان حرفوں سے یہ رمز اذاں کھل گیا سارا
تو بعد نبی نام پیمبر کے وصی کا
وہ نون نبی کا ہے تو یہ عین علی کا

۵۸۴
یہ سب تو عبارت ہے معانی کا ذرا لطف
صانع نے جو یہ روئے کتابی کیا تیار
انگشت رکھی پھر وہ پُر نور پہ اک بار
دریافت کرے تاکہ صفائی کے وہ ستار
وہ مس میں ہے لذت کہ اٹھائی نہیں جاتی
صانع سے اب انگشت اٹھائی نہیں جاتی

۴۵۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۸۹

ہے گوہرِ دندان کا تر و خشک مین شہرا
موتی ہین یہ ایسے کہ جو ہے نور کا دریا
ہے جوش پہ آبِ دُرِ دندانِ مصفّا
پر عکس اُدھر سے ہے اُدھر صاف ہویدا
دُرجِ دہنِ تنگ تو غائب ہے نظر سے
پر گن لے بتیس اگر سب نے اُدھر سے

۲۹۰

اب چاہِ زنخدان کا سنو تازہ بیان واہ
یوسف کی طرح خضر کو یان گر گئی ہی چاہ
حاشا جو کہون چشمۂ حیوان اسے واللہ
یہ چشمہ ہے وہ قطرہ ہے یہ بحر ہے وہ چاہ
ہے کوثر و تسنیم مین جوش اس کی ولا کا
ہر دم چمنِ خلد مین ہے شور ثنا کا

۲۹۱

سینے کو کہون سطحِ لبِ دُرِ غلطان
ہے نور سے لبریز یہ سرچشمۂ ایمان
رشتے ہین قبا کے کہ عیان موجِ عرفان
ظاہر ہے کہ سب رازِ خفی اس مین ہین پنہان
اسکو نہ کسی بندۂ آگاہ سے پوچھو
یہ غیب کے اسرار ہین اللہ سے پوچھو

۲۹۲

نازک شکمِ صاف پہ یون ناف نمایان
آئینہ پہ گویا کہ ہے ساکن دُرِ غلطان
یا زیبِ کفِ دست ملک قطرۂ نیسان
یا غنچۂ جنت ہے طبق مین لیے رضوان
رنگ اسکا نرالا ہے کہ صنعت ہی خدا کی
بندہ ہی ہو کیا وصف یہ قدرت ہے خدا کی

۹۹۳

[illegible]

۹۹۴

[illegible]

۹۹۵

[illegible]

۹۹۶

[illegible]

۹۹۷

گر خطِ شعاعی کی طرح لاغر و نالاں ہو
نیزے کی تجلی کا نہ اک شمہ بیاں ہو
جس انجمنِ رزم میں یہ شمعِ سناں ہو
پروانہ پر سوختہ ہر طائرِ جاں ہو
ذکرِ صفتِ تیر و کماں درد و کسک ہے
ناوک ہے شہاب اور کماں قوسِ فلک ہے

۹۹۸

محراب عبادت ہے کماں آپ کی گویا
کرتی ہے جہاں قوسِ قزح شوق کا سجدہ
بند رہتا ہے بنا چلّہ اسی سے تو ہمیشا
خالی گر اس سے جو ہوا گوشۂ دنیا
محراب حرم پشت بہ دیوار ہے غم سے
ابرو کی کمانیں ہیں یہ پوشش الم سے

۹۹۹

تلوار وہ ہے اس سے جو تشبیہ کا دریا آئے
قوم عدم آئی کا ہم اک تن سے ہو جائے
طوفاں اٹھ جائے جو ساحل پہ یہ لہرائے
دریا کے سوا خشک زمیں پر نہ کوئی پائے
مردم نہیں چڑھ سکتے نہیں پھر نظر دیر
بجلی سی جو اک وار جلادوں کے کمر پر

سبحہ گرداب کو شمشیر اجل طوقِ گلو ہو
پیدا ابھی نہ پھر فرقِ حباب لبِ جو ہو

۱۰۰۰

کیا وصف ہو دوش کا ہم سے نہیں مضموں
اک دانہ ہما طالعِ عقاب ہے یہ گاگاؤں پہ
بے اسم و مسمی ہے مثالِ دلِ مجنوں
نعلوں کی ضیا ابر سے بجلی سی ہے افزوں
سرعت کی جو قسمت ہوئی منظور قضا کو
نہ جود و نوا سکھ گئے اک جزو ہوا کو

۱۰۱

یاں عشق جب اس توسن چالاک کی منہ زور
سقف کہن چرخ کو گر پڑنے کا ہے ڈر
مثل نفس سینہ یہ دنیا میں ہے مضطر
اک پاؤں جو باہر ہے تو اک پاؤں ہے اندر
ڈھونڈو تو بھلا نقش قدم بھی کہیں ہے
دنیا میں جگہ پاؤں کے رکھنے کی نہیں ہے

۱۰۲

یہ جست اجل سے وہ پیر اور یہ جواں ہے
گردوں صفت گرد سراپیچ رواں ہے
محتاج بیاں کی نہیں جو بات عیاں ہے
دیکھو شرر و برق کی صورت یہ کہاں ہے
سرعت یہ ہے گر آئینہ خانہ میں رواں ہو
ہرگز کسی آئینہ میں عکس عیاں ہو نہ

۱۰۳

عقدہ یہ ہے جو تن ہمرہ ہوا اس کی دم جولاں
آشوب سے ہو دوش فلک دست و گریباں
گرتے ہیں صدا صور کی دوڑ سے سر میداں
اٹھتی ہی قدم فتنہ محشر ہو گریزاں
کاٹے سے تجھے تو وہ دیکھوں چرخ بریں کو
یہ نعل فلک چرخ میں لاتا ہے زمیں کو

۱۰۴

کیوں ہو تو تصویر جو اول نظر آئی
پڑھتا ہے رجز رزم میں اب حق کا فدائی
یاد اس میں پیمبر کے نواسے کا ہوں بھائی
گر پاس چھپایاں ہوں تو بچوں سے جدائی
اب یہ تو کہو مجھ کو تو بے جان کرو گے
شبیر کو بھی کیا یونہی مہمان کرو گے

١٠٥

وہ پوچھتے کہاں اُن کی ضیافت کا ہو ساماں
جب تک کہ کوئی لاکھ نہ ہوں خنجرِ بُرّاں
مسلم نے کہا دل میں کہ ہے ظلم کا طوفاں
شبیر تری جاں کا اللہ نگہباں
حملہ کیا بیدینوں نے اُس فخرِ مَلک پر
جنبش میں زمیں آ گئی گرد فلک پر

١٠٦

پھر گرد جو معلوم ہوا گنبدِ گرداں
ابرو دمِ شمشیر سے مسلم نے کیا ہاں
اس طرح وہ برسا کہ اُٹھا خون کا طوفاں
مطلع بھی ہوا صاف ہوئی گرد بھی پنہاں
پھولی تھی شفق چار طرف خونِ عدو سے
داماں ہوا سُرخ تھا کشتوں کے لہو سے

١٠٧

اک حملے میں ارا چل دیں تیغ کو اک بار
دیوار پہ دیوار صفت چڑھ گئے کفار
ہمت جو ہوئی پست گئے بام پہ اشرار
آتش تھی کہیں جمع کہیں سنگ کے انبار
لرزاں صفتِ بید نمودار جواں تھے
دیوار و درِ نیم ابرو تھا جنبش میں مکاں تھے

١٠٨

جو سامنے آ گئے عدو طیش میں آ کے
مسلم پہ کبھی پھینکتے تھے سنگ اُٹھا کے
یاں دو سے میں نعرے تھے یا شیرِ خدا کے
دیوار ہلا دیتے تھے گھوڑے کو بڑھا کے
جا پڑتا تھا جب ہاتھ کمر بندِ عدو پر
رستے سے اُسے پھینکتے تھے بام کے اوپر

۱۰۹

یاں سے تو سرِ بام بہت جاتا تھا تب سا
پر گرتے تھے تا آسکے وہاں سیکڑوں اعدا
کودے تو وہاں ہوا اک حشر سا برپا
دیوار نشینوں پہ جو فرماتے تھے حملہ
دیوار سرک جاتی تھی کفار سے پہلے
گرتی تھیں صفیں خاک پہ دیوار سے پہلے

۱۱۰

سیلاب دمِ تیغ کی تھی چار طرف گشت
آبادی کو دم بھر میں کیا ویران صفتِ دشت
تھا بام سے رسوائی اعدا کا گزر دشت
گر چار گرے تیغ سے بستر ہیں کے پشت
نامردی یہ تھا حظ جنگ سے تھے دور
شر دور شر سے تو شرزنگ سے تھے دور

۱۱۱

اعجازِ خلیل اپنی سی شمع نے دکھایا
دامن کو کفِ شعلۂ آتش نے نہ پایا
کاکل کی طرح سے جو دھواں گرد سر آیا
عنبر کی قامت نے اُسے سرو بنایا
ہر تارِ شرر حافظِ ملبوسِ بقا تھا
آتش تھی شفق رنگ یہ خورشید لقا تھا

۱۱۲

چھالے تنِ نازک پہ نظر آتے تھے صد ہا
روشن فلکِ نور پہ تھا عقدِ ثریا
یا رختِ حباب آپ کے ہر عضو نے پہنا
تھے صاف گہر قلزمِ رحمت کے ہویدا
رشتے سے کہو نفس ہر اک تن پیشِ نظر تھی
اعضا کے لیے شکر کو تسبیحِ گہر تھی

١١٣

ان آبلون مین گرم عنانی کا یہ تھا حال
دشمن کو رکابون کی طرح کرتی تھی پامال
چار آئینون مین سر سے سوا پڑ گئے تھے بال
خورشید تھا زرد آپکا غصے سے تھا منھ لال
کیسے نہ کرن سامنے گھبرا کے جو پڑے تھے
ذرے تن خورشید کے بھی بال کھڑے تھے

١١٤

نیزہ کہیں مرکز جو ہوا کاف جگر کا
پھر پیچ کمر سے بھی کھلا میم کمر کا
اعدا کی کمان سے الف تیر بھی سرکا
سر پر نہ دم جنگ ہوا سین سپر کا
حیران تھی زرہ دبدبۂ شیر سے رن مین
قبضے نے رکھی تیغ سے انگشت دہن مین

١١٥

دریا پہ چڑھا تھا لہون کے خون کا اکبار
رہ مین لہو مین تڑپا بجلی اُس مین کہ تلوار
ملاح اجل تیغ کی کشتی سے لیتا پار
جنبش مین تھی اس پار ہے کشتی کبھی اُس پار
پل بن گئے توسن کہ عدو جلد گذر جائین
اسوارون کے تن تیغ کی کشتی پہ اُتر جائین

١١٦

ننگ پہ جو حسن کم کو فقر ہوا دل تنگ
دوچار اُس نے ادھر اور رہوار کی پے جنگ
پھرتی وہی آتش وہی بیداد وہی جنگ
مسلم کا کفن خون سے مائل ہوا گلرنگ
جب زخم سناں کھاتے تھے حسنین ابن مسلم
ہم ان کے سامنے کے روتے تھے مسلم

۱۱۷

ناگہہ لب و دندان پہ لگا سنگ جفاکار
منھ بھر گئے ہونٹوں سے لہو ڈالا کئی بار
پر درد یہ تھا کہ نہ پاس آتے تھے کفار
آخر کو دغا کی یہ پکارے وہ ستم گار
پھر ان کا ذرا پوچھ تو بھائی کی خبر کو
وہ تازہ سوار آتا ہے یثرب سے ادھر کو

۱۱۸

مدت سے سنا تھا جو نہ تھا ان کا شہ والا
یہ سنتے ہی پیاسا خم تلوار کو روکا
پھر منھ کے پھراتے ہی اجل نے کیا مجرا
برچھی تو کلیجہ میں تھی برچھی میں کلیجہ
منھ سوئے نجف کرکے کہا اپنے چچا سے
مظلوم بھتیجے کو تری مارا دغا سے

۱۱۹

یہ کہتے ہی غش ہو گئے گھوڑے سے گرے آ
مظلوم کو ظالم در حاکم پہ اٹھا لائے
مسلم پہ وہاں پیاس کا غلبہ ہوا لے دے
دروازے پہ پانی کے ظروف ان کو نظر آئے
دربانوں کو دکھلا کے زباں بولا وہ پیاسا
مہماں ہوں اور پیاسا ہوں پانی دو ذرا سا

۱۲۰

کہتے ہیں کہ کہنے لگا اک ظالم گمراہ
کیا سرد و خنک پانی ہے یہ خوش ذائقہ واللہ
پر تو کبھی اس پانی کے قابل نہیں واللہ
ساغر لئے طوعہ وہاں وارد ہوئی ناگاہ
روتی تھی کہ تم بھوکے ہو کس رات سے آقا
لو پانی پیو خادمہ کے ہاتھ سے آقا

۱۲۱

پھر طوعہ نے ہونٹوں سے لگایا وہ پیالا
پینے جو لگے منہ سے لہو پانی میں ڈالا
دنداں بھی گرے جام بنا خون کا تھالا
رو رو کے پکارے ملکِ عالم بالا
اب ساقیِ کوثر تمہیں سیراب کریں گے
پیاسے مرو پر تیر بھی پیاسے ہی مریں گے

۱۲۲

القصہ کہ حاکم نے حضور اپنے بلایا
اور وہ کلمۂ سخت ستمگر نے سنایا
جس نے طبعِ احمدِ مرسل کو ہلایا
مسلم نے ملا ہاتھوں کو رونا بہت آیا
حاکم نے کہا تم میں بھی ہاتھ ملے گا
اب خنجرِ بیداد مرا تجھ پہ چلے گا

۱۲۳

فرمایا کہ حاجت جو تماشت ہو پوچھ اپنا
رخصت تھی عمر کو کہ وصی ہوے وہ میرا
منگا دوات و قلم اس وقت تو منگوا
پھر بھیجو مدینہ کے مسافر کو ہے لکھنا
تحریر فقط حال کی منظور ہے مجھ کو
بھجوانے نہ بھجوانے کا مقدور ہے مجھ کو

۱۲۴

حاکم کا جو فرمان عمرِ سعد نے پایا
تب پیک وہ قرطاس و دوات و قلم آیا
مسلم نے لہو زخموں کا کاغذ پہ لگایا
اور ہم رقم ہاتھ میں خامہ کو اٹھایا
لکھا شہِ والا کو کہ کیا حال رقم ہو
اغلب ہے کہ خط لکھنے میں سر تن سے قلم ہو

۱۲۵

[illegible]

۱۲۶

[illegible]

۱۲۷

[illegible]

۱۲۸

[illegible]

۱۲۹

خط لکھ کے عمر کو دیا اور بولے یہ آقا
تو قوم قریشی سے ہے ہم قوم ہے میرا
بھجوانا یہ مکتوب جہاں ہوں شہ والا
اور قرض مرا تیغ و زرہ بیچ کے دینا
گو تیری خیانت کا مرے دل کو یقیں ہے
پر کیا کروں بیکس ہوں مرا کوئی نہیں ہے

۱۳۰

حمران کے فرزند سے حاکم ہوا گویا
اب دیر نہ کر بام پہ مسلم کو لے جا
لٹکا کے در کوفہ میں سر کاٹ کے اسکا
اور بام سے بالائے زمیں پھینک کے لاشا
ہاں باندھ کے پھر لاش کے پاؤں میں رسن کو
تشہیر کرو مسلم آوارہ وطن کو

۱۳۱

جلاد نے تب بازوئے مسلم کو لیا تھام
ساتھ اس کے غریبی سے چلے مسلم ناکام
ہر زینے پہ معراج شہادت تھی ہر گام
اور بام پہ جا کر ہوئے خورشید لب بام
چپ بیٹھ گئے مسلم وہاں صمصام کے نیچے
تھی خلق تماشے کو کھڑی بام کے نیچے

۱۳۲

ڈر کر کوئی کہتا تھا پناہ اے مرے اللہ
مہمان سے کوئی بھی یہ کرتا ہے سلوک آہ
پیتے ہیں جفا عید کی سید کا لہو واہ
حاجی کا گلا کاٹتے ہیں عمر کو بدخواہ
کہتا تھا لرز کر کوئی کیا قہر ہے یا حق
اک بندۂ بیکس پہ چھری چلتی ہے ناحق

۱۳۳

تب وہ میان میں شبیرؑ کے ستم پہ پکارے
کعبہ میں ہو یا راہ میں صدقے ہیں تمھارے
اب کٹتا ہے سر لوگ تماشائی ہیں سارے
دیکھو مرے آقا مرے حسرت کے نظارے
اعجاز سے پردے مری آنکھوں سے اٹھا دو
یا سبط نبی آخری دیدار دکھا دو

۱۳۴

کعبے سے ابھی روز روانہ ہوئے تھے شاہ
مسلم تو تب آگو رہے تھے شبیرؑ سر راہ
جبریل نے کوفہ کی زمین سے کہا ناگاہ
ہاں حکم خدا ہے تو بلند آتی ہو واللہ
مسلم شہ مظلوم کی تصویر کو دیکھے
شبیرؑ اسے دیکھے یہ شبیرؑ کو دیکھے

۱۳۵

کوفہ کی زمین نے سر رفعت کیا پیدا
پھر ساری زمینوں پہ ہوا زلزلہ برپا
چلنے سے رکا راہ میں اسپ شہ والا
اور تھم گئے سب اشتر ذریت زہراؑ
ہاتف نے ندا دی یہ پیمبرؐ کے خلف کو
یا سبط نبی دیکھیے کوفہ کی طرف کو

۱۳۶

کوفہ کی طرف شاہ نے منھ اپنا پھرایا
پھر انہوں نے آنکھوں سے پردہ اٹھایا
اللہ نے مسلم کا جمال ان کو دکھایا
بیٹھا ہوا تلوار کے نیچے نظر آیا
پیہم تھی نظاروں میں صدا ہائے اخی کی
یاں فاطمہؑ روتی تھی وہاں روح علیؑ کی

۱۳۷

پھر دونہما پیچھے حرم شہ نے لگائے
بیٹی کے لئے ہاتھ رقیہ نے بڑھائے
چلائی کہ وہاں وہ بابا نظر آئے
سب کہتے تھے بابا نے وہاں شہر بسائے
نے فرش پہ نے سایۂ دیوار کے نیچے
بابا تو مرے بیٹھے ہیں تلوار کے نیچے

۱۳۸

کیا روتے ہو لوگو مرے بابا کو پکارو
بیچارے رقیہ کو پدر پیارہ کوئی وارو
زینب پھوپھی اشتر سے مجھے جلد اتارو
یا حضرت عباس حمایت کو سدھارو
بھیا علی اکبر یہ بہن تیری بلا لے
لونڈی ہوں میں تیری مرے بابا کو بچالے

۱۳۹

پھر پیٹ کے سر ننھا سا حضرت کو پکاری
فریاد چچا جان وہ دھاک ہے تمھاری
ذات آپکی ہے عقدہ کشا سب کی بن واری
اصغر کے لئے دیکھو صغیری یہ ہماری
دیتی ہوں سکینہ کی قسم جا کے بچا لو
بابا کو مرے تیغ کے نیچے سے نکالو

۱۴۰

یتیم پکارے ترا بابا ہے بہت دور
پھر خالق مختار کو اب یوں ہوا منظور
قاتل سے وہاں کہنے لگے مسلم رنجور
حسرت مری پوری ہوئی اے ظالم مقہور
اب کاٹ لے سر کہ یہی مرنے کا زماں ہے
آقا مرا اس وقت مجھے دیکھ رہا ہے

۱۲۱

قاتل نے لگائی سرِ مسلم پہ جو شمشیر
سر کٹ کے پکارا یہ فدائے سرِ شبیر
کوٹھے سے گرایا جو تنِ مسلمِ دلگیر
یا حیدرِ کرار کہا اور کی تکبیر
قطرے تو گرے خون کے دامانِ نبی پر
سر گود میں زہرا کی تن آغوشِ علی پر

۱۲۲

سر پیٹنے کی جانب گرا جب کہ وہ لاشا
موجود تھے ظالم کی طرف سے وہاں اعدا
میں کیا کہوں ایک ایک نے جو دی لاش کو ایذا
پھر لاش کے پاؤں میں رسن ہی کو باندھا
پہلے تو اُسے دربارِ ستمگار میں لائے
پھر کھینچتے ہر کوچہ و بازار میں لائے

۱۲۳

پھر لاش کو کوچوں میں پھراتے تھے جو بدخواہ
رونے کی فرشتوں کے صدا آتی تھی واللہ
اک بی بی بھی پوشیدہ تھی اُس لاش کے ہمراہ
چلاتی تھی وہ وا ولدی وا ولدی آہ
جب پوچھتا تھا کوئی کہ یہ کس کی صدا ہے
کہتی تھی زنِ عامل مشغولِ بکا ہے

۱۲۴

مظلومیِ مسلم پہ دبیر اب تو بکا کر
اس مرثیہ کو ہاتھ پہ رکھ اور یہ دعا کر
مقبول یہ ہدیہ مرا اے بارِ خدا کر
ہر لحظہ مجھے قوتِ تصنیف عطا کر
گو دزدِ سخن سرقہ کرے میرے بیاں سے
مالکِ سخنِ تازہ میں ہوں تیغِ زباں سے

تمام شد

جب یاد سے اوراقِ پریشاں کو آوارہ کیا
[illegible] ہوا کیا [illegible] آیا
[illegible] صفا [illegible] سے تجلی [illegible] آیا
آئینہ [illegible] کا آفاق سا [illegible]
[illegible] عادت [illegible] نفس
[illegible]

مطلع

[illegible] ہو ملا اور صبح سے
[illegible] سے کیا آیا [illegible] صبح سے
[illegible] کا [illegible] نقش [illegible] صبح سے
[illegible] آن [illegible] اوراق [illegible]
[illegible]
[illegible]

مطلع

[illegible] طلعت [illegible] ان میں
[illegible] لطف اوراق ان میں
[illegible] آئینہ آسماں ان میں
[illegible] ان میں
[illegible]
[illegible]

مطلع

[illegible] ستاں ان پر
[illegible] دنیاں ان پر
[illegible] دالاں ان پر
[illegible] ان پر
[illegible] کیا
[illegible] کیا

۵۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۶ مطلع

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۷ مطلع

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹

کانٹوں میں جو کھڑا ہوا تھا الگ جناں
سرسبز باغِ دہر ہوا اُن خزاں
تھے وقتِ صبح تیرہ و تاریک بوستاں
سبزہ تھا یا زمیں کی آہوں کا تھا دھواں
شبنم تباہ ہو گئی غم میں جناب کے
خاک عزا سے بھر گئے ساغر گلاب کے

۱۰

مغرب میں قتل تھا گلشنِ انجم کی پائمال
مشرق میں جلوہ گل خورشید بے مثال
رنگ اپنا تھی جمائے ہوئے شانِ ذوالجلال
تختِ زمردی پہ وہ مسند شفق کی لال
پیہ تو فلک تھا چہرۂ سرخ آفتاب کا
صحنِ افق بنا ہوا تختہ گلاب کا

بدلہ تختِ زمردی پہ شفق کا فرش لال

۱۱

تارے مقامِ حیرت سے جاتے نظر پڑے
منھ پردۂ فلک میں چھپاتے نظر پڑے
طائر ہوا سے خاک پہ آتے نظر پڑے
ہشیار شب کی نیند کے ماتے نظر پڑے
نورِ سحر جو پھیل گیا آبشار میں
اُٹھے شیر کھل گئیں آنکھیں کچھار میں

۱۲

کہسار اوجِ چرخِ قدرت سے دنگ تھے
بیٹھے ہوئے بساطِ عبادت پہ سنگ تھے
وارفتہ یادِ حق میں غزال و پلنگ تھے
کیا کیا شعاعِ مہر میں صنعت کے رنگ تھے
کوئی حباب سرخ تو کوئی ہرا ہوا
پھولوں سے تھا فرات کا دامن بھرا ہوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۷م

دنیا ہے عجب ناز و دوں سے نغمۂ ورق و اجلال
کیا کیجیے ہم اس ناز و ادا بن ایک عمر اطلال
کہتا ہے مجھے بیں یہ اداییں ساں ناداں
انصاف الوصل ہو ہر جاں کا خوشحال
یکتا ہوں ہمارا بس اب اس مثال
ابر ہے ان قرآن کا لقب انام اگر

۱۸م

وہ دیدۂ سیر صبح اوج ثریا
وہ نقش ہوا ان واقف سر نادیدہ و شیدا
یکتا ہیں اقبال آں ہیں پیدا
کس بستہ ہیں ادیبان سر
ابر ہے آں سے تماشا دور آفتاب
ما بعد وقت آب سے دور آب

۱۹م

کر کی صدا سے لبیک یا امام
لا گروں ہم کس بیں کی ہم کلام
کہتا ہے اس گردوں کر ماہ تمام
ایران سے دی بنا کر الٰہی غلام
بیاد سے ان کو حسن نشان
اے ہادی تو کا سب

۲۰م

کہ ساقی تیری ہے جمال
ساقی اس کی ہے داد و اجلال
کہ ہم اے ہمارے ہیں جمال
ہم کو ہم اس یاد کا جمال
وہ جو ہر کا ہے ادا
بیاں من کا ادا طلب سب

۹۲۱

بام سلاں سے حرم [illegible] جی
[illegible] سلاں سے [illegible]
[illegible] آہ [illegible] ما [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۲۲

[illegible]
[illegible]
[illegible] سلاں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] والفت [illegible]

۹۲۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۲۴

[illegible] والفت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۵

زینت کا سینے میں جب آگ لگا کیا کیا کی سنسنا گیا

اگر یار آن کے سوے گل و بلبل کا دیدار آ گیا

مہر و ماہ رخ سے گل و بلبل کا لالہ زار آ گیا

پیشانی دار صد و صف میں رہیں وہ بار آ گیا

اے دل دیکھ کے زلفوں کی بہ گیسو دار آ گیا

بیٹھے بیٹھے ہیں ان کا سا آ گیا

۴۲۶

ناگاہ اور ان کے بعد آفتاب آ گئی

سر پہ چڑھ کر وہ جو آ گئی

آنکھیں ہو گئی کہ اور ہی رنگ آ گئی

بیٹھے تو کسی کے ہیں آ گئی

لب ہی جاں بر لب آ گئی

وہ ان کی ہاتھ میں جیسے آ گئی

۴۲۷

سر کے کیا صفا ہو گا کیا نہیں نہیں

دیکھا کہ اس سے عالم نہیں نہیں

دل کی بات جو صفا نہیں نہیں

پیار کا اور ہے کیا نہیں نہیں

حسن کے تو ہے کیا ہو

کیا جو ہے ہو

۴۲۸

بادشاہ کی صحبت کیا شاہ و گدا

لکھے جو ہو گا ابتر مسعود ذوالعلا

اے بے نیاز نبی سے محمد مصطفیٰ

نام اور صفا سے ان میں ہیں صفا

رکھتا ہے نام ان کا جو گیسو کے حال

پہنچے کہ اس کی قدر زبان

۳۱۹

[illegible] امام کی [illegible] میں [illegible] حال
[illegible] تشنگی کا [illegible]
[illegible] الان ذوالجلال
[illegible] انفعال
[illegible] مری
[illegible] مری

۳۲۰

[illegible]

۳۲۱

[illegible]

۳۲۲

[illegible]

۹۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۷

رخش براق تازکناں آیا وہ ذوالجناح
خیر العمل قیام تو سرعت علی الفلاح
یوں نعرہ زن تھا جیسے مؤذن علی الصباح
انجم کو سجدہ نعل کی محراب میں مباح
دل چرخ پنبہ پوش کا اُوس سے دھڑکتا تھا
شعلہ تو وہ نہ تھا پہ ہوا سے بھڑکتا تھا

۳۸

پلٹے ہوئے رکاب و عناں سے تھے شاد شاد
پیرانِ باکمال و جوانانِ نامراد
یہ دیکھ کر سوار ہوئے شاہ خوش نہاد
لیکن رکاب تھامنا زینبؑ کا آیا یاد
سر کھول کر زمیں پہ پکاری حسینؑ کی
یارب دکھا نا پھر بھی سواری حسینؑ کی

۳۹

پھر تو ہزاروں ہاتھ اُٹھے رن میں ایکبار
غل پڑ گیا وہ نائب حیدر ہوا سوار
ہاں یارو — مورچوں سے خبردار ہوشیار
سنگ و سناں سے فوج نے خنجر لئے اُتار
عباسؑ شہ کے سر پہ علم کھولنے لگے
بڑھ کر نقیب پیش نگہ بولنے لگے

۴۰ مطلع

عصمت سرا سے جب کہ برآمد ہوئے جناب
عباسؑ لائے مرکب ابنِ ابوتراب
حاصل جدا جدا کیا ایک ایک نے ثواب
چوما عناں نے ہاتھ گری پاؤں پر رکاب
جب زین ذوالجناح پہ صاحب مکیں ہوا
غل تھا کہ عرش عرش پہ کرسی نشیں ہوا

۳۴۱

رن کو رواں سواریٔ سلطانِ دیں ہوئی
لبیک کہہ کے پشت پہ فتحِ مبیں ہوئی
دوڑے جو بادپا تو ہوا شرگیں ہوئی
پیچیدہ بورئیے کی طرح سے زمیں ہوئی
تقسیم سر بسر گردِ سواری نے کر دیا
شیشہ فلک کا کحلِ جواہر سے بھر دیا

۳۴۲

کیا شاہ کی شکوہِ سواری کہوں میں واہ
نقارہ آسمان جلاجل تھے مہر و ماہ
ساتوں نجوم حاشیہ پوس بیار راہ
تھے شش جہت بزیرِ علم طالبِ پناہ
اقبال جس کا عرش ہے وہ اک غلام تھا
فتح و ظفر نقیبوں کی جوڑی کا نام تھا

۳۴۳

جلوہ فلک فلک تھا تجلی زمیں زمیں
مجرا قدم قدم تھا تو سجدہ جبیں جبیں
جنات دُور دُور ملائک قریں قریں
خورشید ذرہ ذرہ تھا سایہ کہیں کہیں
باطل کو حق نے بسملِ تیغِ غضب کیا
ایماں نے بڑھ کے کفر سے جزیہ طلب کیا

۳۴۴

سب ماہ رو تھے شاہ پہ ہالہ کیے ہوئے
مرنے پہ دل دیے ہوئے باگیں لیے ہوئے
جام ولائے ساقیٔ کوثر پیے ہوئے
لب ہائے شکوہ روزِ ازل سے سیے ہوئے
۷۲ کے معرکہ میں برابر کھڑے ہوئے
نو لاکھ کے حضور بہتر کھڑے ہوئے

٩۴۵

اللہ رے حسنِ یوسفِ بازارِ حیدری
اللہ مشتری تھا تو جبرئیل جوہری
پھرتے تھے گرد سر کے چہ زہرہ چہ مشتری
گرتے تھے پاؤں پر چہ سلیماں چہ لشکری
قیمت کے درج حسن و وفا نے سوا کئے
بیعانہ میں خدا نے دو عالم عطا کئے

٩۴٦

یوں شہ نے کی درست صفِ نیمہ بخت
جسطرح دوشِ راست پہ نیکی ذرحیت
باندھا جو میسرہ تو ہوا کفر اور سست
پھر قلبِ فوج یادِ خدا سے کیا درست
کیا کہئے کیا یہ لشکرِ قدرت شکوہ تھا
گلشن تھا آسمان تھا دریا تھا کوہ تھا

٩۴٧

آقا تھے روح چار عناصر یہ جاں نثار
ایک ایک ہشت کشورِ جنت کا تاجدار
یوں شہ سے وصل اُنکی صفوں کا تھا آشکار
جسطرح ایک لفظِ حسینؑ اور حرف چار
جیسے خلاصہ چار ملک ذوالجلال کے
ویسے یہ چار غول شہِ خوشخصال کے

٩۴٨

وہ تن پہ زیب اسلحہ وہ صف کشی کی شان
وہ حیدری جوان وہ پیغمبری نشان
وہ سامنے غزات وہ سوکھی ہوئی زبان
وہ حق کے میہمان قضا اُنکی میہمان
شہ کے محب حبیبِ رسولِ زمن کے تھے
بلبل تھے اس چمن کے تو پھول اس چمن کے تھے

٥٤٩

ہر زرہ وہ تیغوں کے جوہر اوتار ہیں
شیرِ خدا سے وادیٔ دم گیر و دار ہیں
ہم رکاب دیدۂ اسفندیار ہیں
اُنکے غلام رستم و دستاں کو عار ہیں
غالب بلند و پست پہ تھے دو جہاں میں
گردوں کمند میں تھا زمیں تھی کماں میں

٥٥٠

کلمہ حسینؑ کی وہ محبت کا پڑھتے تھے
کیا ذہن تھا لکھا ہوا قسمت کا پڑھتے تھے
میکائیلؑ خطبہ آپکی فضیلت کا پڑھتے تھے
جبرئیلؑ صیغہ آپکی اخوت کا پڑھتے تھے
وہ خاص جاں نثار شہِ خاص و عام تھے
حوریں خواص خاص تھیں غلماں غلام تھے

٥٥١

فارغ نماز و روزہ و حج و زکات سے
عصیاں سے یوں علیحدہ وہ دن جیسے رات سے
مرنے سے شاد جیسے کہ دولہا برات سے
دنیا سے یوں کنارے تھے جیسے فرات سے
کوثر سے یوں قریب تھے جیسے حسینؑ سے
دل آفتاب نورِ شہِ مشرقین سے

٥٥٢

اک ایک خضرِ لشکر و الیاسِ قافلہ
شیرانِ تیغ دست و دلیرانِ ولولہ
ملتا تھا شیرِ حق سے شجاعت کا سلسلہ
ہفتم سے بے غذا تھے پہ لب پر نہ تھا گلہ
فولاد پوش فوجِ خدا کیا دلیر تھے
جب زخم کھائے جینے سے کیا سیر تھے

علامہ روح الامین صیغہ اخوت کا پڑھتے تھے

۵۵۳

ناگاہ مثلِ موج بڑھی فوجِ بدشعار
کالے نشان کھولے ہوئے سب سیاہ کار
اک سمت کو سناں پہ سناں تیغ بے شمار
اور اک طرف پھریرے پہ شکلِ لالہ زار
قرنا ہوئی بپا وہیں ڈنکے رسا ہوئیں
لعنت کا نقش مُہر بہ دوزخ قبا ہوئیں

۵۵۴

آہنگِ جنگ پر ہوئے آہنگ جا بجا
بغدادیوں نے نغمۂ قانون کی ادا
کی رومیوں نے بانگ سے دو چند غلغلا
ناسازِ طبعِ شخص وہ ہر ساز کی صدا
صحرا کا سینہ شورِ دہل سے دہل گیا
میداں صدائے گرم چلا جل سنبھل گیا

نسخہ عنقا

۵۵۵

شِق نظر جو ہوئی چشمِ عمر سے دور
ایماں کے ساتھ ساتھ روانہ ہوا شعور
جوڑا اُسی نے تیر سوئے شاہِ بے قصور
زوجِ بتولؑ رونے لگی باپ کے حضور
بولی نہ رحم آیا مرے نورِ عین پر
لو بابا تیر پڑنے لگے اب حسینؑ پر

۵۵۶

ہادی چلا ہدایتِ اُمت کے واسطے
یعنی ادائے خطبۂ حجت کے واسطے
غازی چلے سپہ کی حفاظت کے واسطے
شہ بولے ہے خدا تو حمایت کے واسطے
ٹھہرو کہ آبرو میں نہ میری خلل پڑے
ایسا نہ ہو کہ خیمہ سے زینبؑ نکل پڑے

۵۵۷

یوں نالہ دل سے فرق پہ مارے شہ ہدا
جس طرح دور کافروں سے رحمت خدا
بولے عمر سے حق پیمبر کیا ادا
سید پہ ظلم کرنے میں کی تو نے ابتدا
ہشیار سخت حکم روز جزا کا ہے
یاں سامنا حسینؑ کا ہے واں خدا کا ہے

۵۵۸

وارث ہے انبیا کے اولوالعزم کا حسینؑ
محبت اور وہ جنگ یہ کرتے تھے مثل دین
ہے نور عین خیر خدا پر بھی فرض عین
اظہار امر و نہی خدا و نور مشرقین
لازم ہے پند و وعظ کر ان سے وفات کا
یہ حکم آخری ہے ہماری حیات کا

۵۵۹

بچپن سے پیارے ہیں فصحائے عرب کو آپ
ہاں قاریان کعبہ کو بھی کر تو منتخب
تفسیر داں حدیث شناس آئیں رب کے سب
مہماں خشک لب سے ہیں لہجہ عرب
ہیں کاشف علوم ہیں خلق عظیم ہے
داؤد کی زبان ہے بیان کلیم ہے

۵۶۰

دو برس کی عمر سے پڑھتے ہیں قرآن حفظ
جبرئیل رسالتوں سے تھا کو کیا لفظ
سنگے بٹھ کے وہ ناز سے سبحان کی لحاظ
بیکار ہوئے جو قاری قرآں تھے خو حفظ
بریں جاہلوں کو کیسا ان سے کہو ہوئے
قتل امام کے لئے خنجر کھنچے ہوئے

۶۱

ان دو گروہوں سے تو کیا اُن پہ کلام
سب اہلِ شام و کوفہ پڑھتے سُنے کلام
کی عرض یہ عمرؑ نے کہ بسم اللہ اے امام
جنبش میں آئے لعلِ لبِ شاہِ تشنہ کام
قدرت کے گل کھلے چمنِ کائنات میں
غنچے سے پھول جھڑنے لگے بات بات میں

۶۲

پہلے خطاب تاروں سے شہؑ نے یہ کیا
قرآں کے حفظ کرنے میں تھا تو وقف وانا
پر حفظِ آبرو سے بہتر نہیں ذرا
معنی کو چھوڑ کر ہوئے حرف آشنا تو کیا
مصحف ہے کیا ولائے شہِ بدر و حنین کی
ترتیل کیا ہے رتبہ شناسی حسینؑ کی

۶۳

یٰسین میں ہے خطبۂ تعریفِ مصطفیٰؐ
ہے ہل اتیٰ میں منقبتِ شاہِ لافتیٰ
والفجر میں حسینؑ کا ہے ذکر جا بجا
نازل ہے آیہ آیہ مری شان میں جدا
والشفع مرتبے میں علیؑ و بتولؑ ہیں
والوتر میرے نانا محمدؐ رسول ہیں

۶۴

والفجر صبح آج کی ہے اے گروہِ شام
جس صبح کی حسینؑ نہیں دیکھنے کا شام
روشن ہے ترجمۂ لیال کا بھی تمام
وہ دس یہی شبیں ہیں رہا جن میں تشنہ کام
یاں نفسِ مطمئنہ حسینؑ شہید ہے
منظور اس میں ہے گو کہ بلائے شدید ہے

۵۶۵

قائل ہوں امیر شش جہت و حاکم زمن
قائل نبی ہوں کاشف ہر سر و ہر علن
مقصود چار دفتر و معبود ذو المنن
ترکیب پنج سورہ و اسماے پنجتن
ایمان و شرع کے ہیں فروع و اصول یہ
ہیں آیہ و حدیث خدا و رسول یہ

۵۶۶

قرآں میں قتل نفس کی حرمت ہے جابجا
پیغمبروں کا خون حلال کہاں سے تمہیں ہوا
ہے نفس مصطفا بخدا سبط مصطفا
آخر جزاے من قتل مومناً ہے کیا
شبیر اگر امام نہیں مقتدا نہیں
مومن بھی ہیں تمھارے عقیدہ میں کیا نہیں

۵۶۷

مقروض ہوں کہ کیسا تقصیر وار ہوں
پھر کیا سبب جو غم میں لیل و نہار ہوں
واجب ہے تجھ پہ رحم کہ محزون و زار ہوں
یار و عیال دار ہوں اور بے دیار ہوں
تم لوگ کچھ خدا و نبی سے بھی ڈرتے ہو
کس کا لیا ہے خون جو مجھے قتل کرتے ہو

۵۶۸

میں نے کسی کے بیٹے پہ کی ہو اگر جفا
تو اس کے سامنے اگر کردو سر جدا
ناحق اگر مٹا دو تو تصویر مصطفیٰ
شرعاً جو بد کیا ہو تو یوں بھی سہی بجا
انصاف گر کرو تو ابھی فیصلہ ہے آپ
جس کا حساب پاک ہے بدلا اسکو آپ ہے

٦٩

میں شہسوار دوش بشیر و نذیر ہوں
مسند نشین تخت جناب امیر ہوں
کیا پوچھتے ہو قائم کہ میں ہوں غریب و فقیر ہوں
بیچارہ در بدر ہوں یتیم و اسیر ہوں
کیوں منقطع کرے بھی یہ جہاں سے کتاب
بچپن میں آج تیرا قائم گذرتا ہے

٧٠

نیچا اگر کہوں تو نہ مانو گا نہیں
جہاں پیرووں کا بھی پیاسا رہا نہیں
ہو کر بڑی تمہیں خوف خدا نہیں
مجھکو جو چاہے کہتے ہیں تم کو حیا نہیں
آپ ظالم چمن سے سب پوچھ کیجئے
سادات آج تیرے قائم سے مرتے ہیں

٧١

ہو جاتی ہے بخشش خطا سے بھی باز آؤ
توبہ کرو خدا سے ڈرو مجھسے ہاتھ اٹھاؤ
بالغرض مجھسے بغض ہے بچوں پہ رحم کھاؤ
بچی کی غذا ہے دودھ دوا مجھے پانی تو پلاؤ
چھوٹے ہیں چھ مہینے کا معصوم عشق ہے آہ
قاسم کی ناقہ آہ عطش ہی عطش ہے آہ

٧٢

نبی ہے جسکا میوہ وہ باغ علی ہوں میں
کوثر ہے جسکا قطرہ وہ بحر سخا ہوں میں
منبر ہے جسکا پایہ وہ قبلہ نما ہوں میں
حاجی ہے جسکا کعبہ وہ بیت خدا ہوں میں
جسکا لقب دوا ہے میں وہ درد لا دوا ہوں
جسکا اثر شفا ہے میں وہ خاک پاک ہوں

۵۳

بابا امامؑ از رسولؐ کا قائم مقام ہے
نانا امامؑ از رسولؐ علیہ السلام ہے
کلمہ میں اور اذاں میں مرے جد کا نام ہے
نام نبیؐ کے بعد علیؑ لا کلام ہے
ماں وہ کہ جس پہ زہد و ورع کا ہے خاتمہ
ہے بعد ہر نماز کے تسبیح فاطمہؑ

۵۴

ڈوبو تو نام شرع مٹاتے ہو ظلم کر کے ہم
ایماں کا آفتاب چھپاتے ہو ظلم کر کے ہم
کعبہ کو روز جمعہ گراتے ہو ظلم کر کے ہم
زہرا کو صبح عید رلاتے ہو ظلم کر کے ہم
عاجز نہ جانیو ہمیں قوی ہیں دلیر ہیں
جو کبریا کا شیر ہے ہیں اُس کے شیر ہیں

۵۵

گر حکم دے زمیں کو ابن ابو ترابؑ
قاروں کی طرح تم کو نگل جائے وہ شتاب
چاہوں تو میرے نیزے پہ آ جائے آفتاب
تم سب کے سب ہو آتش خورشید سے کباب
چشم کرم حسینؑ جو امت سے پھیر لے
یہ لہر علقمہ کی ابھی سب کو گھیر لے

۵۶

ہر لفظ کے امامؑ نے معنی دکھا دئے
دریا سے علم خشک زباں سے بہا دئے
نام اپنے نعروں سے فصحا کے مٹا دئے
سر قاریوں کے شرم و حیا سے جھکا دئے
پھر یک زباں یہ کہنے لگے سب پکار کر
حاکم کو نذر دیں گے یہی سر اُتار کر

۴۷م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۸م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۹م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۰م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۸۱

آواز دی غلام کو آ مجھکو تھام لے
مشکل کا وقت ہے شہ مرداں کا نام لے
دریا پہ چل سمند کی میرے لگام لے
اللہ ان لعینوں سے جلد انتقام لے
درواجدا مسیح سے یہ دردمند ہے
کیا جانے باپ تو یہ کھلا ہے کہ بند ہے

۵۸۲

فی الفور یہ کہہ کے نام شہنشاہ ذوالفقار
رہوار پر غلام نے حُر کو کیا سوار
دریا پہ غسل توبہ کو آیا وہ نامدار
آئی یہ گوش دل میں صدا ہو کے ہوشیار
دریا میں غسل کیجیو پانی نہ پیجیو
اور پیجیو تو خواہش کوثر نہ کیجیو

۵۸۳

حُر نے کہا خدا کی طرف سے ہے یہ ندا
پھر بادپا کے منہ سے لگام اُس نے کی جدا
پانی لگا پلانے تو گھوڑے نے دی صدا
آقا نہیں نہیں نہ پلا وا محمدا
پیاسا جناب صاحب دلدل کا لال ہے
پانی بھلا حرام ہے اب یا حلال ہے

۵۸۴

شاباش کہہ کے گھوڑے کو اُترا وہ نامدار
کھولے سلاح اُتاری قبا تن سے ایکبار
دریائے معرفت ہوا دریا سے ہمکنار
غوطہ لگا کے ہو گیا بحر گنہ سے پار
نکلا تو غرق دوستی پنجتن میں تھا
حرف گنہ نہ پھر کسی جزو بدن میں تھا

۹۸۵

کیکن لباس کر نہ لگا ہے کیا بیم زیب تن
ری باہو دواں ہوا ہے آبرو آ کے نگین
[illegible] اطلس لباس [illegible]
[illegible] دی دار آ کر سیاس [illegible]
[illegible] ہوا ہے [illegible] ساقی ہو
[illegible] ہو ہے

۹۸۶

[illegible]

۹۸۷

[illegible]

۹۸۸

[illegible]

۸۹

[illegible] اماں جہاں ہوا

ظلمت سے کافروں کے مسلماں جہاں ہوا

نصرانیوں سے عیسی دوراں جہاں ہوا

ادیان سے آفتاب یزداں جہاں ہوا

[illegible] پنہاں جہاں ہوا

[illegible]

[illegible]

۹۰

[illegible] ایماں ہوا

[illegible] آئے ہیں

[illegible] ہوا

[illegible] کلام سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

۹۱

[illegible] دل [illegible]

[illegible] آگ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۹۲

[illegible] تھا

[illegible] تھا

[illegible] تھا

[illegible] تھا

[illegible] تھا

دل یا وفا کا قتل [illegible] تھا

۲۶۳

پینے کو [illegible] ظرف واجب وہ باوفا
پہنچا ہوا حسین کے لشکر میں جا بجا
بیٹا لیے امام کے اصحاب باوفا
اب ان پر [illegible] بیبیوں [illegible]
آیا ہے وہ قرآن کا [illegible]
لایا ہے [illegible]

۲۶۴

زینب کے کان میں یہ خبر پہنچی ناگہاں
[illegible] ہائے [illegible] جان
[illegible] عباس میں کہاں
جان حسین سے [illegible] سایہ بیاں
کس منہ سے [illegible]
[illegible]

۲۶۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۶۶

[illegible] الفت [illegible]
[illegible] گیا [illegible]
[illegible] حسین کو
[illegible] ہم [illegible]
[illegible] امام [illegible]
[illegible]

۹۹۷

تو دو منفعل ہوں مجھکو گُنہ کا نہ طعنہ دو
ٹکڑے کرو تو عذر نہیں اس غلام کو
جتنا گنہگار ہوں پر اُن سے پوچھ لو
مالک تو نیک و بد کے ہیں سلطانِ نیکخو
آقا کے پاؤں پڑکے خطا بخشوانے دو
میں اپنا خون کرتا ہوں اچھا نہ جانے دو

۹۹۸

کھلتا ہے کیا سلام ہی سے پرورش کا حال
منھ پھیر لیں حضور تو خوں ہے مرا حلال
پھر پاس سے پکار کے لے فاطمہ کا لال
زخمی ہیں پر کھڑا ہوں کیا ہیں شکستہ بال
بولے حسینؑ نازو کیا تم کو دھیان ہے
یہ میری جان ہے یہ مرا ایمان ہے

۹۹۹

اپنے قصور پر اُسے خود اعتراف ہے
الزام دینا میری حیا کے خلاف ہے
یہ تو ہے نیک و بد سے بھی دل اپنا صاف ہے
کیسا گناہ کیسی خطا سب معاف ہے
جانے دو یارو ذکرِ گذشتہ کو جانے دو
حُرؑ عاشقِ حسینؑ ہے آنے دو آنے دو

۱۰۰۰

یہ سنکے شہؑ کے گرد پھرے شہ کے خیر خواہ
لائے بہ عز و شرف سے حضورِ شاہ
گھوڑے سے پائے شہ پہ گرا وہ با شکر آہ
بولا کلام لطف نے کلمہ پڑھایا واہ
حُرؑ کو ہزار دل سے سرافراز کیجئے
مسلم کیا تو تربتِ مسلمؑ بھی دیجئے

۱۰۱

پہنچے جو ہوں میں علم وہ حیدر کی ہو عطا
اب منتظر ہیں بندے کے آئے ہیں مرتضیٰ
کہنے لگے لپٹ کے گلے سے شہِ ہدا
ہائے ہائے مرے رفیق تو کیا آیا کیا چلا
مہمان ابھی تو تیری ملاقات چاہئے
کی عرض اُس نے قبر کی سوغات چاہئے

۱۰۲

فضّہ پکاری آہ یہ آئی ندا کہاں
لوگو! مری شہزادی کا مہمان ہے کہاں
دروازے پر بلاتی ہے مخدومۂ جہاں
عابد کو تپ ہے وہ نہیں آسکتے ہیں یہاں
اکبر کے پیار سے نہیں کم اُس کا پیار ہے
زینب بلائیں لینے کی امیدوار ہے

۱۰۳

آقا کے ساتھ حُر سوئے عصمت سرا چلا
شاہزادی کے سلام کو جھکتا ہوا چلا
زینب بلائیں لیتی تھی اور دیتی تھی دُعا
آیا جو در پہ کہنے لگی بنتِ مرتضیٰ
انجام نیک ہوتا ہے ہر نیک ذات کا
پر کہہ کہ کیا سبب ہوا تیری نجات کا

۱۰۴

سر سے عمامہ پھینک کے حُر نے کہا کہ آہ
کوفے سے جب چلا میں سوئے شاہِ دیں پناہ
دیکھا یہ خواب میں شبِ اوّل خدا گواہ
گھوڑے کا میرے نعل گرا درمیانِ راہ
بازار میں گیا ہوں میں لے کر سمند کو
اور ڈھونڈھتا ہوں چار طرف نعلبند کو

۱۰۵

یہ جوانی میں چھاؤ دو کی بات آزادواں
بات کو اک صنعت سے آکر کہ بیاں
چکھو جلال کی بات میں حسن جو دن کی باں
یہ باعث اولاد کو تخریر سے ہر ارمان کا
دو دل میں باہر سے دل ناشاد ہے
ہائے یتیمی سے غالب مرے کیا اتنا

۱۰۶

دیکھی کاوش میں سے یہیں ہے جواں بانکی
باغ میں چھپا پیچاکا الفو سے کسو دوان پر چھاکی
یکسو گئے ادا اور ریباں سے کر فن کا کا
اس سلسلہ زبان پہ ہے جاو آو دون کی
دو پھلا جھپا یا ہے جس پہ دے لاد دی دی
پیش پیچ سے بین پہ اور ادا دو ادا

۱۰۷

دوبانیں اس بیاں پہ دو دو با میں تو ببا
باہم آدا سے آکر آئے نہ تا ہو اک تکا
دو ایک قدم چھلا کہ سن کے دیکھا جو کس کا
ایک ہنسکر دل الا انہیں سلسلہ سے کھتا
پہ دو سے پیچ دو لیں ان الا الان بھی کی
اور ایک سے اُتھو دو جن ر سا آئی بھی

۱۰۸

ہے کہیں چھلا کہ پیکاری دو پہ کی
گنج بھا پیچ ہوں احسان آن آکر سب
یہ سے کیا تھا چھپا ہے کی کے
مین کی کہی کہ دل پیری کے پیچ سے کچھ پر
الا سے کہا یہ آتے سے اک حسین کے
غنی کو سکھو یہ تو ہوا سے حسین کے

۱۰۹

تو بھی اسی غلام نے یہ خواب دیکھ کر
زینبؑ نے دی نہ اس کو قسم بچشمِ تر
اماں بتولؑ روتی ہے شبّرؑ کو اس قدر
کیا حال ہوگا قتل جو ہوگا یہاں پسر
تنہا نہ واں ہر آدمی شبیرؑ کو رو دیئے
یاں آ کے میرے ساتھ علی اکبرؑ کو رو دیئے

۱۱۰

ناگہ پڑی وداع ہر آواں کی صبح و شام
اکبرؑ کبھی گلے سے ملے اور کبھی امامؑ
ڈیوڑھی پہ آ کے رونے لگیں بیبیاں تمام
بیمارؑ کربلا نے یہ حسرت کیا کلام
تو نے کیا سلوک شہِؑ بحر و بر کے ساتھ
عابدؑ پڑے گا تیری زیارت پدر کے ساتھ

۱۱۱

بڑھ کر سوار ہونے لگا حُرؑ نامور
زینبؑ کے دونوں لال آئے ادھر ادھر
پھیلا کے کرتے اور حیا سے جھکا کے سر
بولے کہ ہم نے روکا تھا تجھ کو معاف کر
تو نے کیا ہے خوش پسرِ بوترابؑ کو
جعفرؑ کے پوتے تھامیں گے تیری رکاب کو

۱۱۲

زینبؑ پکاری یہ تو کہی میرے دل کی بات
حیدرؑ کا بھی چلن تھا یہی تا دمِ ممات
دونوں کے گرد پھرنے لگا حُرؑ نیک ذات
زینبؑ سے کی یہ عرض کہ اے فخرِ کائنات
واجب ادب ہے مجھ کو کہ عالی وقار ہو
ہٹ جائیں اب حضور کہ خادم سوار ہو

١١٣
زینت پہ ہیں زبانِ کرم سے گل افشاں
زیبا بنا ہے آئینۂ زینت کا آسماں
اور اب یہ اترانا ہے بیضہ چمک اٹھی ہیں کیاں
یا ٹوٹنے سے سر کے ستارے میں زر کا نشاں
جھکتے ہیں کرم سے ایماں زیادہ تر ادا زباں ہے
زینت پہ نیزہ در ہے زمیں پہ آسماں ہے

١١٤
روز فرات سے زیادہ ہوا پانی وہ تشنہ تر
نصف النہار پہ پیاس کی رسی زمیں سے گرم تر
دوپہر کی لو تھی آگ کی لہر کلاں سے آگ بار
سینے پہ اب ہے دم تشنگی کی لقمہ بھی سے وار
یہ ستم ہی سے لو تھی ساقی جہاں دار ادا کو ہے آگ سی
یہ شمع بزمِ دیں ہے ہوا ہے آگ سی

١١٥
اب سمجھا ہاں اشارہ یہ ہے نام پیر کا
یعنی ہے اول لشکر دیں میں پیٹ کی گرمی کا
وہ ان اس اشارہ کے اس طفلِ پیر کا
کہ دیں کی ہے تصویر گود کا آ گیا نہ تھا
آ گئی نیزہ سے دیکھیں سے بہ تقاضا کھڑا ہوا
نصرت ان کا ہے تقاضا کا ہاتھ آ گیا

١١٦ مطلع
بڑھتا گیا ہے نام فراواں حسین کا
عجب بیا کیا ہے عالم بہ کو ہر حسین کا
ساقی کوثر داماں حسین کا
لو آ گیا ہے دولہا وہ سلطان حسین کا
کیا امام اول بیان عترت کا ہے
نصرت ستارہ کا

۸۱۷ھ

کیومرث باد و دسیہ نام امیرزادہ ولی عہد
سلطان بایسنقر تیار اوجستہ نظیر زردشت
تصدی امیر نے بہم او ایسا کرد نظر
آنراد و گروہ شہر وزیر سلیمان بولا ہے نامور
[illegible]

۸۱۸ھ

سلطان کا قمر یہ بسر سلطان بادشا
بسکہ ان ایک بہم بسر سلطان ایک باد ہوا
اور بہم یہ جو چل امیر زادہ [illegible]
سلطان سے امیر زادہ [illegible]
[illegible]

۸۱۹ھ

سلطان حسن خوارزم بازلطیر یہ
اور [illegible] غلام [illegible]
[illegible] جہاں دار [illegible]
اسراباد [illegible]
حمایت حسین [illegible]
[illegible]

۸۲۰ھ

[illegible] امیر ارتباط [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۳۱

بانداز ادا [illegible] عقدہ [illegible] ہوا
[illegible] حسن کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۳۲

کیا وصف خال رخ کا [illegible]
[illegible]
دل [illegible]
[illegible]
وصف جبین [illegible]
[illegible]

۱۳۳

[illegible]
اور چشم [illegible] جبین [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آفتاب [illegible]

۱۳۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حسن [illegible]
[illegible]

۱۲۵

[illegible]

۱۲۶

[illegible]

۱۲۷

[illegible]

۱۲۸

[illegible]

۱۲۹

پیش پا میں گردن حرؑ صبح جیسے شام
شمع حرم جھکائے ہے یاں گردن سلام
صبح گلو پہ نور کے درجے ہیں سب تمام
رومال فاطمہؑ کا ہے باقی فقط مقام
بس نور کو تو نور کا پیوند چاہیے
رومال فاطمہؑ کا گلوبند چاہیے

۱۳۰

ہاتھوں کو شاخ سرو بتاتے ہیں خاص و عام
بہتر ہے اس مثال کو لیکن کیا سلام
شاخوں میں سرو کی نہیں پھل بھی برائے نام
یہ ہاتھ وہ ہیں جن میں کہ ہے دامن امامؑ
قامت سے ہم رخ کی تجلی دوچند ہے
خورشید حشر اک قد آدم بلند ہے

۱۳۱

ہر پنجے سے عیاں ید قدرت کی ہے صفا
طغرا نویس کن فیکوں نے بصد ضیا
بے سعی پانچ پانچ الف لکھے ہیں جدا
انگشت خوشنما ہیں تو ناخن ہیں خوشنما
کیا انگلیوں پہ ناخن پر آب و تاب ہیں
وہ دس ہلال ہیں تو یہ دس آفتاب ہیں

۱۳۲

دل صاف سینہ صاف بدن صاف واہ واہ
تن پر زرہ بتاتے ہیں گو صاحب نگاہ
پر عقل کہہ رہی ہے کہ بیکو ہے اشتباہ
حرؑ کی صفائے قلب ہے اس بات پر گواہ
دل ساتھ حرؑ کا مضطرب غم شاہ زمنؑ میں ہے
یہ دل کا پیچ و تاب نمایاں بدن میں ہے

۱۳۳

وصفِ زرہ سے شاد ہوئے صاحبِ ہنر
اب دیکھیں چار آئینے ہیں اور اک سپر
یہ پانچ مہر ہیں نور و لاسے ہیں جلوہ گر
جوشن نہیں ہے یہ ہیں حرم سوئے شاہ گر
محضر بنایا ہے الفتِ سبطِ رسول پر
مہر اس پہ پنجتن کی ہے حسنِ قبول پر

۱۳۴

آنکھوں کے حلقے اب ہیں زرہ میں لگے ہوئے
بجلی کی سیم پہنے آنکھوں سے جاتا ہوں
سیماب سے زرہ میں سوا جلوہ پاتا ہوں
تن حر کا آئینہ ہے قسم اس سے کھاتا ہوں
دیکھو بدن پہ اس زرہ خوشنما کی شان
سیماب آئینہ پہ ہے قائم خدا کی شان

۱۳۵

چار آئینے نے اور ہی صورت دکھائی ہے
پر آئینہ نہیں ہے سند ہم نے پائی ہے
زائل زرہ کی آنکھوں سے جو روشنائی ہے
آنکھوں پہ چار چشمے کی عینک لگائی ہے
عینک سے جب کہ چار طرف دیکھ لیتے ہیں
بس پنجتن کا عز و شرف دیکھ لیتے ہیں

۱۳۶

چار آئینے نہیں ہیں حرم کے شرف پر گواہ چار
دیتے ہیں شاہدی کہ زہے حر نامدار
ہمعصر چار امام کا ہے یہ وفا شعار
تا آپ پسر کو کر چکے ہیں شاہ باوقار
ابتک علی سے تا بہ علی اس زمانے میں
دیکھے ہیں چار امام نبی کے گھرانے میں

۱۲[illegible]ھ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲[illegible]ھ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲[illegible]ھ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲[illegible]ھ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۴۱

کھولا کسی نے جیب سے ہو کر تفنگ تنگ
گوشے میں کوئی رکھ کے کمانِ خدنگ دنگ
بے وقعہ ہوش اڑ گیا اور بید رنگ رنگ
پر کیا تھے منزلوں ہوئے پائے پلنگ لنگ
گو مکر و حیلہ ظالموں کے آب و گل میں تھا
اُسوقت بھاگنے کے سوا کچھ نہ دل میں تھا

۱۴۲

ہر صف میں غل تھا کون ہے یہ ربِّ باوقار
یوسفؑ کا ہم وطن کہ سلیمانؑ کا ہمدیار
بوذرؓ کا ہم نسب ہے کہ سلماںؓ کا رشتہ دار
ایراں کا پہلواں کہ عرب کا ہے شہسوار
حُرؑ کو کبھی نہ دیکھا تھا اس زیب و زین سے
انساں فرشتہ بن گیا مل کر حسینؑ سے

۱۴۳

گردن ہلا کے شمر سے ہراول نے یوں کہا
یارو بس ایک کلمۂ حق تم سے یہ سُنا
میں وہ ہی خاک ہوں وہی ذرہ جو آگ تھا
خوشبو ہے یہ حسینؑ کی جلوہ حسینؑ کا
غالب نہ کیوں ہو نورِ جبیں آفتاب پر
سجدہ ابھی کیا ہے درِ بوترابؑ کا

۱۴۴

سمجھا عمرؔ کہ نرم ہوا ہم سے دل سیاہ
بولا پئے تسلیِ لشکر وہ روسیاہ
کچھ کم نہیں کسی سے تمہارا بھی بادشاہ
ہاں سرفروشو جہد کرو ہے جو حبِ جاہ
حُرؑ کو حسینؑ تم کو مبارک یزیدؔ ہو
اب دن نہ ڈھلنے پائے کہ شبیرؑ شہید ہو

۱۲۶۵

فولاد پوش لشکرِ روم و عراق و شام
بکتر پہنے ہوئے دل سے ناوک فگن تمام
گرز و کماں کمند و تبرزیں لئے تمام
ہر بے حیا قبیح و بے نسب و بد نام
لشکر تھا یا کہ آگ کا دریا تھا جوش میں
نقارے یوں بجے کہ اڑے سب کے ہوش میں

۱۲۶۶

غل تھا کہ شیر حق کا جگر پارہ ہے جری
عریاں ہوا تھا تیغ کا پیکر نیام سے اس ارض پر پری
بجلی سی کوندتی تھی جو شمشیر کی کڑی
ہیبت سے سب کی آنکھ جھپکتی تھی ہر گھڑی
جب دیکھا دیکھا اس کو تو ہوش اڑ گیا
بجلی کا ساتھ چھوڑ کے گرد اب بن گیا

۱۲۶۷

اٹھا ادھر سے شور کہ شمشیر آبدار
کھلا دے صفائی کے سب ہاتھ آ گیا
دریا سے تیغ عزم علی کی ذوالفقار
جوہر کا ایک بال تھی دو دہانہ ذوالفقار
جو دیکھتا تھا دل سے صفائی کا ہو گیا
ہاتھ اس طرف تھی تیغ کا جوہر نیا ہوا

۱۲۶۸

غرق آب تھی تیغ کہ دریا تھی یا حسام
دریا کا وہ جو دستہ کی ایام
افتادگی کہ پیش نظر سے ادا دم عمل کام
دریا سے آب تیغ بن کھلتی کا دراز
پہن کر دریا تیغ آب زرہ
جوہر کا ہوا کسی قیامت

نسخہ الماس پوش۔ اس زمانے میں فولاد کے ہتھیاروں پر زہر کا پانی چڑھایا جاتا تھا عجب نہیں الماس پوش سے بھی یہی مطلب ہو یعنی زہر آلودہ فولاد الماس کی طرح چمکتا تھا

۱۴۹

دو دو کے آب تیغ سے سب کوچ کر گئے
غصے سے ہو کے چیں بجبیں پچھڑ گئے
بل بن گئی وہ چین جبیں سر اتر گئے
اک وار میں فرات کے پار اُکھڑ گئے
حیرت سے جاں فنا ہوئی قالب کھڑا رہا
کشتی تو غرق ہو گئی لنگر پڑا رہا

صنعت مقطعات ۱۵۰

آگے وہ دور ہوا کہ اسد حملہ ور ہوا
وہ جا اِدھر اُدھر ادھر اسلام ور ہوا
سرگرم معرکہ سر اعدا اگر ہوا
وہ گل کھلا کہ لالۂ کہسار سر ہوا
اول حسد کو درس اُدھر آہ آہ کا
آخر دلوں کو ورد ادھر واہ واہ کا

صنعت مقطعات ۱۵۱

ہمدم دم حسام کا اعدا کا دم ہوا
درد و الم سوا ہوا آرام کم ہوا
صمصام کا ادا و ورد اعدا درم ہوا
وہ دل اگر دو ہم ہوا مال عدم ہوا
ہر اک حرم کا سرور والا کہ سر ہوا
معدوم عہد عمر گروہ عدو ہوا

۱۵۲

یاں تک شرر فگن ہوئی شمشیر شعلہ تاب نسخہ
دوش ہوا پہ جل گئی بارانی سحاب
مرغابیاں سمادوں کی گردو پہ تھیں کباب
گرمی کے مارے تھا لب دریا پہ آب آب
غل تھا کہ تیغ شرر دم کے ہات سے
پانی بھی ہاتھ دھوئیگا آب حیات سے

۱۵۵۳

وہ سوز اشقیا جو بنی تیغ برق دم
پھر اس کے حال پہ نہ ہوئی چشم زخم نم
نکلا دہن سے زخموں کے یوں دود دم بدم
جلتا ہے جیسے منہ سے دہواں نکلا صبحدم
دم اُس دہویں کے ساتھ عدو کا ہوا ہوا
اور پیچ پیچ جسم بھی پہونچا اوڑا ہوا

۱۵۵۴

شق کر کے سینہ تیغ گری قعر دل میں واہ
درپیش چاہ کن کے لیے جس طرح سے چاہ
دو راہیں اس نے کھولیں درا کی تھی نوک کی
گمراہ اس تڑپ میں تھے تشنہ و تباہ
کی ان کو جو راہ عدم اس حسام میں
ہر سمت تھا تڑاہ تڑاہ اہل شام میں

۱۵۵۵

شمشیر تو کے رعب سے بسمل تھے اشقیا
گر پیدلوں کے سمت سر افگن نے رخ کیا
گردن سے سر زمین پہ کاندھے سے رکھ دیا
یوں سر اگر سوار کی گردن کا لے لیا
تعظیم کو سر اٹھا جھکا تن زمین پر
تن گر پڑا زمین پہ سر بیٹھا زین پر

۱۵۵۶

سرداروں پر جو وار کیا کہہ کے یا حسین
نازل کیا سروں سے غرور اور دلوں سے چین
کل تین حرف تیغ میں تھے تا و یا و غین
تعظیم ان کی ہو گئی اعدا پہ فرض عین
سر تن سے تن قدم سے قدم خاک سے اٹھا
اک شور واہ واہ کا افلاک سے اٹھا

١٥٧

یکہ کماں بڑھے قدر انداز نا گماں
انگڑائی لیکے لیس ہوئی تُرک کی بھی کماں
ناوک سے دل کے چلے سے نصرت کو دی اماں
چلائی موت سہم کے اب میں چھپوں کہاں
پیک قضا کو آئی ندا آسمان سے
تھم تھم کے تیر چھٹتا ہے تُرک کی کمان سے

١٥٨

یلان نے ناوک تُرک کا سیاہ تھی
کیا گئی اک پناہ کی تو وہ سیاہ تھی
آباد بستی ہوئی ہستی تباہ تھی
بند اس گروہ کی گناہوں پہ توبہ کی راہ تھی
ہر جاں شہاب تیر سے جل کر کباب تھی
پہلے عنصروں کی تو مٹی خراب تھی

١٥٩

آہن ربا تھے سنگدلوں کے دل دنی
سینہ میں صاف گڑ گئے پیکان آہنی
دیوار چار آئینہ جب تیروں سے چھنی
بولی زرہ بھی آ مری آنکھوں کی روشنی
پیکاں سے حلقہ حلقہ جو معمور ہو گیا
جوشن کا نام خانۂ زنبور ہو گیا

١٦٠

پڑیاں تھیں محو تیر عجب چال چلتا تھا
اک نیزۂ خون تازہ بدن سے اچھلتا تھا
گرمی سے دل پرند ہوا کا پگھلتا تھا
بے زخم کھائے آنکھوں کو عنقا بدلتا تھا
پیکان ناف سے جو میاں بدن گئے
مژگاں چشم ناف پہ پر تیر بن گئے

۱۶۱

اتنے میں نیزہ دار بڑھے تان کر سناں
ہر نیزہ اژدہے کی طرح صاعقہ فشاں
نیزہ لیا جو حرؑ نے اماں بولی الاماں
تھی کل فلک پہ رستم و دستاں کی داستاں
نیزہ علم ہوا تو سناں کی زبان سے
باتیں زمین کرنے لگی آسمان سے

۱۶۲

کاندھے پہ رکھ کے نیزہ بڑھا شیر نیزہ دار
نام امامؑ لیکے کیا نیزہ کا جو وار
مانند تار سحر ہوا سو دلوں کے پار
دل در کنار جان ہوئی اُس سے ہمکنار
نیزہ کی زد پہ غش ہوا ہر تن پناہ میں
اور سر تو لوٹ لوٹ گئے گر کے راہ میں

۱۶۳

پھینکا جس نے نیزہ کو دوڑا کے راہوار
توسن کے سینہ سے ہوا یوں نیزۂ حرؑ پار
سینہ لیا سمند کا اور گردن سوار
جس طرح ایک شیر کے قابو میں ہو شکار
راہوار تو زمین سے اسوار زین سے
یوں اُڑ گئے کہ گرد نہ اٹھی زمین سے

۱۶۴

دریا ہو سکے حرؑ کی شجاعت سے بہہ گئے
جبریلؑ آ کے سدرہ سے تحسین کہہ گئے
یوں بے حواس بھاگ کے سب رو سیہ گئے
خود اُن کے پیچھے نقش قدم بن کے رہ گئے
غل تھا کہ شیر سب پہ زبردست ہوتے ہیں
شبیرؑ خدا کے خاص غلام انکو کہتے ہیں

[illegible] م

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] م

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] م

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] م

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۶۹

بولے حسینؑ جا مرے مہمان الوداع
اے میرے بوذر اے مرے سلمان الوداع
اے میرے جان نثار مری جان الوداع
حامی خدا رسول نگہبان الوداع
بابا کے میرے باپ کا اشفاق بھی آپ پہ
[illegible] کوثر سے دودھ کے [illegible]

۱۷۰

[illegible] مرگ دن میں گیا حرؑ باوفا
جلادوں کو پکارا کہ اب لو کرو جدا
وہیں سے وقف راہ حسینؑ اپکو کیا
تن ہو کہ سر ہو دل ہو کہ سینہ ہو سب فدا
لے لو ہم اپنی [illegible] رسول کی
لو مجھ سے مار دو میں نے شہادت قبول کی

۱۷۱

[illegible] ادھر سے حرؑ نامور
جو آیا چھپ کے پشت پہ سفیان بد گہر
برچھی غضب کی اوس نے لگائی وہ تان کر
جھکی انی زمین [illegible] جگر شہ پہ کارگر
وارہ خون دل کا بہا آہ زین پر
اور یا حسینؑ کہہ کے گرا وہ زمین پر

۱۷۲

[illegible] پیادہ کہہ سکے یہ تسلیم سے امام
زینب اٹھائے بھائی کا مہمان ہو اہتمام
پیدا نئی نبی لگی سے لے کے حرؑ کا نام
آقا کے گرد و پیش پھرے حیدری غلام
یوں شاہ بیقرار تھے مہماں کے واسطے
یعقوب جیسے یوسف کنعاں کے واسطے

۱۷۳

مقتل میں آکے دیکھا کیا ہے علیؑ کا لال
اک شیر جھومتا ہے دو زانو لہو میں لال
ہاتھوں پہ ڈھال ڈھال پہ سر ضعف سے نڈھال
ہالے میں چاند خون کے تھالے میں ہے نہال
دل کو وفور درد سے ہے قصد آہ کا
لیکن وہ نام لیتا ہے شیرِ الٰہ کا

۱۷۴

بھیا کے ہاتھ شہ نے کہا جا کے متصل
اٹھ میری جان اٹھ مرے عباس مجھ سے مل
وہ بولا آہ اٹھنے نہیں دیتا درد دل
اکبرؑ کا واسطہ مجھے فرمائیے بحل
تڑپا پھر اس طرح پہ کہ ہر زخم پھٹ گیا
آنکھوں کی پتلی پھر گئی اور دم الٹ گیا

۱۷۵

عارض پہ حرؑ کے شاہ نے عارض کو دھر دیا
آغوش میں ہرا دل مجروح کو لیا
حرؑ نے اشارہ خیمۂ سادات کا کیا
مہماں کو لے چلا پسر شیر کبریا
اصحاب گرد لاش کے تھے سوز و شین میں
حر مسکرا رہا تھا کنار حسینؑ میں

۱۷۶

کہتے ہیں جب قریب رہی شہ کی بارگاہ
آغوش شہ میں رونے لگا جان نثار شاہ
پوچھا رفیقوں نے تو یہ بولا وہ خیر خواہ
اک آرزو بڑی رہی جاتی ہے آہ آہ
کمزور پیاس سے مرا آقا ہے کیا کروں
آقا پہ میرے تیر افاقا ہے کیا کہوں

۱۷۷

اصحاب نے کہا کہ بجا لائیں کیا ہم
پر تو بھی جانتا ہے کہ پانی نہیں بہم
کیا آرزو ہے کہہ تجھے شبیر کی قسم
وہ بولا کوئی دم کا ہے مہمان میرا دم
ہاتھوں پہ اپنے رکھ لو تن پاش پاش کو
خیمے کے گرد لیکے پھرو میری لاش کو

۱۷۸

کہنے لگے حسینؑ کے اصحاب نامدار
ہم سب ترے نثار تو شہ پر ہوا نثار
خیمے کے گرد پھرنے کا تو ہے امیدوار
اور تیرے آس پاس فرشتے ہیں اشکبار
آئی ندا کہ حر کو اٹھا لاؤ تم
لاشے کے گرد پھرتی ہے سر ننگے فاطمہؑ

۱۷۹

سب رو کے بولے ہم تو ہیں حاضر ابھی مگر
کچھ شفقت حرم کی نہیں ہے تجھے خبر
لاشا ترا جو گرد پھریگا ادھر اُدھر
بیبیاں خیام سے نکلیں گی ننگے سر
آئی ندا کہ تجھ پہ یہ کیونکر نہ سر کھلے
پھرتی ہیں حوریں لاش کے گرد سر کھلے

۱۸۰

پہونچے جو در پہ لاش لئے شاہ دیں پناہ
زینبؑ نے ہائے حرؑ کہا بس کرتی نگاہ
مہماں کو لیکے بیٹھ گئے رو بقبلہ شاہ
پھیلا کے پاؤں رکھ دئے پہلو میں آہ آہ
حرؑ کے شرف حسینؑ کی الفت سے بڑھ گئے
زانو پہ سر دھرے ہوئے یٰسین پڑھ گئے

۱۸۱

آنسو ہر ایک شخص کے بہ ہو لا سکے تھے رواں
پیٹا جبیں حُر نے کی آہ کی ناگہاں
آنکھوں کو حُر نے کھول لیا اور کی فغاں
اے وائے بیکسی مری اے شاہ بیکساں
اعدا سے جنگ کی نہ بہم مری موت ہوگئی
دشمن ہے ماں وہ کاہے کو لاشے پہ روئیگی

۱۸۲

میں جاں بلب ہوں طعنۂ اعدا سے چھٹ گیا
پر نام ہم سے قیس و کمیل کا ہے بڑا
آقا غلام کو علی اکبر سے دو صلا
اور اپنے بھی غلاموں کو بلوا لو ایک جا
الزام کی جگہ نہ رہے اہل شام کو
روئیں غلام آپ کے سب اس غلام کو

۱۸۳

شہ بولے بس کڑھاؤ نہ مرے دل کو اب تو تم
کیا تیرے رونے کو بی بی فاطمہ ہیں کم
ماتم کی صف بچھائیں گے تیرے لئے حرم
جسکو نہ رونے پائیں گے بھائی وہ ہم ہیں ہم
شیعہ علی کے تیرے عزادار ہوئیں گے
اے حُر جو تجھکو روئیں گے وہ مجھکو روئیں گے

۱۸۴

تو اپنے دہنے ہاتھ کی جانب تو کر نظر
بولا وہ دیکھتے ہی کہ اے شاہ بحر و بر
اک بی بی تین مرد ہیں استادہ ننگے سر
شہ نے کہا سلام مرا سب سے عرض کر
چاروں بزرگ ہیں یہ ہمارے گھرانے کے
یہ تیرے رونے والے ہیں سارے گھرانے کے

١٨٥

یہ کہتے تھے کہ دیکھتے کیا ہیں شہ زمن
حر کے گلے سے خون کا دریا ہے موجزن
مولا سے رو کے بنت علی نے کیا سخن
کھولو تبرکات کا صندوق اے بہن
مہماں ہے مرے شیعۂ آل فاطمہ
زخم گلو پہ باندھو لگا رومال فاطمہ

١٨٦

رومال فاطمہ کا جو لائی وہ دل حزیں
شہ نے لپیٹا حلق پہ مہمان کے وہیں
حر نے نگاہ یاس سے کی سوئے شاہ دیں
لطف و کرم پہ ہو گیا صدقے وہ خوش یقیں
لاشے حرم میں لائے شہ کا جان کے
کھولے سر اپنے سوگ میں اس میہمان کے

١٨٧

رونے کی جا ہے اور یہ ہے پیٹنے کی جا
مہمان کا یہ حق ہے یہ خاطر ہے مرتبا
پہلا وہ ذبح جب ہوا مہمان کربلا
واں آکے قید ہو کے بہن شہ کی جا بجا
نوحہ گری وہ دل افگار لاش پر
رونے دیا نہ شمر نے اک بار لاش پر

١٨٨

کل سے لاش حر کو تو اس طرح کا نباہ
پامال شہ کی لاش ہوئی وا محمداہ
رومال فاطمہ تو بندھا حلق حر پہ آہ
اور لے گئے حسین کی پوشاک و کلاہ
سر حر کا اور کٹا سر شہ مشرقین کا
صد حیف تھا بہ نوک سناں سر حسین کا

بس اے دبیر ذرے سے ہیں یہ تیغ تیزی
کی ختم ذوالجلال نے تجھ پر سخنوری
اس نظم سے تجلّی ہے پہ سعدیؔ پہ انوری
ہر مصرع بلند ہے شمشیر حیدری
دل دشمنان دین کا دو نیم جس سے ہے
گویا زبان تیغ علی کی دہن میں ہے

تمت

۵۱۸۹

رباعی

رحمت کا تری امیدوار آیا ہوں
منہ ڈھانپے کفن سے شرمسار آیا ہوں
پہنچنے نہ دیا بار گنہ نے پیدل
تابوت میں کاندھوں پہ سوار آیا ہوں

رباعی

یارب جو وصف تجھے زیبندہ ہے
ہر تن ترے سجدہ میں سرافگندہ ہے
توحید کا کلمہ ہی پڑھتا ہے دبیر
جو تیرے سوا ہے وہ ترا بندہ ہے

رباعی

پروانے کو دھن شمع کو لو تیری ہے
عالم میں ہر اک کو تک و دو تیری ہے
مصباح و نجوم و آفتاب و مہتاب
جس نور کو دیکھتا ہوں ضو تیری ہے

مرثیہ سوم

پرچم ہے کس علم کا شعاع آفتاب کی
پانی ہے کس پھریرے سے ہمت سحاب کی
پنجہ نشان ہے نشان رسالت مآب کی
چوب علم کلید ہے جنت کے باب کی
نقشہ علم کے بیچ مین اللہ کا ملا
بندون کو اس نشان سے نشان خدا ملا

۲

یہ جاہ و شان ثریا جناب ہے
فوج حسینؑ ان کے ظفر ہم رکاب ہے
مشرق سے وان علم آفتاب ہے
یان نور کا نشان علم بوتراب ہے
روشن علم سے آئینہ مشرقین ہے
مشرق مین شمس عکس نشان حسینؑ ہے

۳

طوبیٰ کی شاخ چشمۂ قدرت سے نکی قلم
اور نور تجلی طور بھرا اُس مین یک قلم
کی صاد و نون کی راستی قول اُسمین ضم
بے پردہ پھریرے سے عقدہ نبی پہ کشش علم
جب باندھ کے پھریرے کو بیدار علم کیا
صانع نے پردے مین پیدا علم کیا

۴

دامن ہے کبریا کا سراپردۂ جلال
ماہی مراتب اس سے ہے شاہون کا پائمال
پھیلا ہوا ہے شیر پھریرے کا بے جدال
شیر فلک کو دیکھ کے ہوتا ہے لال لال
روباہ شام کانپتے ہین اسکی شان سے
بو آ رہی ہے شیر خدا کی نشان سے

۴۵

[illegible]

۴۶

[illegible]

۴۷

[illegible]

۴۸

[illegible]

۹

کی عرض قدسیوں نے کہ صد تہنیت یا ودود
ہم بھی ترے نبی پہ سدا پڑھتے ہیں درود
بہتر ہے جو ہو مصلحت واجب الوجود
فوج محمدی کی ہمیشہ رہے نمود
ہے فی الذکر رتبۂ طوبیٰ بلند ہے
ہم کو اسی کی شاخ کا رایت پسند ہے

۱۰

قدسی یہ سنکے جانبِ طوبیٰ ہوئے ہوا
حکمِ خدا و شوقِ پیمبر کیا ادا
طوبا نے جھوم جھوم کے طوبیٰ لکم کہا
شاخیں جو تھیں لگی ہوئی جھکیں وہ جا بجا
ہر شاخ چاہتی تھی کہ میں سرفراز ہوں
ہو کر علم نشان رسولِ حجاز ہوں

۱۱

طوبیٰ نے بھی زبانِ ادب سے کیا خطاب
جو حکمِ ذوالمنن ہے بجا لاؤ تم شتاب
پیوند نخلِ دیں سے میں ہوتا ہوں باریاب
اک شاخ کی جدائی میں لیتے ہیں دو ثواب
حکمِ خدا جدا ہے نبی کی خوشی جدا
اچھی سی اچھی شاخ مری ہو ابھی جدا

نسخہ مجھے اے باغ حکمِ خدا سے وہ با خدا

۱۲

کاٹی جو شاخ سبز فرشتوں نے ایکبار
اور ان سبز پوش ہوئیں چار آشکار
اک اک علم سے چار علمداروں کے دوچار
قد بار غم سے خم صفتِ شاخ میوہ دار
دو بولیں ہم ہیں حمزہ و جعفر کے واسطے
اک نے کہا میں زید دلاور کے واسطے

۲۱۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۷

حمزہؑ کے سر پہ سایہ فگن یہ ہما رہا
پھر دستِ بوالحسن بازوئے خیبر کشا رہا
بعد اسکے دوشِ زینبؑ پہ جلوہ نما رہا
جعفرؑ کے شانے پر یہ نشان فتح کا رہا
کیا کیا جوان نبیؐ کے گرانے سے اٹھ گئے
اسکے اٹھانیوالے زمانے سے اٹھ گئے

۱۸

اب دیکھئے کسے یہ حسینؑ علم دے
کس خوش نصیب کو یہ ابرِ کرم دے
پہلو دیں میں قبالۂ باغِ ارم دے
کسکو فروغِ بخششِ امت قلم دے
کہتا یہ حق ہے معرکۂ کارزار میں
اک پاؤں سے کھڑا ہے علم انتظار میں

۱۹

کیا شان ہے علم کی عجب عز و جاہ ہے
پنجہ چمک میں غیرتِ خورشید و ماہ ہے
جائے زمیں فلک پہ تو سیدھی یہ راہ ہے
یہ راستی شرعِ نبیؐ کا گواہ ہے
شمشاد اس نشان سے کیا سامنا کرے
سایہ ہوا ہے سرو کو اپنی دعا کرے

۲۰

فوجِ خدا میں سبھی ہیں طلبگار جا بجا
سرگوشیاں ہیں گوشوں میں ہر بار جا بجا
یوسف ہے ایک اور خریدار جا بجا
مشتاق ہیں عزیز اور انصار جا بجا
اک عہدۂ جلیل ہے سب مشرقین میں
دیکھیں کسے نصیب ہو عہدِ حسینؑ میں

۲۱

الفت کے جو چمن میں جو علم یاں لہک گیا
واں وارث علم کا بھی شانہ پھڑک گیا
یاں شکل آفتاب وہ پنجہ چمک گیا
واں شعلۂ اشتیاق کا دل میں بھڑک گیا
پائیگا اس نشان کی کب چھاؤں دو گھڑی
حامل کے پاس آئے جو پھر پاؤں دو گھڑی

۲۲

ہرچند سب پہ شاق ہے امید و انتظار
پر تابع رضائے حسینی ہیں جاں نثار
زینب کے یادگار علم کے ہیں ورثہ دار
لیکن یہ کہتا ہے چھوٹے سے بار بار
بھائی علم کو آ کے اٹھا کر نہ دیکھیو
حضرت کو اور علم کو برابر نہ دیکھیو

۲۳

اولاد پر سوال علم کا جو ہے گماں
در پر کھڑی ہوئی ہیں پس پردہ بیبیاں
بانو یہ کہتی ہے مری [illegible] نشاں
قابل ہے اور عمر میں اکبر جواں
غیر از توکل اور دعا کے نہیں سخن
رہتے ہیں چپ کہ مجھ سے علم مانگتے نہیں

۲۴

فضہ کو حکم دی ہے زینب کہ [illegible] جا
طالب کہیں علم کے نہ ہوں میرے دلربا
دادا ہے جعفر ان کا تو نانا ہے مرتضیٰ
کہیو سنا حسین کی منصب سے ہے جدا
آقا کے جو شرف ہیں وہ معلوم ہیں تمہیں
مانگا علم تو دودھ نہ بخشوں گی میں تمہیں

۳۵

کس دن کے واسطے طلب راہِ ظفر کر
واری بہت جو سکے گا جواب تو دوپہر
یہ دوپہر رولائے گی زینبؑ کو عمر بھر
دنیا سے آن فوج حسینی کا ہے سفر
گھر سے نہیں حسینؑ کے صدقے کو لائی ہوں
میں بے نشان ہونے کو یثرب سے آئی ہوں

۳۶

ناگہہ وہاں حسینؑ کا جاسوس معتبر
آیا عمر کا نظم و نسق دیکھ کر ادھر
عباسؑ کی طرف کو مڑے شاہِ بحر و بر
فرمایا سن لو اس سے کہ لایا ہے کیا خبر
ہر ہوشیار خیمۂ عفت قریب ہے
پردہ رہے کہ پیچھے زینبؑ غریب ہے

۳۷

ڈرتی ہے کہ چاک بنت علیؑ کا جگر نہ ہو
غصے میں آ کے زیر فلک تنگ سر نہ ہو
بھائی کی جبر کی بہن کو خبر نہ ہو
وحشت نجف میں شیر خدا کو مگر نہ ہو
مجھ سے بہن کی آس ابھی ٹوٹ جائے گی
مجھکو نہ روئے گی وہ جی کو رلائے گی

۳۸

عباسؑ لائے گوشہ میں اوسکو بقاعدہ
فرمایا کہہ کیا ہے وہاں کیا مشاہدہ
کی عرض ہے نیا یہ لڑائی کا قاعدہ
اونیس لاکھ جمع ہوئے ہیں بلا عدہ
سر و تن کو خوب ضیافت کھلائینگے
اونیس لاکھ تیغوں کا پانی پلائینگے

۵۲۹

دنیا میں ہیں جو نام برآوردہ اہل شر
لیتے ہیں عہد دیتا ہے عہدے اُنھیں عمر
منظور ہے نبی کے ولیعہد کا ضرر
قتل حسینؑ قید حرم ضبط مال و زر
کیا راہ سے بڑھے ہے رتبے کیلئے شاہ سے پھرا
ایمان سے رسولؐ سے اللہ سے پھرا

۵۳۰

گھاٹوں کا نظم ہے جو یقیں زبوں صفات
رنج و دریغ پیشہ ہے داروغۂ فرات
پیاسوں کو قحط آب ہے اللہ سے نجات
کہتا ہے پہرے والوں سے مردودِ عمر صفات
ہاں نہر فوج شوم ان اطا اطائی ہیں
پیاسوں سے خون کی نہر بہانا ترائی میں

۵۳۱

اب دیکھیے مرقعِ ترتیبِ فوجِ شام
فرماں روائے میمنہ ہے شمرِ زشت فام
ہے میسرہ پہ وارثِ حجّاج کا مقام
لیکن دُرید نام عمر کا جو ہے غلام
گردوں پہ اب دماغ ہے اُس کجکلاہ کا
اُسکو علم دیا ہے عمر نے سپاہ کا

۵۳۲

ہاں ابتک نشان بھی علمدار کا نہیں
افسوس کچھ درستی فوج خدا نہیں
ساعت بھی کوئی جنگ کی ٹھہری ہوئی نہیں
فرمایا اختیار بشر میں قضا نہیں
بھائی کہ ہے سفرِ مرگ آج ہے
ساعت کے دیکھنے کی نہیں احتیاج ہے

٣٤٣

[illegible]

٣٤٤

[illegible]

٣٤٥

[illegible]

٣٤٦

[illegible]

مطلع

سن تیغ [illegible] خیال
الماس [illegible] اقبال
شمشیر [illegible] سوال
[illegible] ادبار
[illegible] عیال
[illegible]

مطلع

[illegible] بنایا
[illegible] کیا
[illegible] گیا
[illegible] لیا
[illegible] گئیں
[illegible] بنیں

مطلع

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مطلع

انسان کو کیا [illegible] متصل
[illegible]
[illegible] اداسی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] نام مبارک [illegible]

٢٢١

ناطق ہوا یہ مصحف ناطق ادھر ادھر
شان نزول مصحف زہراؑ کی دون خبر
روتی تھی جب نبیؐ کو نہایت وہ بے پدر
کہتا تھا جبرئیلؑ سے خلاق بحر و بر
جاؤ یتیم خیر ورا کو قرار دو
ہلتا ہے عرش عرش خدا کو قرار دو

٢٢٢

یہ علم ذو الجلال جو پاتے تھے جبرئیلؑ
ارض و سما کے بیچ میں آتے تھے جبرئیلؑ
افسانۂ عجیب سناتے تھے جبرئیلؑ
خیر النساءؑ کو ہوش میں لاتے تھے جبرئیلؑ
جو ذکر جبرئیلؑ خردمند کرتے تھے
بابا وہ حرف حرف قلمبند کرتے تھے

٢٢٣

مولا علیؑ جو مصحف خاتون دوسرا
یعنی علم کے واسطے حکم خدا ہے کیا
نکلا سکر پہ قصۂ عاشور کربلا
لکھے ہیں یہ زبانیِ جبرئیلؑ مرتضیٰ
فوج خدا کی زیب ہے سالاری حسینؑ
عباسؑ پر ہے ختم علمداری حسینؑ

٢٢٤

بڑھا کے ہاتھ ہیں لیے علم شاہ امم
عباسؑ کی طرف کو بڑھے خود کئی قدم
فرمایا تم کو شرم تھی سو آپ آئے ہم
لو بھائی تو خدا نے تمہین کو دیا علم
حمزہؑ کی ارث پائی ہمین نذر دیجیے
ہاتھوں پہ رکھ کے سر وہ پکارے کہ لیجیے

۴۵

چھاتی سے سر لگا کے دعا دی امامؑ نے
بخشا علم نشانِ رسولِ انامؐ نے
تسلیم کی حضور کو اس نیک نام نے
لے لیکے نذر پیش کی آ کے سامنے
سیدھی جو چوب بازوئے شاہِ امم نے کی
خیمہ میں یاں علم کی زیارت حرمؑ نے کی

۴۶

پہلا تو زرہ کے عونؑ و محمدؑ کا تھا علم
اک گوشے میں کھڑے تھے سخی کے گرد و حشم
تھی فکر یہ کہ فدیہ اول ہوئے نہ ہم
ہوتے ہیں پہلے فوج کے سب جانِ علم
بیعت نصیب حضرت عباسؑ ہو گئی
تھی آس پہلے مرنے کی اب یاس ہو گئی

۴۷

جاسوس نے عمر سے کہا جو دیکھا یہ ماجرا
جا کر کہا عمر سے عدو نے جو کچھ سنا
بولا وہ کیا۔ کہا۔ کہ مبارک کرے خدا
واں تو علم سپاہِ حسینیؑ میں بڑھ گیا
منصب جو اپنے جد کا نہ پایا خطاب نے
جعفرؑ کے پوتے فوجِ خدا سے جدا ہوئے

۴۸

پرچم کھلا ہے زیب میں یہ سیفِ خدا سے ہیں
عباسؑ ہیں علیؑ کے خلف یہ نوا سے ہیں
لبریز دل حمیت و مہر و وفا سے ہیں
معلوم سب کے ساتھ یہ بچے بھی پیاسے ہیں
اب ہو گیا یقین ظفریاب ہم ہوئے
شیرِ خدا کے بیٹے سے دو شیر کم ہوئے

۹۴۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۵۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۵۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۵۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۵۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۵۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۵۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۵۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵۴

حیران ہیں سب کہ یہ کیا اس نے پایا
ہر گونہ کمال علم مصطفیٰ [illegible]
منصب نہ تھا [illegible] ان کا [illegible]
[illegible] ان کے [illegible] کیا
[illegible] جب [illegible] عطا کیا
[illegible] دنیا [illegible] کیا

۴۵۵

[illegible] علم [illegible] قبول ان کو کیا
[illegible] علم [illegible] قبول ان کو کیا
[illegible] کیا
[illegible] کیا
[illegible]
[illegible]

۴۵۶

[illegible]
[illegible] ان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵۷

[illegible] مال و زر [illegible] اور کیا
[illegible] اور کیا
[illegible] اور کیا
[illegible] اور کیا
[illegible] ایمان الٰہی [illegible]
[illegible]

۶۱

ہر قوم و ہر دیار کے یاں بھی ہیں بےگناہ
رن کی بساط تیغ کا دم دو ہی سپاہ
درپیش نہیں گر ایمن حشر آگاہ
فرمایئے جو آپ قدم رنجہ واہ واہ
جب یاں بھی کہیں کہ جگر تم نے کیے ہیں
چماؤں میں ادھر بھی نواسے علیؑ کے ہیں

۶۲

سرتاج تشنگاں کا جو سر کاٹ لائینگے
دو مسندوں پہ ہم کو برابر بٹھائیں گے
سجادؑ ننگے پاؤں سوئے شام جائیں گے
زنداں میں ہو رہا بھی نہ سونے پائینگے
[illegible] بھی اُس اسیر کی
قسمت بڑھے گی ان جناب امیرؑ کی

۶۳

یہ سن کے آپ میں نہ محمدؑ رہے نہ عونؑ
وہ عرش کا [illegible] و بالا ہوئے دو کون
غصے سے سرخ ہو گیا یاقوت رخ کا لون
شیر خدا کے شیر جو بپھریں سنبھالے کون
تن تن کے [illegible] ڈھالیں سنبھالی ہیں
آدھی چھریاں کمر سے نکالی ہیں

۶۴

اللہ رے پاس عزت شہنشاہ انبیا
چھوٹے سے نوجواں تیش میں ہیں یہ عونؑ سے کہا
یہ پیچھے ہٹے فوج کا اسکو زوال کیا
بولا وہ یاد کیجئے مسلمؑ کا ماجرا
کیا اپنے بھی حسینؑ کا بے وطن نہ تھا
تشہیر لاش ہوئی تھی غسل و کفن نہ تھا

٦٦٥

چلایا شمر تو ابھی مسلم کا خون بہا
حاکم ہے سر بھی لاش بھی وفاداریکا
کہتا ہوں پھر قصور معاف آگے جو ہوا
اب بھی سمجھئے دیکھئے اپنا برا بھلا
ماتھے پہ باندھ لیجئے دو ہم اتو باپ کو
ورنہ تو کہہ کے لاش پہ ماں روئے آپ کو

٦٦٦

نعرہ کیا علی کے نواسوں نے یک بیک
بس بس زیادہ منہ سے نہ اب واہیات بک
چپ نابکار چپ سگ کی او بے ادب سگ کی
پھر سحر دیو یہ کہے اب کانپ اٹھے فلک
بہکا انہیں خدا کو جو پہچانتے نہ ہوں
عالم یہ اُن سے کہہ جو حق جانتے نہ ہوں

٦٦٧

او صبح کاذب افق شام تیرہ فام
آل جناب مخبر صادق سے یہ کلام
او غول وادی ستم و کفر اہل شام
دن کو چراغ لے کے چلانا ہے تیرا کام
ابلیس تو ازل ہی سے او تم فریب ہے
تو آدمی کی شکل میں عالم فریب ہے

٦٦٨

لایا ہے وہ علم بھی تو سرکار سے بڑا
سیدھی تو ہے یہ بات عقیدے میں بل پڑا
پیغمبری علم سے نہ وہ من علی لڑا
سدرہ ہے اسکے سامنے اک پاؤں سے کھڑا
رتبہ ترے نشانوں کا ایسا ہوا ابھی ہے
جعفر نے اور حمزہ نے انکو چھوا ابھی ہے

۷۶۹

اوجاگرِ شریعتِ پیغمبرِ انام
انصاف ہیں حسینؑ کے تجھ کو ہے کیا کلام
جن کا خدا خدا ہے حسینؑ اُن کے ہیں امام
شانِ امام یہ ہے کہ عادل ہو والسلام
منصف ہیں یہ کریم ہیں یہ مقتدا ہیں یہ
برحق وزیرِ اعظمِ ذاتِ خدا ہیں یہ

۷۷۰

کل روزِ حشر اُنکی عدالت کو دیکھنا
دشمن پہ قہر دوست پہ رحمت کو دیکھنا
تقسیم کرتے دوزخ و جنت کو دیکھنا
کیسے بخشواتے ہیں اُمت کو دیکھنا
کام ان کو صبر سے ہے کہ باقی جہاں رہے
انصاف اگر کریں تو نہ تیرا نشاں رہے

۷۷۱

ہمدوشِ حمزہؑ حیدرِ کرار تھے نہ تھے
روزِ احد نبیؐ کے علمدار تھے نہ تھے
عباسؑ اس علم کے سزاوار تھے نہ تھے
شاہِ نجف کو یہ دُرِ شہوار تھے نہ تھے
توبہ جدا ہم اسمِ امامؑ ہدا ہے یوں
بیٹے کے ہوتے نانا کے وارث نواسے یوں

۷۷۲

اس بار کے اُٹھانے کو طاقت بھی چاہیے
طاقت بجز حسن لیاقت بھی چاہیے
عادل کو اس علم سے رفاقت بھی چاہیے
دل کو وفا زباں کو صداقت بھی چاہیے
ایسا ہے منتظم کوئی تیرے قیاس میں
لاکھوں سے جو لڑائے بہتّر کو پاس میں

۹۴۳

یہ عالم اور وہ عالم ہیں ایک سا [illegible] بیاں کیا
[illegible] حال کیا
یہ [illegible] کیا
[illegible] کیا
[illegible] بتا
[illegible] بتا

۹۴۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۴۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۴۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۷۷

ہر فرد شوق نامۂ ہستی ہے یک قلم
پیک اجل پکارتا ہے نامہ بر ہیں ہم
مرتا ہے جیتے جی پریشاں ٹھیک ہیں رقم
پہونچے مقام گور سے یہ خط سوے عدم
گل ایک ہفتہ باغ میں گل میہمان ہے
سبزہ گل بہار کی رخصت کا پان ہے

۵۷۸

انبار سیم و زر کے جو اہل درم لگائیں
جھوٹے سے ہم نہ ہاتھ عطا کی قسم لگائیں
آنکھوں میں شہ کا سرمۂ خاک قدم لگائیں
پارس سے بھی پہاڑ کو ٹھوکر نہ ہم لگائیں
سب نے زباں سے آب وعظ کا مزا لیا
ہم نے فقط زباں سے نام خدا لیا

۵۷۹

ارشاد ذوالمنن سے اگر ہو امتحاں
پیدا ہوں سو ہزار زمیں لاکھ آسماں
اور ایسے لاکھ شہر بسیں اوسکے درمیاں
دولت بھی جاوداں ہو حکومت بھی جاوداں
پیچھا سلطنت کے نہ زنہار نام لیں
ہم دونوں ایک دامن پیغمبر تھام لیں

۵۸۰

دیکھے نہ وہ سکے چشم سخن ساز سے ہم سخن شکن
گوش ہم سے بھی نہ سنے ہم سے تیغ زن
پالے کبھی نہ خود سے کبھی ہم سے تیغ زن
یہ کوئی اگر کسی میں جو کچھ بولتا ہو زن
اقبال سے حسین علیہ السلام کے
ایسے ہزاروں تیغ قلمی ہیں روم و شام کے

۵۸۱

عباسؑ ابنِ شیرِ حق ہے مرحبا
ماموں ہمارے صلِّ علیٰ مرحبا
رایت کشِ شہِ ذی حشم مرحبا
سایہ ہے جن کا بالِ ہما مرحبا
سر دو تن تمام زمانے میں یکتا ہیں
عباسؑ اُن چُنے ہوئے نیکوں میں یکتا ہیں

۵۸۲

ان کو علم ملا تو ہمیں کو ملا علم
خاطر ہماری ایسی ہے اُن سے ہمیں جو ہم
اوسنے کو بخشدیں علم خسروِ امم
پر ہم تو خوش ہیں ایک شرف دو ہوئے بہم
سردار ایک ماموں علمدار دوسرا
ہم سا بھی ہے جہاں میں تو دادا دوسرا

۵۸۳

عونؑ عطا ہے فرش میاگر حسینؑ
ہم آنکھیں ہیں عزیزوں کی سوئے حسینؑ
افلاک ہیں محافظِ دفترِ حسینؑ
ہم کیا بڑے بڑے ہیں نمک پرورِ حسینؑ
حق نے ہماری نانی کو جب کہ جدا کیا
آب و نمک جہیز میں بالکل عطا کیا

۵۸۴

قدرت یہی ہے کہ غیب کے اسرار دیکھ لیں
اپنے محل سے خلد کا گلزار دیکھ لیں
چھپے نبی کی یہ اندھیرے میں رفتار دیکھ لیں
آنکھوں میں بعض مردمِ بیمار دیکھ لیں
قدرت ہے سب طرح کے سفید و سیاہ کی
لیکن نہ ہے نہ ہوئے گی قدرت گناہ کی

۵۸۵

قاتل کو جام دیتے ہیں تعویذ کے عوض
بہتے ہیں یہ خدا کی عبادت میں بے غرض
جوہر ہے لعل فاطمہ زہرا کا سب عرض
یہ شفا ہیں سب عوام یہ درماں ہیں کل مرض
سب سایہ ہیں یہ جان نبی بیگمان ہے
سایہ نہ جان میں ہے نہ سایہ میں جان ہے

۵۸۶

ہم گھر میں جن کے بیچ نہاں ہے اچھا بھی ہے
یہ نام کا ڈر ہے دل میں کہ خوف خدا بھی ہے
جب شہ سے ہم جدا ہوں تو آب غذا بھی ہے
ورنہ گلے پہ تیغ ہے سر پر بلا بھی ہے
ساغر پلا کے درد عطش لا علاج ہے
پیاسا بہت ہمارا ولی نعمت آج ہے

۵۸۷

حافظ خدا ہے اماں کے پردے کا آ گیا
شب کو اسی ہراس میں تھی آل مصطفےٰ
اماں نے ہاتھ جوڑ کے ماموں سے یہ کہا
امت پہ جان صدقے ہے کیا جرم ہے ذرا
شیعوں کے رنج حشر میں جنت کا در کھلے
پردہ نہ اٹھا تاش امام سب کا سر کھلے

۵۸۸

ناگاہ بارگاہ حسینی ہلی تمام
دیکھا کہ خاص خیمہ میں برپا ہے حشر عام
فضہ پکاری عونؑ و محمدؑ کا لیکے نام
دوڑو خورزادو میری خورزادی ہوئی تمام
غیرت کی کلفت دل سے نہ اٹھی گذر گئیں
ایسے پسینے شرم سے آئے کہ مر گئیں

٩٨٩

تلوار سے مارا تو یوں مارا بے خطا
اب ہاتھ جوڑ جوڑ کے یہ کہہ رہا ہے کیا
تم نے طلب کیا کہ خود آیا یہ بے حیا
مطلب غرض مراد سبب وجہ مدعا
کاٹو زباں کہ پھر نہ کبھی ہم کلام ہو
اک پیچ لگا کہ قصہ تمام ہو

٩٩٠

ہم ایک ہو تمہاری بلا جانے کر و فند
یہ تم اپنے نام کا ہے ایک خود پسند
حضرت کے چاو پیار سے تم ہو جو بہرہ مند
منظور ہے کہ پست ہو وہ رتبہ بلند
سو یہ بخیر ربط یہاں جا نہیں ہیں
ایسے نہ تم ہو اور نہ ایسے حسینؑ ہیں

٩٩١

لائق کا بھی زباں پہ سخن لایا ہوئے گا
باغی نے باغ سبز بھی دکھلایا ہوئیگا
کچھ سمجھ کے دونوں کو بہکایا ہوئے گا
لیکن جواب سن کے مزہ پایا ہوئے گا
اتنا نہ سمجھا رشتہ ہے شاہ حسینؑ سے
زینبؑ کا دودھ پیتے پھرے ہیں حسینؑ سے

٩٩٢

نزدیک تھا کہ دونوں کا دل آب آب ہو
بولے بس اب کوئی نہ سوال و جواب ہو
او شمر جا نشانۂ تیر عذاب ہو
دنیا خراب ہو تری عقبیٰ خراب ہو
کیا جانے کیا حضور نے جانا غضب ہوا
ماں سے سن لیا تو آیا غضب ہوا

لت ستہاب

۵۹۳

تیروں سے ڈر کے بھاگ گیا شمرِ بدسگال
جس طرح چوٹ کھا کے بھرے چوکڑی غزال
راہی حرم سرا کو اُٹھے یہ نیک خصال
کچھ غصہ کچھ حجاب کچھ افسوس کچھ ملال
پیچھے میں شرم سو قدم آگے بڑھی ہوئی
منہ اُترا اُترا غصے سے تیوری چڑھی ہوئی

۵۹۴

کلثومؑ یاں کھڑی تھیں پسِ پردہ بیقرار
اُن سے کہا دلیروں نے نادم ہو کے بیقرار
یوں تو ہر ایک وقت میں بندے تھے وفادار
پر اس گھڑی قصور نہیں اپنا زینہار
اماں کے دل میں شک جو پڑا ہے نکال دو
دونوں کو اُن کے پاؤں پہ لیجا کے ڈال دو

۵۹۵

دوڑیں وفورِ طیش سے خود زینبؑ حزیں
فرمایا میں تو آنے کو تھی تم نہ گئے مر وہیں
کیا مشورہ تھا تم سے وہ بولے کچھ نہیں
فرمایا خوب لوگوں میں چرچا ہی کچھ نہیں
شمرِ لعیں نے صلح جو ٹھہرائی ہوئے گی
مرضی تمھاری تھوڑی بہت پائی ہوئے گی

۵۹۶

ماموں سے اپنے پوچھ لیا تھا جواب دو
زینبؑ نے تم کو اذن دیا تھا جواب دو
اکبرؑ سے اسکا ذکر کیا تھا جواب دو
اس دن کو میرا دودھ پیا تھا جواب دو
اب سوچ ہے نجات جو دنیا سے پاؤں گی
جنت میں فاطمہؑ کو میں کیا منھ دکھاؤں گی

۹۷

ہے ہے تجھے تو اور یہ وسواس اب ہوا
شاید علم نہ لانے کا تم کو تعجب ہوا
عباسؑ کو ملا جو علم کیا غضب ہوا
گزرا جو ناگوار خلاف ادب ہوا
آئے کوئی بلا نہ پدر کی کمائی پر
قرباں ہوں دونوں تم سے عباس سا بھائی پر

ن صدقے ہوئے تھے تم سے عباس سا بھائی پر

۹۸

قدرت خدا کی اپنے بزرگوں سے آن بان
تم کو بھی اب ہوئی یہ لیاقت خدا کی شان
منھ پر حضور کہتے ہو اور چھوٹے منھ بیان
اور پیٹھ پیچھے ہائے غضب ہمسری کا دھیان
دونوں جہاں میں مورد الزام کر دیا
تم نے ہمارے دودھ کو بدنام کر دیا

ن منھ پر کبھی حضور کبھی چھوٹا سا ہوں بیان

۹۹

قبلہ کو ہاتھ اٹھا کے پکارے وہ مہ لقا
اماں برب کعبہ کہ خادم ہیں بے خطا
سن لیجئے ہماری تو پھر ہو جیے خفا
جن کو حضور پائیں گی وہ ہوں گے بیوفا
چاروں طرف ہو مالک اقدس سے پھریں
ہم دونوں بھائی حضرت شبیر سے پھریں

۱۰۰

قرآں پہ ہاتھ رکھنے کو موجود ہیں غلام
قرآں ہمارا کیا ہے سر اقدس امامؑ
اکبرؑ سے پوچھ لیجئے والا فلک مقام
کھل جائے جھوٹ سچ کی حقیقت ابھی تمام
خدمت علم کی ہیبت شہ نے جو پائی تھی
پہلے ہوا کو نہ ذرا ہم نے دکھائی تھی

۱۰۱

منہ سوکھتا ہے کہتے ہوئے چھوٹے ماموجان
غربت میں آپکی جان کو اللہ کی امان
ہم خاک پا ہیں اُن سے بھلا ہمسری کا دھیان
اُن سے نہ ضد نہ بحث نہ حجت نہ آن بان
وہ باپ کی جگہ ہیں بجائے امام ہیں
وہ نائب حسینؑ ہم اُن کے غلام ہیں

۱۰۲

شمرِ زباں دراز پہ تھا خفت آر کیا
پھر یاوہی نہ بس کہ بکانا بکار کیا
کاذب کے قول و فعل کا ہے اعتبار کیا
ہم تو وہی ہیں آپ کو پھر انتظار کیا
ایسے دئے جواب کہ نقشہ بگڑ گیا
چپکا زمیں میں صورتِ قاروں وہ گڑ گیا

۱۰۳

زینب پکاری میں تو ہوئی اب میں سرنگوں
ہے ہے ہر ایک رنج سے یہ رنج ہے فزوں
اک تیغ سے بہایا گیا پنجتن کا خوں
سر کھولوں شیرِ حق کو پکاروں دہائی دوں
الفت جو تھی حسینؑ علیہ الصلوات کی
کیوں تم نے میرے بھائی کے قاتل سے بات کی

۱۰۴

وہ بولے ہاں سکوت کی لائے نہ تاب ہم
کس منھ سے جاتے پیش رسالتمآب ہم
سنتے حقارتِ شہِ عالی جناب ہم
حضرت کا دودھ پی کے نہ دیتے جواب ہم
زینب پکاری پھر کوئی شاہد کوئی گواہ
مڑ کر نجف کو بولے کہ نانا علیؑ گواہ

[illegible]

ن خاص حضرت رب العلا ہیں
جانانِ جانِ قالبِ خیر الورا ہیں
شیرانِ شیر بادیۂ قل کفا ہیں
مردانِ مرد معرکۂ لافتا ہیں
مردودِ کفر کے لیے قہر الہ ہیں
نوشیروانِ عدل کے پشت و پناہ ہیں

[illegible]

دم ہو دعاؤں کا ہے جو شش کمر
صد پارہ عضو عون ہوئے وقت داروگیر
بازو جو اُس دلیر کا ہے جوشنِ صغیر
اُس کے لیے ہیں زیر و زبر زخم تیغ و تیر
حفظِ امام کے لیے تیر و دل سے چھن گئے
جوشن سے چھپ کے زرہ شیر والا کی بن گئے

[illegible] مطلع

ن ہیں دو پر ایک صفدر کی کمر سے
زینب کے دو شوں کی یہ کامل نظیر ہے
اک لال بدر ہے ایک لال منیر ہے
ایک ایک جوشنِ شکمِ شیر دلیر ہے
جوشن ہیں وہ کہ بازوے دشمن کی زہ ہیں
جوشن ہے بازؤں سے کہ جوشن کی زیب ہیں

[illegible]

ادریہ سے کہ دونوں پہ ہوتی تھی نثار
پھر کچھ زبان سے نہ کہا دل کو آیا پیار
اے واہ ان شجاعوں کی باتیں ہیں یادگار
بچپن ہے یہ یہ ہمت کہ قرباں ہے بخت کار
کیا ہیں کہ ہے رہے ہیں کہ توقیر دیکھیے
اس عمر میں کلام کی تاثیر دیکھیے

۱۰۹

ان کی ثنا کریں گے بھلا کیا ہم و شما
روح القدس کا نعرہ ہے روحی فداکا
پرتو فگن ہما پہ جو ہو لے یہ ہمُا
زائل ہو عیب تیرگی سایۂ ہُما
نادِ علی زیادہ ہو تو ان کا نام لو
پھر جنگ میں زبان سے تیغوں کا کام لو

۱۱۰ مطلع

ہم جعفری کا گھر سے وداع بہار ہے
تیار اجل پہ اپنی ہر اک گلعذار ہے
زینب کو قطع نسل کا غم رو بکار ہے
فوجِ حسینؑ حُرّ کے لئے سوگوار ہے
بوسے گلوں کو تیغ کی لذت کا شوق ہے
بچپن کی موت زن کی شہادت کا شوق ہے

۱۱۱

ناگاہ محل میں غرق بہ خوں آئے شاہ دیں
بولی بہن تو بولے یہ میرا لہو نہیں
حُرّ نے بسا دی نقش سادات کی زمیں
لاش اس کی لائے گود میں الفت سے خود حسینؑ
زینب نے حُرّ کے سوگ میں فریاد و آہ کی
شرما کے نورِ چشموں پہ اپنے نگاہ کی

۱۱۲

جا کر گرے حسینؑ کے قدموں پہ دوڑ کر
پوچھا بہن سے شاہ نے کیوں ہے یہ چشم تر
مطلب ہے کیا جو میری خوشامد ہے اس قدر
بولیں کسی کے دل کی مجھے بھائی کیا خبر
پوچھو انہیں سے پاؤں پہ آنکھیں جو ملتے ہیں
میری صلاح و مشورہ پر کیا یہ چلتے ہیں

۱۱۳

شہ نے کہا سیدانیاں ہیں یہ نیک خو
ہے دوران گلو کے بیاں سے لگی ہو
فضہ ہماری آ کے شہ دیں سے روبرو
قربان جاؤں مصلحتاً ہے یہ گفتگو
دم بھر سکتی ہیں یہ انکا وہ دم انکا بھرتی ہیں
شکوہ نہیں حضور سفارش یہ کرتی ہیں

۱۱۴

عباسؑ کو علم جو کیا آپ نے عطا
چھپ چھپ کے اُس گھڑی سے ہیں دونوں یہ لقا
باہم نہ جانے شمر نے کیا جھوٹ سچ کہا
انکو تو کچھ حیا ہے خود اوروں کو کچھ گلا
عباسؑ کی طرح سے کرم ان پہ کیجیے
ان کو علم دیا ہے رضا ان کو دیجیے

۱۱۵

حضرت سے ملتجی ہوئی خود زینبؑ حزیں
کچھ حُرؑ کا حق ہے ہم پہ بھی فرمایا کیوں نہیں
محسن ہے میرے خرد و کلاں کا وہ خوش یقیں
اُس نے کہا کہ میرے بھی نزدیک ہی رہیں
پر اُس کی بیکسی پہ جگر پاش پاش ہے
تنہا تمھارے فدیۂ اول کی لاش ہے

۱۱۶

زینبؑ کا حُرؑ کی لاش پہ ساماں کوئی نہیں
قرآں خواں کوئی نہیں گریاں کوئی نہیں
ماتم میں اسکے چاک گریباں کوئی نہیں
جز گیسوئے بتولؑ پریشاں کوئی نہیں
شامل رضا جو آپکی تائید حق سے ہو
زینبؑ ادا کرے دل مولا کے حق سے ہو

۱۱۷

حضرت کے فرزندوں کو شہادت کا شوق ہے
جنگل میں سیرِ گلشنِ جنت کا شوق ہے
جاگے ہیں شب کو خوابِ فراغت کا شوق ہے
زینب کو حُر کی لاش پہ زینت کا شوق ہے
حُر کی طرح سے خون میں رنگیں لباس تھی
مہماں کی لاش بیچ میں یہ آس پاس تھی

۱۱۸

رادی نے فرمایا شہ دیں سے دمِ بے چیں
پھر کربلا میں کہنے لگی زینبِ حزیں
کہیے جو کہا تھا وہ ہے یاد یا نہیں
دیدہ کشا ہے خواب کی تعبیر کا یہ دن
لے یوسفِ علیؑ مری خاطر نشاں کرد
فرمایا شہ نے خواب پھر اپنا بیاں کرد

۱۱۹

بولیں یتیمِ کعبۂ اعظم سے جب امام
کیا دیکھتی ہوں خواب میں اے قبلۂ انام
اک دشت ہولناک میں لونڈی کا ہے مقام
ہیں ہاتھ میں دو خوشۂ انگورِ سبز فام
ناگاہ رنگ زرد ہوا ہوش اڑ گئے
دو دانے یا تو سبز تھے یا لال ہو گئے

۱۲۰

کہتے ہیں ان کا رنگ ہوا اور کیا کہوں
دونوں کے خون بہہ گئے جس طرح کیا کہوں
دیکھے جو خواب میں تم نے وہ کب کہوں
میں لٹ گئی اُجڑ گئی فی الفور کیا کہوں
جو رنج مجھ کو روزِ ازل سے نصیب ہیں
بھیّا تمھاری جان سے دور اب قریب ہیں

۱۲۱
بیاختہ تڑپ گئے دل کو پکڑ کے شاہ
چلائے آہ نیم جوانوں کی موت آہ
زینب پکاری ہیں تو ہوں راضی خدا گواہ
بولے حسین صبر کی توفیق دے الٰہ
اس خواب سے ہے غم کے سوا اور عیاں کیا
تعبیر تو عیاں ہے عیاں کا بیاں کیا

۱۲۲
انگور میوہ میوہ سے اولاد ہے مراد
دو بن یہ کربلا ہے بلا جس کی خانہ زاد
ہم یاں شہید ہوں گے حدیث نبی ہے یاد
وہ دونوں دانے ہیں ترے فرزند خوش نہاد
مرہم دل و جگر یہ خوش اقبال ہوویں گے
اپنے لہو میں لال ترے لال ہوویں گے

۱۲۳
کی عرض آشکار یہ تعبیر ہو گی کب
رو کر حسین بولے اسی روز یا اب
تسلیمیں کی بجا لائیں بانو بصد ادب
ماں نے کہا مراد دلی پائی شکر رب
تعبیر خواب شہ نے بتا دی رضا ہمیں
آواز دو پکار رہی ہے قضا ہمیں

۱۲۴
بولے حرم یہ صبر کے معنی ہیں آفریں
بہ نذر دو دلجاں کا دستور یہ نہیں
بھیجیں گی بارگاہ خدا میں انہیں ہمیں
آلودہ غبار ہیں گیسوئے عنبریں
قربانی خلیل سے واقف زمانہ ہے
یاں ذبح فاخرہ ہے پسر حق نشانہ ہے

۱۲۳۵ھ

ابن جمیل کی راہ حسن ادا میں ہو رہے فدا
پیش خدا سے دو شرف ان کو جدا جدا
یہ شہرہ احسن ہیں اور وہ ہیں حسن ادا
کیا کیا نہ دھوم ہوتی جو ہوتے یہ بد رضا
آخر کو ہزار صرف سے یہ سب اکبر ہوئے
پیدا ہوا جب ان دونوں نے خلعت و نام ہوئے

۱۲۳۶ھ

جب نام ہو وصال کا اور رخ میں دل جنی
پیارا ہزار جانا ہے تو تو بہ بھی نہیں
یہ کوہ گردہ لاؤں کا گل اور رخسار نازنیں
آئی نظر بہشت کی تزئین تو ہیں قریں
یہ گرد زلف دیکھ کے رونے کی فاطمہ
آج ان کو بلبل سے دھونے کی فاطمہ

۱۲۳۷ھ

اک گوشہ میں تھی وہ جاگزیں گوشہ نشیں کو سے
اور قیمتی جواہر و خلعت طلب کئے
لالا کے کمتیوں نے کنیزوں نے رکھ دئے
دو دو جگہ کا پردہ کھینچا جو سے کئے
آئی نظر بے کفنی پیرہن ہاروں میں
پچپن کی موت ہوئی ہماری دلہن ہی میں

۱۲۳۸ھ

غم میں نگاہ یار گئی تھی سرائی ہے
ظلمت کو روشناس کیا روشنائی ہے
بیگانہ ہم نے اپنی کدورت صفائی ہے
کم تھی نہ سینہ کا کہ قدر کی رسائی ہے
ہر سمت ظلمت ترجمہ پرا نظر پڑا
مردم کو عین سواد کا سورا نظر پڑا

۵ ۔ مصرع دوم اور مصرع چہارم کا [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] پہلے مصرع میں [illegible] بعض ساتھ اور چوتھے مصرع میں [illegible]

١٢٩

سرمہ تھا وہ نور سے کہ تعلیم کا سواد
ہالہ تھا ماہ چشم کا یا عین پر تھا صاد
تیغ نگہ کا رعب ہوا سرمہ سے زیاد
جس طرح سے تیغ دو پیکر کی خانہ زاد
مژگاں کی ہمتیں نہیں تیغیں چھپی ہوئیں
کھینچیں دو سرمہ دنبال وہ برابر ادا ہوئیں

١٣٠

پہنایا جامہ زیبوں کو اپنے لباس چنگ
پوشاک یوں بدن میں کھلی جیسے گل پہ رنگ
الفت سے خود لپٹ گئیں مثل قبا تنگ
سج گئیں جو ام خوش فرنگ بید رنگ
شرکت جو حسن باطن و ظاہر کی ہو گئی
دونوں سے لا کے زیب جواہر کی ہو گئی

١٣١

تھی کان میں وہ جوڑی کی بالیاں
گرد ہلال عقد ثریا تھا ضوفشاں
انگلی میں تھا یہ خاتم فیروزہ کا بیاں
فیروزہ آفتاب ہے زیر نگیں یہاں
انگلی کی ضو نہ ماہ میں نے مشتری میں ہے
روشن ہلال جلوہ انگشتری میں ہے

١٣٢

جو نکلے وہ بازوؤں پہ زبرجد کے آشکار
تھے نو جو نورتن اثر حسن سے بیشمار
زیب ہما کے لال شاہ نجف کے تھے رشتہ دار
در نجف کے ہار سے دونی ہوئی بہار
فتنے کا زور پشت کے بندھنے سے گھٹ گیا
خورشید کی کمر سے مہ نو لپٹ گیا

۲۲۳

[illegible] تمام
[illegible] تمام
[illegible] تمام
[illegible] تمام
[illegible]
[illegible]

۲۲۴

[illegible]
[illegible]
[illegible] سلطان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۲۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۲۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۷

سب جلوہ [illegible] ہے ترے نقش کی صنعت باز
[illegible] دراز
[illegible] دراز
[illegible] کار ساز
[illegible]
[illegible]

۱۲۸

[illegible] سوال
[illegible] حال
[illegible] حال
[illegible] حال
[illegible]
[illegible]

۱۲۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۳۰

[illegible]
[illegible] رسول
[illegible] اصول
[illegible] قبول
[illegible]
[illegible]

۱۳۱

تقدیر اُن کی موت مجھے ایسی راس لائے
آئی ہو میرے بھائی پہ جو اُن کے ساتھ جائے
بیٹھی ہے کے پیاروں پہ کوئی نہ آنچ آئے
اُجڑے ہوئے مدینہ کو پھر پھر بسائے
بچی سلامتی میں بلا سے پناہ ہو
اصغر کا مکتب اور علی اکبر کا بیاہ ہو

۱۳۲

ناگاہ بے فروغ ہوا مشرق خیام
زینب کے آفتاب چلے سوئے فوج شام
در پر ہوئی سواری آخر کی دھوم دھام
بھیجا قضا نے اسلحہ و اصطبل کو پیام
جانیں جو اُڑ کے خلد کو دو دو وہ سمند لا
تابوت غازیان شہادت پسند لا

۱۳۳

اصطبل سے برق صرصر رواں ہوئی
سیمرغ دوڑ اُٹھے کہ نگہ دو رواں ہوئی
دونوں جہاں سے ہو گئی برابر رواں ہوئی
رفرف ہوئے عرش میں فرفر رواں ہوئی
رضواں کا اب قول تھا دو دو کی چال پر
آب و ہوا بہشت کی ہے اعتدال پر

۱۳۴

گھوڑوں بہار پر قلموں سے جہاں نما
ہر قدم زمین کا نام آسماں نما
ہیکل کا عکس دھوپ میں ہے کہکشاں نما
کاسہ ہر ایک سم کا ہے جام جہاں نما
عالم بزیر پا ہے یہ عالم نرالا ہے
سرعت نے زمین سم سے سر اپنا نکالا ہے

۱۲۵

شاہینِ فکرِ نظم کے یاں بال و پر گرے
گو چست بازِ طبع کے بازو سے پر گرے
صفحے قلم کے ہاتھ سے مثلِ سپر گرے
مضموں نظر پہ چڑھ کے بوقتِ نظر گرے
حیرت ہے وصف کی کر لاؤں کس طرح بیاں نہیں
تصویر کی طرح سے دہن میں زباں نہیں

۱۲۶

میں اور ثنائے علیؑ کے نواسوں کی کیا مجال
جن کے جلال و جاہ کا مداح ذوالجلال
میں ننگ وہ شرف میں زوال اور وہ کمال
لازم ہے بابِ علم سے اس باب میں سوال
مولا مدد کریں تو سخن اب تمام ہو
نائب مرا جبرئیل علیہ السلام ہو

۱۲۷

دیکھو کہ آمد آمدِ روح الامینؑ ہوئی
بخشش عطائے سخن آفریں ہوئی
اونچی زمینِ فلک سے سخن کی زمیں ہوئی
اور مدحِ پاک عونؑ و محمدؑ معیں ہوئی
عرشِ خدا سے رخصتِ پرواز آ گئی
پروازِ جبرئیلؑ کی آواز آ گئی

۱۲۸

یا ایک بال سے بھی جو گھس کر زباں ہو
شکرِ عطائے حق نہ سرِ مو بیاں ہو
مدحِ علیؑ کے نام مبارک پہ جاں ہو
در سے پہ کون ان کے سوا مہرباں ہو
شیرازۂ ہفت دفترِ گردوں کا کھل گیا
بندش میں قلعۂ خیبرِ مضموں کا کھل گیا

۵۹م

[illegible]

۶۰م

[illegible]

۶۱م

[illegible]

۶۲م

[illegible]

۱۵۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۵۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۵۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۵۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۴۱

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۴۲

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۴۳

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۴۴

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

١٦٥

بیت الشرف کے در پہ کیا فطرس نے قیام
چمکا رخِ حسینؑ کے پرتو سے قصر و بام
موسائیوں نے دست و زباں سے کیا سلام
کلمہ پڑھا کلیم کی شوکت ہے لا کلام
پوچھا کسی نے کیا ہے کفِ پا کو ہاتھ میں
اک ڈھونڈھنے لگا ید بیضا کو ہاتھ میں

١٦٦

بولا یہ مسکرا کے وہ حیدرؑ کا یادگار
موسائیو یہ میرا ید بیضا ہے ذوالفقار
سرخی یہ آسماں کی ہے مزار کردگار
اک بیگنہ کے خون کا ہے رنگ آشکار
قسمت میں اس شہید کے ظلمِ شدید ہیں
پوچھا تو ہنس کے کہا ہمیں وہ شہید ہیں

١٦٧

دنیا تھی جب کہ میری ولادت سے باغ باغ
گھر گھر خدا کے نور کا تھا قدرتی چراغ
اب سرخیٔ فلک سے کھنچے ہیں داغ داغ
یاں رنگ ہے یہی کبھی کلفت کبھی فراغ
موسائی اس بیان سے حیران ہو گئے
چالیس تن خوشی سے مسلمان ہو گئے

١٦٨

پھر عرض کی یہ حضرتِ ابنِ بتولؑ میں
ایسا بھی ہے عمل کوئی دینِ رسولؐ میں
کھٹکا ہو جس عمل سے نہ حسنِ قبول میں
تعویذ عافیت ہو بلا کے نزول میں
ہم چاہتے ہیں اس سے دو عالم کے چین کو
رو کر کہا حسینؑ نے رونا حسینؑ کو

مطلع

[illegible]

مطلع

[illegible]

مطلع

[illegible]

مطلع

[illegible]

۱۷۳

باقی تم اُن سخی کو نہیں دیتے بوند بھر
فاقہ کشی شعار ہے بچے پہ بیبیاں پہ
اب بھی مسافروں پہ نہیں رحم کی نظر
اُجڑا لٹا تباہ ہوا پنجتن کا گھر
کل ایک دو عزیز ہیں اب قتل ہونے کو
باقی ہیں بیبیاں ہیں بہتر کے رونے کو

۱۷۴

اس وقت بھی عزیز ہے امت حضور کو
ورنہ ہر اک طرح کی ہے قدرت حضور کو
حق نے دیا ہے آیۂ رحمت حضور کو
بخشی ہے ہست و نیست کی قوت حضور کو
دونوں جہاں میں کون سی قدرت نہیں انہیں
دشمن کو بد دعا دیں یہ عادت نہیں انہیں

۱۷۵

سنکر رجز لرز گئے مردانِ گیر و دار
تولا عمر نے نظروں میں ہر ایک کا وقار
دو غول انتخاب کئے بہر کار زار
دو دو ہزار ان میں تھے یکتائے روزگار
نکلے وہ غول فوج سے با صد غرور سے
قرنا بجی دہل بھی بجے زور و شور سے

۱۷۶

نقارے پر جو چوب پڑی صاف اُٹھی یہ دھوم
دوں دوں عمر کمینہ کمینہ یزید شوم
یاں شوق حرب و ضرب کا دل پر ہوا ہجوم
بڑھنے ہی تازیوں کے ہوئے گرد تا نجوم
تھے دُلدل و براق کہ دو راہوار تھے
وہ پہنچے جو ملک کے چلے ذوالفقار تھے

۱۷۷

چمکا میں کو نیمچۂ عونِ نامور
ہوئے پیار تیغ ظفر اثر
بجلی سیاہ چہرہ پہ گرتی ہے بیشتر
تیغیں گریں سپاہ کے بختِ سیاہ پر
کیسی کڑک کڑک کے یہ دو بجلیاں گریں
بدبخت خفتہ یہ بھی نہ سمجھے کہاں گریں

۱۷۸

آئے غضب میں دو گروہ اُدھر سے جو بے درنگ
نکلے قضا کی طرح یہ آئیں سے دو نہنگ
شانے پہ گرز کا کوئی سر نیزہ داراں سرنگ
سبطینِ شیرِ حق کے حضور آئے بیدرنگ
یاں اُنکے واسطے تھا خنجر اختیار کیا
عرشِ علا سے آگے زمیں کی بنا کیا

۱۷۹

منہ دیکھ کر محمدِ عالی مقام کا
بولے یہ عون معرکہ ہے دھوم دھام کا
کیا عرض اس سے شکر خدائے انام کا
وہ آپ کا شکار ہے اور یہ غلام کا
کہتے ہی وہ تیغ تنی رن پہ چڑھتے ہیں
دو پنجے غرور کی گردن پہ آ چڑھتے ہیں

۱۸۰

ناگاہ نیزہ پنجوں سے کی ابتدائے حرب
سرگرم جنگ یاں ہوئے شمشیرِ شرق و غرب
دونوں کے مغز سر سے کیا پنجوں کو جذب
اک نیزہ سر نے عون کے سر پہ لگائی ضرب
پر عونِ حق جو عون سرِ عون ہو گئی
پورا کیا یہ وار کہ عقل اُسکی کھو گئی

۱۸۱

بڑھ کر لگائی عون نے بھی تیغ بے پناہ
دو ٹکڑے ہو گئی سپر ترک روسیاہ
چھوٹا پکارا وجد میں تھا دل سے خدا گواہ
یہ ضرب معجزہ ہے کرامت ہے واہ واہ
کس کس کے پھول گر پڑے قرص سپہر سے
کیا زیر آب تیغ نکل نیلوفر سے

۱۸۲

وہ دوسرے پیادہ فاتح خیبر میں جھوم کر
چلایا یہ ضرب کیا ہے کہ ٹکڑے ہوئی سپر
نانا نے تو قلم کئے جبریل کے پر
یا علی علی ولی صاحب الظفر
خیبر میں تیغ جب سوئے افلاک چڑھ پڑی
تسبیح اہل عرش کے ہاتھوں سے گر پڑی

۱۸۳

تھا اس طرف حضور محمد بہ صفات
عزی پرست عبد ہبل تھا پکارے لات
اس کو گھمنڈ میں لگی حرب کی اکھڑ گھات
نیزہ بکف بڑھا تھا کہ سنبھلا وہ نیک ذات
مٹھی میں تھی سنان و عنان اس شقی کی
جنگل ہوا سے بھر گیا گردوں غبار سے

۱۸۴

غصہ میں پایا نیزہ سے کا جھل ترک کو رنے
باندھے گرہ سے دست ادب پیر پو ونے
دی گرو تھی اجل نے لئے پاؤں گرنے
کلمہ پڑھایا اسکو محمد کے زور نے
تھی گرہ تھی جو پھل پہ سناں اس جنگ کی
کاٹی ہلال نے وہ کرن آفتاب کی

عہ سپہ ودروسنہ پہ ہرن تجنیس ہے دوسرا کا لفظ اسوقت فصحا میں مستعمل تھا حضرت انیس مرحوم فرماتے ہیں ع مشکیزہ پر زرہ زرہ پر زرہ

۱۸۵

چھرّا تو اچھل اچھل کے فلک پر گئی زمیں
چلائے جھوم جھوم کے یہ عونِ خوش یقیں
نام خدا سخی محمد صد آفریں
پھرتیاں یہ ضرب کی ہیں حرب میں کہیں
پھل ہم نے کھائے نیزہ کا ہم نے نیم کے پھول
یہ چھاتی کے پھول ہیں وہ نیلوفر کے پھول

۱۸۶

بولے وہ ہم دیکھ کے اس آفتاب کی
شفقت کرم غلام نوازی جناب کی
پر دھوم نیزہ بازو میں تھی بوتراب کی
نیزے ہیں جن کے نوک تھی تیرِ شہاب کی
ہمت کی داد وادریں دو جہاں سے لی
دنیا زماں سے نعمتِ عقبیٰ آسماں سے لی

۱۸۷

مل علی یہ ربط یہ ضبط اس وغا میں تھے
یہ اُنکی مدح میں تو وہ انکی ثنا میں تھے
تیر انکے ترکشِ مژہ اشقیا میں تھے
پیکان اونکے عینِ دلِ پر دغا میں تھے
بنیاد تحت و فوق میں تیغوں کی آب تھی
کیسی زمیں فلک کی بھی مٹی خراب تھی

۱۸۸

ناگاہ اذن عون خدا عون کو ملا
ہاں شیر زہرا تھی شمشیر اسے ہلا
بولی ظفر کرو دیکھا حیدرا جنگ چلا
کانپنے زمین کے طبقے آسمان ہلا
چارہ نہ تھا کہ گریز دل دیو کو ہوا
بیدل ہوا جو دیو تو بے ضرب دو ہوا

عہ سنان در سنان میں تجنیس کھی ہے ۔ یہ الفاظ فصحا کی زبان پر اس وقت برابر جاری تھے میر انیس صاحب کا مصرع ہے ع تیغ سے سر ذو جناح ستے نے کیا فرار جبیر ۱۲ از جلد دوسری صفحہ ۳۲)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۹۳

جو پہلواں بڑھا تھا ہوس کارزار میں
آٹھ اُس کے چار بند کٹے ایک وار میں
کھاتے ہی وار غل تھا یہ دار البوار میں
آرن سے اہرمن کا مصاحب ہوا نار میں
ایمان فوجِ شام کا شیطان لے گیا
باقی تھا دم سو تیغ کا سلطان لے گیا

۱۹۴

ہمہ کے جیش سے کہ قشونِ ستم کے جنود
انصاف کی زبان سے پڑھنے لگے درود
کہتے تھے ان پہ ہے مددِ خالقِ ودود
سبزہ ہنوز پھول سے رُخ پر نہیں نمود
لڑکے ہیں پر جوان و حسن کے دلارے ہیں
آئی ندا نجف سے نواسے ہمارے ہیں

۱۹۵

طوفانِ آبِ تیغ سے حیراں ہوا عمر
مثلِ حباب سر بگریباں ہوا عمر
مابین فوج موج پریشاں ہوا عمر
آہستہ جوزن سرِ میداں ہوا عمر
ہاں ڈھونڈھو ڈھونڈھو تو ڈھونڈھو نہیں کوئی حیلہ ساز
تدبیر کچھ کرے کہ درِ آفت کا باز ہے

۱۹۶

پہنچے گا آفتاب تو مغرب میں وقتِ شام
انکا ہلالِ تیغ ابھی لیگا روم و شام
پھر ہم نہ تم نہ ملک نہ حاکم نہ خاص و عام
آثار ہیں شکست کے ہے فکر کا مقام
قابو چلے دلیروں پہ وہ بات چاہیے
سچ ہے سپاہیوں کے لیے گھات چاہیے

دوم

عبد اللہ ابن جعفر تھا اگر میں ہیں
پتہ کس کا ہے نہ کچھ خبر و ہیں ہیں
اس نے دیا راز عجب ان کی جگہ میں ہیں
کہاں ہے دولت پائیں دوستا کے عجب ہیں
پیدا کئے انسان ان کی دین نے کیا ایک
ایسا کیا تھا اللہ ان کا ہے ماہ و ہیں ہیں

سوم

قاصد کی ایک سن ان کی قربان آیا یہ
گھر کے آگے آئی کی کچھ کا آئے بیل کیا ہے
اسے پتہ جو اس نے جعفر بیل سن کے آئے
اس جگہ آئیں سے جو جوان کے ساے ادا
حلوہ کا طالب لے کر آن کی بھی گئے گا ان کے
پیدا کئے انسان کی آگ سے کا رو ذیل کے

چہارم

اب پوچھ جس سے جعفر کی طرف کی آرزو
سونچ کر کیا قاصد نے بیجا سب یہ سمر کی آرزو
پیدا نہ کیا ہے ادا اور دل اور ہر کی آرزو
آن کی آئی ہے آگ کیا ساتھ دیا ان کی آرزو
مقام تہہ آسمان اس تک پہنچا آرزو
بتلا یہ ہم کا قرآن آگ کا کرو دلہن

پنجم

اول تو قیمت نئے کس تک بھی کی ہمیں کی
پھر دو طالبان ال بیوہ والدہ لسن کی
گھر کے آئے ہیں عیب دیا کہ شاہ زمن کی
گیا دو ہے جب کہ حسن کی جنت کی
دم سے کیا نقش تیری آنکہ کی رہ کی
دو نام ادا کیا کہ ذرا گئی دل کی

۳۰۱

نہ خنجر و سپر ہوا رن میں کارگر ٭
قاصد کی شکل بن کے بڑھا ایک حیلہ گر
بولا کہ اے دلیر و مبارک تمہیں ظفر
عبداللہ آن پہونچے مدینے سے وقت پر
خادم نوال ماریہ تک اُن کے ساتھ تھا
کونا تھا زین پوش کا اور میرا ہاتھ تھا

۳۰۲

پوچھا دلیروں نے کہ توقف کا کیا سبب
بولا وہ حیلہ ساز کہ ناکے ہیں بند سب
چھپا ہے یہ عزیمت پہ خسر و عرب
کی ہے کمک حسینؑ کی سرکار سے طلب
چہرے سے رنگ سر سے حواس اُن کے اڑ گئے
بابا کے اشتیاق میں یثرب کو مڑ گئے

۳۰۳

مڑنا تھا بس کہ اہل دغا وقت پا گئے
نو لاکھ عمریوں میں یہ دو چاند آ گئے
شیر خدا کے شیر ژیاں جھپٹ کے کھا گئے
ہاتھ ہاتھ ہیں شیر خدا نظر آ گئے
سب عضو و قبضِ نیزہ و شمشیر ہو گئے
پھر رنگ ساری فوج کے دو شیر اڑا گئے

۳۰۴

پہلے قیامت آئی حسینی سپاہ میں
لشکر سے شور حشر گیا خیمہ گاہ میں
اکبر کو شمر نے دی یہ ندا شک و آہ میں
زینبؑ تباہ ہو گئی بھائی کی چاہ میں
ماموں پہ دونوں بھانجے قربان ہو گئے
پورے مری بہن کے سب ارمان ہو گئے

۳۰۵

بن باپ کے بچوں کی پھوپھی کو دلاسا دو مری جان
دو فرش ہو سوگ کا خیمہ میں بچھا دو مری جان
پرسان حال اُسکے ہو پُرسا دو مری جان
لُٹتے ہیں وہ سہارے سہارا دو مری جان
مہلت ہے جتنی پاس حسینؑ آج رہے گا
سامان ہمارے سوگ کا پھر کبھی نہ ہوئیگا

۳۰۶

ناگاہ آئے قاسمؑ و عباسؑ نوحہ گر
دونوں کے بین و غم زینبؑ اوپر تر
شہ بولے اس تو آپ کی بہنوں کی خبر
تا عمر کہہ گئے تھے یہ ہاتھوں کو جوڑ کر
فاقہ امام کا نہ فراموش کیجیو
تکلیف لاش اُٹھانے کی اُن کو نہ دیجیو

۳۰۷

اتنے میں پردہ در کا بہم سرا اُٹھا
آتے ہی لاش محشرِ آہ و بکا اُٹھا
بکھرا کے بال مجمع اہلِ عزا اُٹھا
سجدہ سے سر نہ زینبؑ ناشاد کا اُٹھا
غش آگیا جا نماز بتولؑ سر زمیں پہ تھا
تسبیح ہاتھ میں سر سجدہ زمیں پہ تھا

۳۰۸

شانہ ہلا کے فضہ نے زینبؑ کو دی ندا
دو سر اُٹھاؤ شکر کا سجدہ کرو ادا
پوچھا کنیز زادے ہوئے شاہ پر فدا
اُس نے کہا تو آپ بھی ام کر دے فدا
پیر و سنان سے صدر و جگر ہیں چھدے ہوئے
دو مسندوں پہ لیٹے ہیں دو لعل ناز کے

۲۰۹
بچپن کی موت کا ہے پسینہ جبین پر
بیٹوں کا ہے خاتمہ دو ایک بین پر
شانوں سے بہہ رہا ہے لہو آستین پر
اس آس پر کہ گرتے ہیں ماتھے زمین پر
کہہ دو کہ حق ادا ہوا ان حق شناسوں سے
راضی ہوئی میں شاہ نجف کے نواسوں سے

۲۱۰
سنتا تھا یہ کہ شکر کے سجدے ادا کئے
اٹھی شہید بیٹوں کی تعظیم کے لئے
لیکر بلائیں تلووں پہ بوسے بہت دئیے
چلائی با اشتیاق کہ ارشاد کیجئے
یا مصطفیٰ نہیں ہے مرے خانداں میں
راضی جناں میں فاطمہؑ ہے میں یہاں میں

۲۱۱
محسنو اے خدا و پیغمبرؐ کے محسنو
اے فاطمہؑ کے محسنو حیدرؑ کے محسنو
ہاشمؑ کے اور حمزہؑ و جعفرؑ کے محسنو
کنبہ کے محسنو مرے گھر بھر کے محسنو
اکبرؑ کی ماں ہوں اور میں زہراؑ کی پیاری ہوں
پر حشر تک اب آج سے لونڈی تمہاری ہوں

۲۱۲
سودا خدا کی راہ میں تم نے عجب کیا
ماموں پہ جان دے کے مجھے مول لے لیا
واقف ہے اس گھڑی مری نیت سے کبریا
دل سے تمہیں خطا پہ کنیزی کا لکھ دیا
لوگو گواہ رہیو میں نادار بک گئی
بیٹوں کے ہاتھ زینب ناچار بک گئی

۲۱۳

باور نہ ہو تو مجھ پہ تم اتنا کرم کرو
اٹھو خطا کنیزی کی زینبؑ رقم کرو
زینبؑ رقم گواہی اہل حرم کرو
اور خاتمہ پہ مُہرِ امامؑ اُمم کرو
کہتا وہ خط دکھا کے علیؑ کو بہشت میں
یہ بھی لکھا تھا خادموں کی سرنوشت میں

۲۱۴

پوچھیں جو وہ کہ تم نے سلوک ان سے کیا کیا
چپکے سے بس خطِ کنیزی عطا کیا
گیسو مرادوں کے بھائی پہ ہم نے فدا کیا
اک شمہ حقِ امامت ادا کیا
اُن کو بہت حسینؑ کی خاطر عزیز ہے
سبطِ نبیؐ کے فدیوں کی زینبؑ کنیز ہے

۲۱۵

واجب ہر اک کنیز پہ ہیں مالکوں کے کام
مالک مرے سدھارتے ہیں کام ہے تمام
خدمت کروں گی کیسی میں ناکام صبح و شام
پیارو تمہاری لونڈی کا ہے یہ نصیبِ تام
اب کھل گیا نصیب میں جز رنج و غم نہیں
ماتم کے بعد پھر تو خوشی ایسے ہم نہیں

۲۱۶

ہو آکے عین غش میں یہ بولے وہ دل کباب
قربان خاکساری بنتِ ابو ترابؑ
توبہ یہ خانہ زادوں سے فرماتی ہیں جناب
نزدیک ہے کہ شرم سے فدوی ہوں آب آب
آقا ہے کون ہم تو تمہارے غلام ہیں
ہاں سچ ہے فخر فدیۂ شاہِ انامؑ ہیں

۲۱۷

کھلتا ہے تو یہ دیکھے کہ اہلِ وفا ہیں یہ
تشنہ گرسنہ غریب و ذلیل حسد ہیں یہ
شاہد ہوں میں کہ سالکِ راہِ رضا ہیں یہ
امیدوارِ رحمتِ ربِّ ہدا ہیں یہ
دو باتیں کیں جہان میں عقبیٰ کے چین کی
طاعت خدا کی اور غلامی حسینؑ کی

۲۱۸

کلثومؑ کو پکاری بہن کی مدد کو آؤ
اکبرؑ کو لاؤ کاغذ و کلک و دوات لاؤ
اس کی قبا ہٹا کے جراحت مجھے دکھاؤ
اکبرؑ تو لکھتے جائیں تم ایک ایک گنتی جاؤ
جب درجہ زخم ہیں بدنِ لالہ فام پہ
قرآں پڑھوں گی اتنے ہی دو دونے نام پہ

۲۱۹

آئی ندا کے عجب یہ ساماں نہ ہوئیگا
ان پھولوں کے سوم پہ بھی قرآں نہ ہوئیگا
قبروں پہ ایک شب بھی چراغاں نہ ہوئیگا
لاشوں پہ جز علیؑ کوئی گریاں نہ ہوئے گا
ہوگا سوم شہیدوں کا کوچ اور مقام میں
چہلم کی صبح آئے گی زندانِ شام میں

۲۲۰

ناگاہ کلیجہ تھام کے تڑپے وہ باوفا
کلثومؑ بولیں درد ہے زخموں میں کیا
بولے چھوڑو دل میں ہے اک درد لادوا
پھر گود سے بچوں کو ہٹا دیجئے ذرا
کم کم ابھی ہے موت کی کلفت بتائیں
پھر ہم کہیں گے والدہ صاحبہ کہاں ہیں

٣٢١
[illegible]

٣٢٢
[illegible]

٣٢٣
[illegible]

٣٢٤
[illegible]

۷

۲۲۵

اکبر پکارے ہم سے کہو کیا ہے التماس
ماموں سے ملنا شوق پھوپھی اماں ہیں بے حواس
ہم ہیں پسر امام کی پھر کیا ہمیں ہراس
دیکر دعائیں کہنے لگے وہ خدا شناس
ماموں کو جیتے آپ مدینے میں پائیے
ہم بولے ہاں ابھی جو بڑھنا آگے پائیے

۲۲۶

پھر پیش سلطان ہوئے وہ غازی و غنی
منگا کے ڈھال اشک بہے وقت جانکنی
تو کان کی مڑی نہ پھری منہ پہ مرتی
پھرانا کیا آنکھیں دونوں تھی روشنی
استاد ہوئے غضب کی دلیری دکھا گئے
رگ رگ سے دم نکلتا تھا اور مسکرا گئے

۲۲۷

پھر اپنے خون میں کلمے کی انگلی کو رکھ کر
پھیلا کے دست چپ کی ہتھیلی پہ کچھ لکھا
کیا دیکھتی ہیں حضرت زینب جھکا کے سر
لکھا ہے اسم اقدس شبیر نامور
دیکھا کئے حسین کا نام اور مر گئے
سچی یہ کہ خاتمہ الفت کا کر گئے

۲۲۸

پہنچا عمر پکار کے لاشوں پہ شاہ دیں
دونوں کے لوٹنے سے لرزنے لگی زمیں
اکبر نے در پہ خیمہ کے ٹکرائی یوں جبیں
دوڑے سر کو کھول کے عباس خوش جبیں
اکبر پکارے عون و محمد گذر گئے
ہمشیر زادے قبلہ و کعبہ کے مر گئے

قطعہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

قطعہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رباعی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رباعی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اے [illegible] کیا بادہ [illegible] جیسا چاہیے
اے [illegible] کیوں [illegible] چاہیے
اے [illegible] زمانہ [illegible] چاہیے
اے [illegible] اسلام [illegible] چاہیے
اے [illegible] چاہیے
[illegible] کا ہے بازار [illegible]

ع

اے [illegible] زمانہ [illegible] ہیں
اے [illegible] ہیں
اے [illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible] اسلام [illegible] ہیں
[illegible] کا ہے [illegible] ہیں

ع

زیبا ہے کہ [illegible] افلاک [illegible] کریں ہم
[illegible] زمانہ [illegible] کریں ہم
سلطان زمین [illegible] کریں ہم
[illegible] کریں ہم
[illegible] اسلام [illegible] کریں ہم
انصاف [illegible] کریں ہم

ع

اے [illegible] آج کیا ہوں میں
[illegible] آج کیا ہوں میں
[illegible] آج کیا ہوں میں
[illegible] کیا ہوں میں
[illegible] کیا ہوں میں
[illegible] کیا ہوں میں

۴۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹

بکھرائیں منھ پہ بال کہ زانو پہ رکھیں سر
ضبطِ فغاں کریں کہ سنبھالیں دل و جگر
عابدؑ کا حال پوچھیں کہ اکبرؑ کی لیں خبر
پیراہن سکینہؑ کا دیکھیں لہو میں تر
زنداں میں گذرے ہے کبھی ازدہام میں
دربار عام میں کبھی بازار شام میں

۱۰

اُس کے حرم ہیں جو کہ رسولِ انامؐ ہے
مشہور شہر شہر میں حضرت کا نام ہے
دربار انکا مرجعِ ہر خاص و عام ہے
خاتم پہ حسنِ خلق کا بھی اختتام ہے
غنچوں کا اس نسیم سے دل باغ باغ ہے
اس عطر سے گلوں کا معطر دماغ ہے

۱۱

خوشبو ہے عطرِ خلق سے دربار مصطفیٰؐ
ہم کشور و کار ہے سرکار مصطفیٰؐ
یوسفؑ ہے نقدِ جاں سے خریدار مصطفیٰؐ
ہر ایک دم مسیحؑ ہے بیمار مصطفیٰؐ
آنکھوں کو نقشِ پا پہ فلک ہو کے خم ملے
صندل کو دردِ سر ہو تو خاکِ قدم ملے

۱۲

مرقوم ہے کہ عالمِ فیاضِ حق کا پسر
دربار مصطفیٰؐ میں ہوا جبکہ بہرہ ور
پیدا و سپہ مہرباں ہوئے سیدؐ البشر
زیرِ قدم بچھا دی عبا اپنی سر بسر
علیٰ تھا کہ جسکا نقشِ قدم تاجِ عرش ہے
اُس فخرِ انبیاؑ کی عبا اس کا فرش ہے

۲۱۳

بدلے یہ فلک [illegible] دیکھ کے [illegible] نام
نزدیک [illegible] کا [illegible] عام
[illegible] احترام
[illegible] مقام
[illegible]
[illegible]

۲۱۴

[illegible] کی زمین
اور [illegible] حسین
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۷

ان کے لئے کسی نے بچھاون بچھا نہ دی
رونے کی جا ہے ایک نے کرسی بچھا نہ دی
حاکم نے بیٹھنے کی زمیں پر رضا نہ دی
زینبؑ کو رحم کھا کے کسی نے ردا نہ دی
شاہ رسل کو بھی کنیزوں کا پاس تھا
امت کو کچھ نہ ان کے عزیزوں کا پاس تھا

۱۸

حاکم نے راہ حق میں فقط مال و زر دیا
بچّوں کے بزرگوں نے سجدے میں سر دیا
پر رنج ظالموں نے فراموش کر دیا
داغوں سے تا ابد ان کے سینہ کو بھر دیا
جب آنکھ بند کیجئے عابدؑ کے دھیان میں
آواز تازیانوں کی آتی ہے کان میں

۱۹

غل ہے کہ جب گلاہ سے بیدار ہو چکا
کچھ گھر پہ سے اجاڑ کے زہراؑ کا گھر چکا
وارث کے گھر کے ساتھ حرم تنگ گھر چکا
اُنٹوں سے منزلوں میں گرے دربدر پھرے
عاشورے سے ملال ہے قید شدید کا
اور اب تو سامنا ہے یزید پلید کا

۲۰

بیٹی میں ہے یہ شان سکینہؑ کی ہر قدم
اک ہاتھ منھ پہ رکھتی ہے الٹا کے دو بہم
اور اک بندھے گلے پہ کہ شدت سے ہے ورم
پوچھو نہ ریسمان کی بندش کو ہے ستم
جس روز گردن حرم پنجتنؑ کھلی
ایسی گرہ لگی تھی کہ کٹ کر رسن کھلی

۲۳۱

نادری کی بارگاہ کے دروازے سا ہیں
بے ہوش ہر قدم حرمِ نیک ذات ہیں
درباں بھی دشمنِ شہِ عالی صفات ہیں
اُن کے ستم سے زلزلے میں شش جہات ہیں
جس در پہ اہلبیتِ رسول اللہ آئے ہیں
اک اک عصا غریبوں کے سر پہ لگاتے ہیں

۲۳۲

پردہ اُٹھا گر در ستم کا آہ جب
بے ساختہ لرز گئے سجاد تشنہ لب
چلا کے کہا پھوپھی سے نہیں اُٹھتے پاؤں اب
یاں تو یہود و گبر و نصارا ہیں جمع سب
مشکل کشا کے پوتے کا رسی میں ہاتھ ہے
کنبہ محمدِ عربی کا بھی ساتھ ہے

۲۳۳

وہ رو کے بولی سیّد ہو کیوں شرمسار ہو
معصوم ہو امام ہو عالی وقار ہو
پیارے ہو کس غریب کے تم ورثہ دار ہو
یہ جبر بھی اُٹھاؤ کہ بے اختیار ہو
آئے اگر عدو میں صدقے گئی درگزر کرو
مظلومیٔ حسین پہ واری نظر کرو

نسخہ: مظلومیت یہ شاہ امم کی نظر کرو

۲۳۴

القصہ انجمن میں حرم بے نقاب آئے
پردے کا پیچ تن ہوئے صفتِ آفتاب آئے
بزمِ شراب و رقص میں عفت مآب آئے
نذرِ یزید کے لیے سب شیخ و شاب آئے
ہاں ستم کی جفا پہ محل شور و شین کا
زینب کے آگے نذر دیا سر حسین کا

۴۲۵

اچھلا خوشی سے تخت پہ وہ دشمنِ خدا
سجاد کو سُنا کے کہا شمر مرحبا
کرسی زرِ حسینؑ کے قاتل کو کی عطا
عابد کو بیٹھنے کی زمیں پر نہ دی رضا
پُر دست جام پیتا تھا اور بد حواس تھا
سر شاہِ دیں کا طشت میں اس کے پاس تھا

۴۲۶

غل پڑ گیا جلالِ خدا لم یزل ہے
سرکارِ ذو الجلال کے مالک کا سر یہ ہے
روشن ہے وقتِ اول فجر سحر یہ ہے
تابان تا بدار یہ شمس و قمر یہ ہے
قامت ہے قتل گاہ تمام انجمن میں ہے
شمعِ بتول رونق ہے اور لگن میں ہے

۴۲۷

صلِّ علیٰ تجلّیِ رخسارِ با صفا
شمعِ ازل چراغِ ابد معدنِ ضیا
روح القدس گواہ ہیں شاہد ہے کبریا
ایمان کعبہ کعبہ ایمان دوسرا
کعبہ کو کیا مثال رخِ رشکِ طور سے
کعبہ بنا ہے خاک سے یہ حق کے نور سے

۴۲۸

ہم خدا کا چشمہ ہے روئے قرآں نشاں
خط ہے بنور بھویں ہیں گر صاف مچھلیاں
کانوں سے دو سفینۂ الماس ہیں عیاں
ان کشتیوں میں گوہرِ اسرار ہیں نہاں
عارض پہ خط نوشتۂ ربِ جلیل ہے
قرآں تمام زیرِ پرِ جبرئیل ہے

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۳

بولا یزید دیکھ کے سر کی شکوہ و شاں
سید کا سر یہی ہے کہا شمر نے کہ ہاں ؛
شہزور تھا سپاہ حسینی کا ہر جواں ؛
اطفال شیرخوار بھی تھے تیر بے گماں
رن میں انگوٹھے چوستے برچھوں پہ آتے تھے
پیکاں گلے پہ کھاتے تھے اور مسکراتے تھے

۳۴

بولا وہ تند خو پھر اسے یہ اب تک سنا نہیں
اُس نے کہا مبالغہ اسمیں ذرا نہیں
شیر خدا کا زور تجھے یاد کیا نہیں
اژدر کو گہوارے میں چیرا ہے یا نہیں
کیا سن تھا کے برس کے جناب امیر تھے
کل دو مہینے کے شہ برنا و پیر تھے ؛

۳۵

اُس نے کہا کہاں وہ امام انام تھے
اس نے کہا کہ یہ بھی عزیز امام تھے
دریا دلی میں شک نہیں گو تشنہ کام تھے
سر و فر و شکوہ و جلال ان کے نام تھے
اشراف مکہ تھے تو بجائے مدینہ تھے
سر حلقۂ نامداروں کے مثل نگینہ تھے

۳۶

ہمت میں فوج فوج میں یکتا ہر اک دلیر
جوہر میں تیغ تیغ زنی میں خدا کے شیر
جویاے حق زمانے کی سب نعمتوں سے سیر
حاکم پکارا خیر عناں اب زباں کی پھیر
اُن میں سے ایک پنجتنی کا بیان کر
تفصیل وار تیغ زنی کا بیان کر

٥٣٧

بولا ادب سے جوڑ کے ہاتھوں کو وہ شریر
قاسم کی حرب و ضرب کا سن حال اے امیر
یہ قیدیوں کے ساتھ ہے جس کی دولھن اسیر
مہر اس سے بخشوا لیا اور والد سے تیر
مہندی لگا کے خون میں یہ لال ہو گئے
سہرا بندھا تھا سر پہ کہ پامال ہو گئے

٥٣٨

جوڑا شہانہ پہنا کہ چاک آستیں ہوئی
وہ آستیں نصیب عروس حزیں ہوئی
جنگل میں آرزوئے بہشت بریں ہوئی
اس رنگ گل کے خون سے رنگیں زمیں ہوئی
شادی ہوئی وصال خدا کی یہ راہ میں
دنیا ہی کو طلاق دیا وعدہ گاہ میں

٥٣٩

ارمان تھا کہاں کہ تھی مہماں کو حیات
جس گھر میں تھا عزیزوں کا ماتم وہاں برات
دولھا دولھن سے مل سکے ہیں کیا ہے یہ واردات
منہ سے نہ بات کی نہ چھوئی ہاتھ سے نبات
اس وقت ایک حشر ہوا کائنات میں
جس دم دولھن کا ہاتھ دیا ماں کے ہاتھ میں

٥٤٠

آئے جو معرکہ میں یہ دولھا بنے ہوئے
اُردو وار مورچوں کے سامنے ہوئے
قد کشیدہ جھک گئے جو کھڑے تھے تنے ہوئے
تیر نگہ سے اہل زرہ تھے چھنے ہوئے
اُلٹا جو رخ سے سہرا تو لشکر اُلٹ گیا
ہیبت سے ایک چہرہ کی دفعتاً اُلٹ گیا

۲۲۱

تیغ پہ تیغ اور ستم پہ ستم گرا
برق پہ برق اور علم پہ علم گرا
جھک کر قدم قدم پہ سرِ جاہ و حشم گرا
تکیہ پہ آکے نشتر اندوہ و غم گرا
رو دار جو جوان تھے وہ پیوند خاک گئے
نام اپنے نامیوں کو فراموش ہو گئے

۲۲۲

تیرہ برس کا سن تھا مہ چاردہ کا نور
آئی تھی خاک پا ہماری نگہ کا نور
سبزہ نمود عارض انور پہ تھا مہر کا نور
دھوپ اوس بن گئی یہ بڑھا رزم گاہ کا نور
باہر کی زیب گھر کا اجالا وطن کا چاند
فرزند حسین کا یا آل حسن کا چاند

۲۲۳

چہرہ تھا بدر اختر تابندہ خال تھا
زلفیں تھیں وہ رسول کی یہ گویا بلال تھا
چونک کر بھوؤں سے دیدہ عجب کمال تھا
ابرو کا بال بال عین ہلال تھا
غصّے سے جب شکن ہوئی پیدا جبین پر
اک اور ماہ نو ہوا ظاہر زمین پر

۲۲۴

سن تھا جلال قہر خدا اور دلیر کا
آنکھیں غزال کی تھیں جگر رعب شیر کا
جس سے بچیں ظہور ہو قسمت کے پھیر کا
جنبش نگہ کی جلد کرے کام دیر کا
پلکیں شعاع مہر تھیں اس رنگ ماہ کی
برچھیاں تھیں بس خدنگ نگاہ کی

۴۵

وارث سے اور نور سے تھا مشکل وصال
رکتے تھے پیر اکبر کے جناب حسنؑ نڈھال
دیکھیں کہیں نہ دولہا کو آیا یہی خیال
پیری کے بوجھ سے سر سے تھام کام انتقال
[illegible] ہے مشہور زن عسکر اس خوش کلام کا
[illegible] ہے رنگ آنکھ کے لب پر قیام کا

۴۶

رنگت کی جابجا یہ تھی کیوں ہیں نازکی
تنگی تھی ابرووں کی گرانہ وہیں نازکی
دکھلا رہی تھی بال کہ گیسو ہے نازکی
نا قدر [illegible] سنگ [illegible] نازکی
باعث تھی جان بچوں کی [illegible]
اس کا یہ [illegible] نوجوان عطا

۴۷

ناگہ یہ کلام لب آبدار سے
فرقے کا بوسہ لے کے جدا ذوالفقار سے
بولا وہ نوجوان صف کارزار سے
واقف ہوا نہیں اسد کردگار سے
ہاں کہہ گیا علی کی تو [illegible]
ارشاد ہے ذوالفقار کی داد اک کام میں

۴۸

سب احتیاج مند ہیں حاجت روا علیؑ
شیروں کا ہے یہ نعرہ کہ شیر خدا علیؑ
بندے خدا کے کہتے ہیں مشکل کشا علیؑ
جان علی ہیں ہم پہ مرتضیٰ علیؑ
یکتائی خدا میں عشق نے پیچ کیا
اک ضرب سے علیؑ نے خیبری کو دو کیا

۴۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۵۳

پچپن سے ہم نے بھی یہ سر پہ سنبھالی ہے
بخشی ہوئی علی کی یہ برچھی نکالی ہے
ہے ڈھال وہ کہ جو یہ قدرت نے ڈھالی ہے
ہر پہلواں کی تیغ و سناں دیکھی بھالی ہے
کاندھوں سے سر سروں سے ہیں شملہ اُڑا دیگا
جن پر عشق آئے جن کو وہ حملہ دکھا دیگا

۵۵۴

آٹھوں پہر لگائی ہے چورنگ بارہا
ہم بے خطا ہیں تیر بھی اپنے ہیں بے خطا
چلہ نشیں کمان کے گوشوں میں ہو رہا
نیزہ ہے اپنا زہر اُگلنے میں اژدہا
پیدا زہر سے عیاں اثر لطف و قہر ہے
مومن کو زہر مہرہ ہے کافر کو زہر ہے

۵۵۵

جس کی کہ ابتدا ہے ازل وہ خبر ہیں ہم
بسم اللہ صحیفۂ علم و ہنر ہیں ہم
شمشیر امتحان خدا کی سپر ہیں ہم
بے خوف ٹکڑے ہوتے ہیں حق کے جگر ہیں ہم
سمجھو خزاں بہار جوانی کے باغ کو
بجھنے کی لو لگی ہے حسن کے چراغ کو

۵۵۶

گوہر جو اول سے ہے اُسکا نہال ہیں
الماس نو خیز کان ہیں دُر بے مثال ہیں
کرسی نشین قصر زمرد کا لال ہوں
گو سے علم خرد ہوں اگر پائمال ہیں
نامور ہیں جو حسن سے میں اُسکا نشان
مرتے ہیں جس کے تیر پہ اُس کی جان ہوں

۵۷

میں رنگ و بو ہوں پھول حسنؑ بوستاں علیؑ
میں ہوں شعاع چاند حسنؑ آسماں علیؑ
میں موج سلسبیل حسنؑ اور جناں علیؑ
میں ہوں سخن زبان حسنؑ ہیں بیاں علیؑ
میں آب در حسنؑ در یکتا صدف علیؑ
میرے شرف حسنؑ ہیں۔ حسنؑ کے شرف علیؑ

۵۸

معصوم نیک تھا کہ یہ جاہ و حشم ہوئے
ہمنام قاسم شعر و خادم ہم ہوئے
ہم سے نصیب ورنہ شہدا میں بھی کم ہوئے
دو طاب ہے تو فدیۂ شاہ اُمم ہوئے
جرأت ہے مجھ میں فاتح بدر و حنین کی
یکی حسنؑ کی اور غریبی حسینؑ کی

۵۹

یہ کہہ کے کی جو بات ہوا حشر چار سو
میداں بھرا ہوا نظر آیا مکان ہو
نہ یہ نہ وہ نہ فوج نہ قصر نہیں نہ تو
غائب تھا سب نظر سے جہنم تھا روبرو
خاموشی اسکے ذکر میں حد سے گذر نہ ہے
کتنا ہو پیچ وہ مر گئے جھگڑی مرتا ہے

۶۰

تصویر اُٹھی آنکھ کے آگے ہے بس گھڑی
وہ فقر کی نگہ وہ رگ ہاشمی کھڑی
گریا بابا و پا تو ہا تو ادھر کے گر پڑی
یہ خوب یاد ہے کہ ہرن چوسا چکر کی
ٹھہرا نہ آسماں بھی اُتنی زمین پہ
رہا ہو اور کھا جا پہ سودا اور اُس کا زمین پہ

۵۶۱

ہر نعل آسماں کے لئے گوشوارہ تھا
تھا غضب کی جست بلا کا طرارہ تھا
آگے حضور شیر نیستاں اک چکارہ تھا
شیر نیستاں چکارہ ہرن بیچارہ تھا
قامت وہ تھا کہ ہوش جماعت کا کھو گیا
نیزے کی طرح آ کے ہر اک صف کا ہو گیا

۵۶۲

چمکا کے راہوار کو چمکارنے لگے
آواز قہر سے یہیں للکارنے لگے
دل تاکا اور تیر نگہ مارنے لگے
جو منچلے جواں تھے وہ جی ہارنے لگے
تیغ حسن یہ جسم حسن کی نیام سے
نکلی پہ آئے غش علی کی دھوم دھام سے

۵۶۳

عباسؑ اُس دلیر کو کم عمر جان کے
طرز وغا بتانے لگے پاس آن کے
ہم نے سنے نہ دیکھے ہوں جو اس آن بان کے
دستے ہیں آپ پھول ہیں کس کی کمان کے
[illegible] نہیں برس یہ دو عالم [illegible]
واللہ کس نے جنگ کے آئین [illegible]

۵۶۴

فرما کے واہ واہ علمدار پھر گئے
پر اس طرح کہ تول کے تلوار پھر گئے
[illegible] کے نقیب پھر اک بار پھر گئے
اُلٹے ہاتھوں پہ خنجر خونخوار پھر گئے
[illegible] نہ جواں [illegible] کے ہاتھ
نہ قدم زمیں پہ نہ سر پہ فلک کے ہاتھ

۵۶۵

پھر تو قضا نے حشر اٹھایا بتوں کی جان پر
تیر ایک بھی چلا نہ ادھر سے ستم کے کمان پر
قبضہ تھا ایک تیغ کا سارے جہان پر
اک برق قہر کوند گئی ہر مکان پر
شیروں پہ لپک لپک کے صفا ہے پڑتی تھی
کیوں کر نہ بیاں ہو بجلی نہیں گری

۵۶۶

مجنوں کی برق آہ تھی بن بن چمک گئی
فرہاد کا وہ تیشہ تھی کہ کوہ تک گئی
شیریں کی بات تھی کہ کبھی ادھر گئی
لیلیٰ کی آنکھ تھی کہ کبھی اور جھپک گئی
کاٹے دلوں کے پردے تو منہ ڈھانک کے لگی
زخموں کے روزنوں سے کبھی جھانکنے لگی

۵۶۷

ہر چند برق بار تھی اور تہ نشیں بھی تھی
بالائے آسماں بھی تھی زیر زمیں بھی تھی
قبضے سے ہمکنار تھی دور و قریں بھی تھی
ادھر بھی تھی وہیں بھی تھی یہیں بھی تھی
جوہر دکھا رہی تھی ہر اک رزمگاہ میں
اوقات [illegible] ہے ساتھ ہم [illegible] کے نگاہ میں

۵۶۸

گہ شکل برق نار صفوں کو جلاتی تھی
گہ مثل شمع فوج کے تیور بجھاتی تھی
گہ توسن و سوار کو باہم گراتی تھی
بجلی تھی اور رعد کو کوڑا لگاتی تھی
پھر رنگ سکتہ تھے جو رنگ اس کا بدلتے
گاڑیں [illegible] کے جگر کے دو [illegible]

۱۵۹

آئی اُدھر جو نیمچۂ تیغ تو تخت پا کیا
ناپاک سے نقی کو کفر سے دیں کو جدا کیا
ہستی سے نیستی کا سفر برملا کیا
باقی تھی اک فنا سو اُسے بھی فنا کیا
کافر تو کیا ہے کفر بھی حیران ہو گیا
کلمہ نبی کا پڑھ کے مسلمان ہو گیا

۱۶۰

بھالا سنبھالا جس نے وہ منہ کے بل گر پڑا
کھینچی کمان جس نے وہ چلا کے گر پڑا
ٹوکا جو ہوشیار کو غش کھا کے گر پڑا
روکا جو ہاتھ کو تو گھبرا کے گر پڑا
بجلی چمک کے بادلوں کی ہوا جھک کے گر پڑی
تلوار وہ چلی کہ قضا تھک کے گر پڑی

۱۶۱

اُدھر سے ہو کے سامنے تیغ سپر نشاں
طوفاں میں جیسے موج میں لہراتی مچھلیاں
آبِ رواں کا تیغ پہ ہوتا تھا گماں
ہر ایک پہلوان کی جاں سہمی تھی وہاں
طوفاں اُٹھا تھا زلزلہ میں غرق و برق تھے
کشتی تن نگوں کی طرح چرخ غرق تھے

۱۶۲

وہ ایک تیغ اور سر اُسکے ہزار تیغ
پاؤں سے قطع کرتی تھی راہِ فرار تیغ
سر پہ اجل سوار اجل پر سوار تیغ
دکھلا رہی تھی حشر کی ہر اک بہار تیغ
آندھی تھی زلزلہ تھی دھواں تھی غبار تھی
سورج تھی پل تھی صور تھی میزان تھی نار تھی

۳

اک بیت فی المثل ہے مرکب تھا ہر وار
اگلی یہ قطع تھی کہ رباعی کی طرح چار
پیچھے کے خمسہ سے جو ہوئی ایک بیک دو چار
پھلا سے شش جہت کہ مسدس ہے آشکار
مصراع قد کو کاٹ کے مطلع بنا دیا
سر تن کا نام ڈال کے مقطع بنا دیا

۴

گہہ نوک پر سپر کے گنبد کو دھر لیا
گہ گاہ زمیں پہ جا کے عمل اپنا کر لیا
گردن کی اس گروہ کی صفوف اُس کا سر لیا
ٹوٹی کمر پہ اُٹھی تو اس کا جگر لیا
ہر دل دہل گیا جو جنبش یہ تیغ جری کیا
قدر شکن کی اُڑتے شیشے پری کیا

۵

گھسا یہ جو ہما اپنے کو دم بند کر دیا
ہر دل کو پانی آگ پہ اسپند کر دیا
بیکار قند بازوں کا ہر فند کر دیا
تن پر زرہ کے کرکے خاکی کا پیوند کر دیا
ہر آتش مزاج اس کے شراروں سے جل گئے
بچ کے سب ایک تیغ کے سایے سے بچ نکلے

۶

نکلے جو آپ تیغ سے چہرے سپاہ کے
جس طرح غسل توبہ سے دفتر گناہ کے
مڑ اُس سے بھاگ گئے تھے صف کجکلاہ کے
جیسے فرار دزد ہوں آگے سے شاہ کے
یوں جلد جلد سیف نے کاٹا سپاہ کو
جیسے براق نے شب معراج راہ کو

٧٧

کاٹا جو تیر کو تو کماں سے لپٹ گئی
پرزے جگر کے کر کے نشاں سے لپٹ گئی
کیا جانے دل میں جا کے کہاں سے لپٹ گئی
چھوڑا بدن تو روحِ رواں سے لپٹ گئی
چسپیدگی تیغ سے دل عذر کیا کرے
ناخن سے کوئی گوشت کو کیونکر جدا کرے

٧٨

بولا یزیدیاں تو مرے ہوش جاتے ہیں
جو ایسے تیغ زن ہوتے ہیں کم چوٹ کھاتے ہیں
اُس نے کہا بجا ہے یہ ہیں سینے آتے ہیں
سلطان کے نصیب سے ہم فتح پاتے ہیں
غالب نہ اُس پہ کوئی کسی چال سے ہوا
بسمل فقط امیر کے اقبال سے ہوا

٧٩

اُس نے کہا کہاں مجھے بتلا تو کیا ہوا
بولا کہ غلبہ پیاس کا وقتِ وغا ہوا
سائل پچھاڑے مڑ کے وہ یوسف لقا ہوا
مڑنا تھا اک کہ پشت سے لعیں بڑھا یاں چھپا ہوا
برچھی غضب کی سینہ پہ موقع سے جا لگی
پیکر انی کلیجہ کو باہر نکل گئی

٨٠

بیہوش زمیں پہ خلفِ مجتبیٰ ہوا
آواز دی حسینؑ نے گھبرا کے کیا ہوا
رو کر کہا حضور سے حق سے ادا ہوا
پانی کی فکر اب نہ کریں میں فدا ہوا
یہ کہہ کے خون ڈالا کئی بار زمیں پر
اور گر پڑا حسنؑ کا ستارا زمین پر

۲۸۱

بیبل گئے جھاڑ من نئے بنوری کی گوئیں
گوا ندوی کی گھر نے نسوارون کو آگئے اکاں
ہاں رسیحلی نئے نو من گئے کاینی ہو کیاں
ناتم تن بنا ہے الالئے کوبے نتیاں
ہاں صنفدوی منڈل کی کاآگئے نہا امر
لائے نئے کی ہاں کی دا اتنیاں ہے

نذر سادہ

۲۸۲

سنتا کھاتے گوڑی پڑے الاتن اپنی سوا
چھڑ تن نئے الال ہے دوڑے لاانے ابدا
سیہل لے بچا پڑے ٹغی ہے باندا
گوا ندویے گھٹ نئے کوئی کھا گیاں نوحد
آگے نئے تم نے گوڑ نہ ہاں البیتین نئے
تاوم کی الاتن دہ گئی پاپال النقی

۲۸۳

صدقہ تو ادتی عاقی کا گہرا کا جاید آ گو
ایتاہ و اسلط عاقی کا صنفر کا جلیدا آ گو
جلید آ وتیساں لالون لا اہر کا جلید آ گو
گھٹ لاتے جھیکاں تن و اسر کا جلید آ گو
سیبل نے ابل نئے ظلم نئے کہنی لے گو ٹھیجے
تم پتا ہیں لے ادوامر نے پتی کو ٹھیجے

۲۸۴

ہے ہے زبان نئے گھر نئے بکلا تبیہ نئے حق
بیبدول میں پتر اگیلی منتظر اورآگئے من
ہاں لے گیا سکنیدہ نئے ہے بے عارے گیاں
کھلواد اکیلا نئے کھیر نئے ابا ہم کو سن
اال سنبھال لووں میں جیاں اگیاں لالان کا گو
ہے ہے بیاں نئے ہے ادوام کے دوالطالبی

۲۵

[illegible] کیا ہے
دنیا سے [illegible] کیا ہے
[illegible] کیا ہے
[illegible] کیا ہے
[illegible]
[illegible]

۲۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۸۹

حاکم نے سوئے شمر اشارہ کیا کہ ہاں
بولا وہ بے حیا کہ خلاصہ کروں بیاں
بازوئے حسین و خنجر و شمشیر دو دم رواں
اک ایک جنگ میں تھے یہ سب معرکے میں عیاں
یکتا تھے یہ علی کی طرح سب خدائی میں
مہر و وفا میں خلق و کرم میں لڑائی میں

۹۰

دریا کے گھاٹ تیغ سے کوسوں ہٹا دیے
دستِ خدا کے زور انھوں نے دکھا دیے
طوفاں امتحاں کے بھنور میں بنا دیے
کیا کیا کنوؤں میں سپاہ کو تیری جھکا دیے
چھاتی پہ ہاتھ دھر کے یہ پیاسے ہو گئے
دل کا غبار خون کے دریا میں دھو گئے

۹۱

بولا یزید مر گئے عباس جب تمام
پھر کون آیا لڑنے کو سوئے سپاہ شام
اس نے کہا حسین کا فرزند تشنہ کام
ہم شکل تھا رسول کا وہ دلبر امام
اٹھارھواں برس تھا عجب اس کی شان تھی
سو دہر کی پیاس میں کیا آن بان تھی

۹۲

یہ وصف لقا کا وصف کیا اس نے برملا
بولا یہ نوجواں تھا سب گھر کا لاڈلا
زینب نے لاکھ ضبط کیا پر نہ بس چلا
منہ سے نکل گیا مری گودی کا تھا پلا
اس نے کہا درست ہے برچھی جو کھائی تھی
لاشہ پہ بیچوں اس کی بی بی آئی تھی

۵۹۳

پہونچا کے لاش اکبرؑ عالی وقار کو
لائے حسینؑ ہاتھوں پہ اک شیر خوار کو
ہچکی لگی تھی پیاس سے اُس گلعذار کو
مُنھ کھولے دیکھتا تھا شہ نامدار کو
ہلتے تھے ہونٹھ بات سمجھ میں نہ آتی تھی
تالو پلک رہا تھا زبان اینٹھی جاتی تھی

۵۹۴

سن وہ کہ رحم کھائے ہر اک گبر اور یہود
وہ مُنھ گلاب سا کہ پڑھیں جس پہ سب درود
ہاتھوں سے رنگ غنچۂ سوسن کا تھا نمود
وہ گوری گوری باہوں کی ساری رگیں کبود
گھبرا کے سانس لیتے تھے آنکھیں پھراتے تھے
یہ ضعف تھا کہ گودی ہی پہ ڈھلتے جاتے تھے

۵۹۵

آخر بیان بچے کا نام و نسب کیا
اُس کے لئے حسینؑ نے پانی طلب کیا
آگے بڑھے تو حرملہ نے کیا غضب کیا
تیر جفا سے قتل اُسے بے سبب کیا
گردن پہ تیر لگتے ہی معصوم ڈر گیا
ہمکا پدر سے ملنے کو بس اور مر گیا

۵۹۶

زانو پہ ہاتھ مار کے چلایا وہ شریر
بچے کا کیا قصور تھا کیوں مارا اسکو تیر
اُس نے کہا خوشی کے لئے تیری اے امیر
حاضر ہے سر بھی پاچھوں میں بیتاب ہے تیر
بولا یزید عذر و سماجت کروں گا میں
لا سبط خاص کے سر کی زیارت کرونگا میں

۹۷

ننھا سا سر اٹھا کے جو لایا وہ ناگہاں
بانوؑ نے لے کے سر کی بلائیں یہ کی فغاں
عالم بھی کہتی پہ تمہاری ہے مہرباں
پیچھے نہ رہیو وقت سفارش یہ میری جاں
کہہ دو زبان ننھی سی پیاسے اگر کہے
عالم رہا ادھر مری وائی ہے مر کہے

۹۸

کہہ دو کہ کھول دے پھوپھی اماں کا بھی گلا
کہہ دو کہ بے دوا ہے مرا بھائی لاڈلا
کہہ دو کہ میرے کنبہ کو دو ورنہ اب چلا
کہہ دو کہ دے حسینؑ کو کفنانے کی رضا
بولی سکینہؑ سن کے یہ غل ماں بیکسین کا
بھیا دلا دو سر مجھے بابا حسینؑ کا

نسخہ۔ کہہ دو کہ میرا بھائی ہے بیمار و بے دوا۔

۹۹

دیکھا بہت زینبؑ نے شہنشاہی کا جمال
وہ چھوٹی چھوٹی شکل وہ بکھرے ہوئے بال
آنکھوں کو ڈبڈبا کے کیا شہؑ سے سوال
پھولوں کے ساتھ ہو گئیں کلیاں بھی پائمال
میرے تو ہوش دیکھ کے یہ سر بجا نہیں
تیرا بھی دل کڑھا تھا کسی وقت یا نہیں

۱۰۰

کی عرض تیغ جب وہ پکارا کہاں کہاں
شمر لعین نے رو کے کہا ایک تو یہاں
خالی ہوا نبیؐ کے مرقع سے جب جہاں
اور نوجوان کی لاش پہ آئے تشنہ دہاں
بیکل تھے بچے اس سے اور بے قرار تھے
نانا کے راہوار پہ حضرت سوار تھے

۱۰۱

دنیا میں ایسے حادثے بھی کم گزرتے ہیں
یہ کرب تھا حسینؑ کو گویا کہ مرتے ہیں
دستور ہے سوار جو تھکا جسم اُترتے ہیں
پہلے جدا رکابوں سے پاؤں کرتے ہیں
حضرت نے پاؤں بھی نہ نکالے رکاب سے
لاشہ پہ جست کر کے گرے اضطراب سے

۱۰۲

برچھی جدا کلیجے سے کی اور یہ دی صدا
کیوں میری جان ہوش ہے کچھ ہم کو پہچانا
اکبرؑ نے آنکھ کھول کے چپکے سے یہ کہا
پانی پلائیے کہ ٹھہر جائے دم مرا
سوکھی زباں دکھا کے تو اکبرؑ نے رو دیا
اور عذر کر کے سبطِ پیمبرؐ نے رو دیا

۱۰۳

اُس نے کہا پھر اسے شہِ ابرار کیا کروں
پانی ہے بند ضبط ہے دشوار کیا کروں
بولے حسینؑ میں بھی ہوں ناچار کیا کروں
تم پیاس سے تڑپتے ہو میں پیار کیا کروں
آخر تڑپ تڑپ کے جہاں سے گزر گیا
بابا تو عذر کرتا رہا بیٹا مر گیا

۱۰۴

اُس وقت خانہ زاد کا بھر آیا جب جگر
حضرت کی پیاس پر علیؑ اکبرؑ کی پیاس پر
بولا یزید تو بھی ہے مکار کس قدر
کیسا یہ رحم اور یہ کیسا خدا کا ڈر
کہتا ہے اس قلق نے کلیجہ ہلا دیا
دریا تھا پاس اور نہ پانی پلا دیا

۱۰۵

اس نے آ کے کیا دل میں ہمارے اپنا مسکن تمام
یہ نہ سمجھے تھے کہ ہوں گے سب بلال کا اب ہو دور انتقام
بیٹھا ہے ناز سے بیٹھ کے وہ پیش ترے جی پہ
آ کے کچھ دن ہمیں ان کی تنہائی کا
کبھی آ کے ان کا سہی گے ہاں اس تمام
اپنا ہم اور انہیں آ کے ہی پیارا ہے

۱۰۶

یاد آنے لگی تیری صورت یار کی آ ہی گئی
نظر سے جس کی نہ ہوئی کچھ آخر آ ہی گئی
دل سے کہا یاں ان کی گلی میں آ ہی گئی
سب بھی کچھ لے کے آئے ہیں یاں آ ہی گئی
جی کا بہ گیا آپ آ کے ان کا ہی دل میں
دو دن کی جو ہے ان کا اور پچھتا ہے

۱۰۷

آ ہوتی ہے کیسی بتاں میں شہ دو تین ہے
بیٹھا ہے آکے قاصد کے آنے کو علم ہے
لگے یہ پاس ہمیں کہ بے حس ہیں ہے
یہ بجا ہی طاق ہیں ہم سے بے
سو جاتے ہیں کہ ہم آئے ہیں ان کا آ گئے
دل کو کسی کی سمجھ آ کے کچھ ہاں آ گئے

۱۰۸

الٰہی ہے کیا آ کے اس کا ایک آرزو کی
آج کل وہ کیا ہے دل میں کس بات کا
جس کی کوئی جس کی آ کے بیٹھا
یہ بھی آئے گا جو کہ ان کی گلی سے آگیا
ساقی نے ساغر لا کے بھی ان کا آپ کیا
یاد آئے کیا کچھ آہ کے دل کو اب آگئی

۱۰۹

اُس وقت تک تھے سب شہدا کے تو تن پہ سر
بس سر تھا ایک لاشۂ سلطانِ بحر و بر
لاش اپنے اپنے پیاروں کی پائی جو خوں میں تر
گودی میں لیکے بیبیاں بیٹھیں زمین پر
بے لاشہ اکبر اور بھی حال انکا غیر ہو
پیاروں کے سر جو گود میں کاٹو تو سیر ہو

۱۱۰

پھر تو ہماری تیغیں تھیں اور لاشوں کے گلے
بے سر حرم کی گودوں میں تھے گود کے پلے
اکبر کی لاش باپ کے سینہ کے تھی تلے
دوڑا جو میں تو بولی کہ سر میرا کاٹ لے
شکلِ محمدِ عربی کا ادب نہیں
اُمّت میں ہے نبی کی نبی کا ادب نہیں

۱۱۱

جاؤں یہاں سے میں تو سر انکا اتار دو
کیا مختصر یہ ظلم ہے میرے ہی روبرو
یہ وہ ہے جس کے پیار کی تھی مجھکو آرزو
میں لاش چھیننے لگا یہ سنکے گفتگو
رکھکر گلا گلے پہ وہ ناچار گر پڑی
اُس وقت میرے ہاتھ سے تلوار گر پڑی

[illegible]

۱۱۲

میں کیا کہوں کہ دوڑ کے مرّہ نے کیا کیا
لپٹی رہی وہ لاش سے اور سر جدا کیا
یہ سنکے سامعین نے محشر بپا کیا
بس اے دبیر حقِ فصاحت ادا کیا
گردش میں خود فلک ہے کیا مجھکو چین دیں
اسکا صلہ جو دیں تو جناب حسینؑ دیں

تمام شد

۵۲ مطلع

ہر باغ نے ہے گلچیں مرے مضموں کے چمن کا
ہر بحر ہے قطرہ مرے دریائے سخن کا
مصرع ہے مہِ نو مری تصنیف کہن کا
نقطہ ہے عطارد قلمِ نور فگن کا
ہے جوہرِ علی طبع خداداد کی خاطر
اور راہ نبی ہاشمی امداد کی خاطر

۵۳

جو حاشیہ کی طرح طرفدار نہ ہوں گے
میرے سخن صدق سے بیزار نہ ہوں گے
کیونکر دُرِ یکتا کے خریدار نہ ہوں گے
بحرین میں ایسے دُرِ شہوار نہ ہوں گے
مضموں ہیں عباسؑ کے اعزاز و شرف کے
دیکھو تو سہی صاف ہیں موتی یہ نجف کے

۵۳

جتنے ہمہ داں ہیں وہ مرے مرتبہ داں ہیں
پر نظم وہ دیکھیں جو فصیحانِ جہاں ہیں
مصرع نہیں موجیں یہ فصاحت کی رواں ہیں
معنی جو بلاغت کے ہیں موتی یہ عیاں ہیں
الفاظ ہیں وہ پاک کہ ثانی نہیں رکھتے
خالی جو لغت سے ہیں۔ معانی نہیں رکھتے

سیفی کا نمونہ مری شمشیرِ زباں ہے
اللہ کی تلوار کے جوہر کا بیاں ہے
قبضہ میں مرے معنی و الفاظ کی جاں ہے
اب سیفِ زباں نظم کے میداں میں رواں ہے
وہ رزم کے مضمون کا رن آج پڑے گا
مصرع تو کہاں ذہن کیبکانہ لڑیگا

۵۵

ممدوح مرا نام خدا سیف خدا ہے
دعویٰ جو کروں بیعت زبانی کا بجا ہے
یوں قطع رہ نظم کروں میں تو روا ہے
سب سے ہی کہیں واہ یہ انداز جدا ہے
خامہ کو ادھر خواہش تحریر سے تھاما
اور ہاتھ ادھر باندھ کے شمشیر سے تھاما

۵۶

یہ بزم مقدس ہے فرشتوں کی گزرگاہ
جس طرح سے فردوس میں ہے جو منزل گاہ
موجود ہیں تار آنکھوں سے اور علم آگاہ
پڑھا جو پڑھا عقدۂ دل کھل گئے واللہ
بے حل ہوئے مشکل نہیں رہتی کوئی جی کی
محفل ہے کہ درگاہ ہے عباس علی کی

۵۷

کون اس کے سوا اور سر کون و مکاں ہے
ہے کفر بھی قائل کہ یہ ایمان کی جاں ہے
اک وصف یہ ہے پشت پناہ دو جہاں ہے
خورشید علم سر نگیں چرخ کماں ہے
دریا دل ذیشان کف و سقائے حرم ہے
کوثر کا شرف بحر عطا ابر کرم ہے

۵۸

یکتائی کے سانچے میں شبیہ ان کی ڈھلی ہے
پیروں کا عصا بچوں کی یہ نادِ علی ہے
چاروں کتب حق کا وہ قرآن جلی ہے
یہ سورۂ اخلاص حسین ابن علی ہے
خسرو کوئی ایسا نہ ہوا ہو گا سلف میں
حمزہ سے وہ بالا الف قد ہی شرف میں

۹

پر دو شرف جعفرِ طیارؑ نے پائے
کس جنسِ شہادت کے خریدار نے پائے
حاشا کہ مہاجر نے نہ انصار نے پائے
پھر شاہِ شہیداںؑ کے علمدار نے پائے
جعفرؑ بھی تصدق ہوئے حیدرؑ کے خلف پر
یا دوش کے پر رکھ کے درِ نجف پر

۱۰

یہ شمعِ قدِ روشن کے دو پروانے پیدا ہیں
یہ نخلِ شہادت کے دو برگِ گلِ تر ہیں
رحمت کے یہ دو ابر ادھر اور اُدھر ہیں
رخسار ہیں یا جلوہ نما شمس و قمر ہیں
قربان ہیں اس جعفرؑ شاں کے پروں پر
ہر دم یہ ہما رہتے ہیں شیعوں کے سروں پر

۱۱

ہر شکل پہ زیبا ہے ورق صنعِ خدا کا
اک حسن کا آیہ ہے اور اک نورِ ضیا کا
اک اوج ہے ایمان کا اک شرعِ ہدیٰ کا
اک تاج ہے زوار و نکا اک ابنِ عزا کا
وہ سایہ ہے اللہ کا یہ سایہ نبیؐ کا
وہ چہرہ حسنؑ کا یہ حسینؑ ابنِ علیؑ کا

۱۲

پہلے - وہ ہما جن کے ہوا خواہ سلیمان
جبریلؑ رکھیں مثلِ پلک آنکھوں پہ ہر آن
حوریں کہیں صدقہ ہیں تو پریاں کہیں قربان
سو جان سے ہر مو پہ تصدق ہیں نبی جان
عباسِ علیؑ روحِ شہِ جن و بشر ہیں
یہ طائرِ روحِ شہِ مظلوم کے پر ہیں

۲۱۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۷

یوں تبصرہ میں کلک قضا سے ہی مسطور
جس دشت میں جعفرؑ کو شہادت ہوئی منظور
فردوس سے نزدیک تھا یثرب سے بہت دور
اک جا تھا شرر بار تھے اک جا چمن نور
مسجد یہاں روشن تھی رسولؐ دوسرا سے
آنکھوں سے حجاب اٹھ گئے حکم خدا سے

۱۸

آئینہ کے مانند تھا رن پیش پیمبرؐ
اس آئینہ میں دیکھتے تھے جیتوں کے جوہر
تھی مثل الف آنکھ کے آگے صف لشکر
جنگاہ کی روداد بیاں کرتے تھے فرفر
پیدا لب جاں بخش سے اسرار خفی تھے
مصروف ہمہ تن گوش سب اصحاب نبیؐ تھے

۱۹

رو رو کے کہا احمد مرسلؐ نے قضا را
لو زیدؓ علمدار کو کفار نے مارا
جعفرؑ نے اٹھایا علم اس وقت ہمارا
رونے لگے اصحاب گریباں کیا پارا
آہوں کا دھواں تا بہ فلک ہر اک جگہ تھا
کعبہ کی طرح جامہ مسجد بھی سیہ تھا

۲۰

ناگاہ پیمبرؐ نے کہا ہائے برادر
مسجد میں اٹھا شور کہ مارے گئے جعفرؑ
یہ غل تھا کہ وارد ہوئے جبرئیلؑ کہ سرور
آتے ہی پڑھا فاتحہ اور بولے یہ رو کر
جعفرؑ نے تو ہاتھوں کو فدا حق پہ کیا ہے
پر دو لکھے پیدا کیا اونہیں مالک نے دیا ہے

۵۲۱

اسلم سوئے میدان ستم دیکھے مولا
آلودۂ خوں اپنا علم دیکھے مولا
جعفرؑ کا ستم حق کا کرم دیکھے مولا
مشتاق حوران ارم دیکھے مولا
بھائی کی ترے قدر بلند آج ہوئی ہے
سو نیزوں پہ اک لاش کو معراج ہوئی ہے

۵۲۲

یاں دیکھتے ہیں ان کی طرف شاہ اممؑ
یاں نیزوں کی انی پہ علم لاشۂ جعفرؑ
کہتے ہیں عدو برچھیوں کو گردش دیکر
الفتح کہ مارا گیا حیدرؑ کا برادر
تابوت ذرا جعفرؑ طیار کا دیکھو
انجام پیمبرؐ کے علمدار کا دیکھو

۵۲۳

پر لاش کے ہر گرد فرشتوں کے پرے ہیں
یاقوت کے پرے بعضوں کے ہاتھوں پہ دھرے ہیں
شہپال زمرد کہیں طوبیٰ سے ہرے ہیں
شہپر کہیں موتی کی تجلّی سے بھرے ہیں
کہتے ہیں فرشتے کہ پسند آپکو کیا ہے
اے جعفرؑ طیار یہ سوغات خدا ہے

۵۲۴

حیدرؑ کو خبر دی یہ رسولِ دوسرا نے
چاک اپنا گریباں کیا دستِ خدا نے
رو کر یہ ثنا کی شہ عقدہ کشا نے
بازو جو قلم راہ خدا میں سر کٹانے
بھائی کی طرح رتبۂ برتر تجھے ملے
اللہ کی سرکار سے شہپر تجھے ملے

۲۳۵

سقّے پہ تماشا شہِ والا کی پکارے
بس بس کہ یہ حصّہ ہے بھتیجے کا ہمارے
جو عاشقِ شبیر ہے بیٹوں میں ہمارے
شانوں کو کٹا دیگا وہ دریا کے کنارے
رتبہ کی بلندی میں فلک پست بنیں گے
یاقوت سپارے اُسکو سر دست ملیں گے

۲۳۶

زہرا کی دو تین برس اور ہے مہماں
اک عالم سے ہوگا ترے عقد کا ساماں
اُس بی بی کے فرزند گرامی کے میں قرباں
بھیجیگا تو لے کو مرے جان اور ایماں
قرباں وہ رہیگا لبِ جیحوں تنہا پر
جسطرح سے تم مجھپہ نثار اور میں خدا پر

۲۳۷

جب مطلعِ قدرت سے ہو روشن وہ ستارا
منھ چوم کے تم کہیو سلام اُس سے ہمارا
آنکھوں سے مری کیجیو چہرہ کا نظارا
کہیو کہ چچا مر گیا مشتاق تمھارا
شبیر سے دیکھیں گے رفاقت کو تمھاری
دریا پہ ہم آئیں گے زیارت کو تمھاری

۲۳۸

سجدہ کیا حیدر نے کہ ہے اوج پہ تقدیر
کی عرض پیمبر سے کہ اے صاحبِ تطہیر
سبطین کو تو حق نے کیا شبّر و شبّیر
تم نام مرے بیٹے کا رکھو کہ ہو توقیر
ہر نام میں دو طرح کی تاثیر ہو پیدا
حیدر کا جلال الفتِ شبیر ہو پیدا

۴۲۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۴۳

مقدور مجھے اُس کی تواضع کا کہاں ہے
وہ شاہِ شہیداںؑ کے فدائی کی ماں ہے
کونین میں وہ محسنِ خاتونِ جناں ہے
میں کون ہوں خود اُس کا فدا مریمِ ذیشاں ہے
گر اُس کے عوض فاطمہؑ سو بار فدا ہو
حق یہ ہے کہ اور پھر بھی نہ حق اُس کا ادا ہو

۳۴۴

پیدا ہو جو عباسؑ تو میں گود میں پالوں
جو ناز کرے فخر سے آنکھوں پہ اُٹھالوں
شبیرؑ کے فدیہ کے سب ارمان نکالوں
بس دودھ چھڑاتے ہی میں نوشاہ بنالوں
ننھی سی سپر پشت پہ ہو تیغ کمر میں
کاندھے پہ علم رکھ کے پھراؤں اُسے گھر میں

۳۴۵

اطفالِ قریشی ہوں پسِ پشت ہیں واری
فوجِ نبوی جیسے کہ پیرو ہے تمھاری
ہر ایک قدم میری زباں پر ہو یہ جاری
آتی ہے علمدارِ حسینؑ کی سواری
سقائی کی بھی زیرِ علم جلوہ گری ہو
ننھی سی ہو اک مشک کاندھے پہ دھری ہو

۳۴۶

حیدرؑ نے کہا سب یہ حشم ہوویں گے زہراؑ
بھائی کے وہ مختارِ علم ہوویں گے زہراؑ
سقائے یتیمانِ حرم ہوویں گے زہراؑ
پر کب کہ نہ ہم ہوں گے نہ تم ہوویں گے زہراؑ
نو سال تلک بس ہمیں بابا وہ کہیں گے
پھر شاہِ شہیداںؑ کی غلامی میں رہیں گے

۳۷

ابتو نہ ولادت ہے نہ دیدار ہے زہراؑ
عباسؑ کو کم پاؤ یہ دشوار ہے زہراؑ
لاشے کا مقدر ہیں مگر پیار ہے زہراؑ
پہلا وہی دیدار علمدار ہے زہراؑ
تم قد سے آؤ گی یہ تعظیم کریں گے
اٹھ اٹھ کے کٹے شانوں سے تسلیم کریں گے

۳۸

زہراؑ یہ بیاں سن کے ہوئیں سخت پریشان
زینبؑ کو پکاریں ادھر آ میں ترے قربان
بیٹی سنا تو نے مرو نگی میں پُر ارمان
تو خدمتِ عباسؑ کا اقرار کر اس آن
وہ بولی مرا فخر ہے کچھ عذر نہیں ہے
فدیہ مرے ماں جائے کا وہ ماہ جبیں ہے

۳۹

زہراؑ نے کہا اور بھی احسان کرے گی
بولی کہ بہن بیاہ کا ساماں کرے گی
فرمایا یہ سب کچھ تو مری جان کرے گی
بالوں کو بھی لاشہ پہ پریشان کرے گی
خوں منہ پہ مرے لال کے فدیہ کا ملے گی
للہ بلائیں بھی کٹے شانوں کی لے گی

۴۰

یہ سن کے نہ تاب آ سکی محمدؐ کے وصی کو
فرمایا نہ مجبور کرو بنتِ علیؑ کو
رسی میں عدو باندھیں گے ناموسِ نبیؐ کو
مر بیٹے کا حکم نہ ہووے گا کسی کو
سیدانیوں کے حادثہ پہ عرش ہلے گا
شبیرؑ کے لاشہ پہ بھی رونا نہ ملے گا

۴۱

بہر آئے تو عباس کی حسرت میں قضا کی
غل پڑ گیا سرکار نبی شیر خدا کی
پھر انجمن عشق کی طالع نے بنا کی
پیدائش عباس نے تو عید بپا کی
تارا سی چمکنے لگیں امید کی آنکھیں
اس چاند نے کھولیں مہ و خورشید کی آنکھیں

۴۲

دن نیک گھڑی نیک جگہ نیک وہ گھر نیک
دُر نیک صدف نیک پسر نیک پدر نیک
خورشید سے طالع میں فزوں دور قمر نیک
عقرب سے طرف تھا کبھی اسد ہم تھا اثر نیک
کونین کو رہنا تھا سدا کام پہ اُس کے
یہ قوم عم افزا کی پڑے نام پہ اُس کے

۴۳

چمکی یہ سعادت کہ سعید ازل آیا
بچپن پہ کمالات کے دُرِ بے بدل آیا
طوبیٰ نے کہا نخل تمنا میں پھل آیا
وہ غیب سے کچھ پردے میں چھپا تھا نکل آیا
اک تیغ سی تھی قبضۂ قدرت میں خدا کے
ہاتھ آگئی ہے آن کے عقدہ کشا کے

۴۴

زینب نے عجب نام لیا پیار سے اُس آن
فرمایا میں قربان سکینہ کے چچا جان
رہ رہ کے مجھے آتا ہے اب الفت کا دھیان
بھیا کی زیارت کا اُنہیں تھا بہت ارمان
پھر ہاتھ بڑھا کر کہا حیدر کے خلف سے
بیٹی ہوں بلائیں تری لوں ماں کی طرف سے

۴۵

ہنستے ہوئے ناگاہ حسینؑ و حسنؑ آئے
اک گل کے نظارے کیلئے دو چمن آئے
کس مہر سے خورشیدِ رسولِ زمن آئے
دو چاند ستارے کی طرف خندہ زن آئے
شبیرؑ سے علیؑ نے کہا بھائی ہے تمہارا
شبیرؑ نے فرمایا فدائی ہے تمہارا

۴۶

شاہِ شہدا آئے جو منہ دیکھنے کو پاس
نعلین کے بوسے کو ہمکنے لگے عباسؑ
تھا روزِ ولادت یہ لحاظ و ادب و پاس
آغوش میں آنا تھا کہ پوری ہوئی آس
یہ حوصلہ یہ فہم تھا بچپن میں نہیں کا
وہ ننھے سے ہاتھ اور وہ دامن شہ دیں کا

۴۷

بوسہ دیا رخسار پہ شاہِ شہدا نے
پھر ہاتھ کئی بار لئے چوم کے شانے
بیٹا کہا اپنا خلفِ خیرِ نسا نے
عباسؑ کو یہ مژدہ دیا شیرِ خدا نے
ہے آلِ عبا سے ترا پیوند ہے بیٹا
فرزندِ پیمبرؐ کا تو فرزند ہے بیٹا

۴۸

فرزندیِ شبیرؑ گرامی ہو مبارک
آقائی انہیں تم کو غلامی ہو مبارک
ثقلین شہیدین کی سلامی ہو مبارک
عز و شرفِ جعفرؑ نامی ہو مبارک
شبیرؑ جو فرزند کہیں پیار سمجھنا
تم ان کو مگر مالک و مختار سمجھنا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۳

فضل یہ ہنر میں ہوئے سب یاں ہنر سے
جسطرح قمر تاروں سے اور شمس قمر سے
ہمت میں گراں قدر تھے یہ جن و بشر سے
جسطرح گہر سنگ سے اور لعل گہر سے
یوں حسن میں برتر تھے یہ انسان حسیں سے
جسطرح نبی خلق سے اور عرش زمیں سے

۵۴

یوں سنتے تھے ارشاد شہ ارض و سما کو
جسطرح سے جبریل امیں وحی خدا کو
یوں دیکھتے تھے پیار سے شاہ شہدا کو
جیسے اسد اللہ رسول دوسرا کو
فاقوں میں وہ بھائی کی زیارت کا مزہ تھا
جو روزہ میں قرآں کی تلاوت کا مزہ تھا

۵۵

فرماتیں ماں پڑھتیں کہ اے بیر و زہرا
ہاں خدمت شبیر کے آداب ہیں کیا کیا
جا کر کسی محفل میں جو بیٹھے مرا آقا
بیٹھو یہیں دو زانو عقب سید والا
خدمت کو رہو سامنے موجود کمر بند
نعلین حضور آنکھوں پہ رکھو کمر میں

۵۶

ہاں کہتی تھی پیغمبر تو بھائی ہیں تمہارے
پیروں پہ بچھڑتے تھے کہ آقا ہیں ہمارے
ہم ذرہ ہیں یا وہ عرش معلی کے ستارے
آخر وہ یہ کہتی تھی میں قائل ہوئی پیارے
لکھ رکھنے کے قابل تری تقریر گذاری
یہ صحبت شبیر کی تاثیر ہے واری

۵۷

اللہ رکھے انکی غلامی میں ابد تک
نعلین مبارک کا اٹھانا ہو مبارک
آنکھوں پہ رکھو سر پہ رکھو فخر ہے بیشک
سر پر تو ہے وہ تاج اور آنکھوں پہ عینک
اس قدر شناسی میں بڑا جاہ ملے گا
بس اور تو میں کیا کہوں اللہ ملے گا

۵۸

شیران سے رضامند تھے یہ شیر سے رضامند
وہ کہتے تھے فرزند یہ کہتے تھے خداوند
بازو کو بناتے تھے کبھی شہ کا کمر بند
اور ہاتھ تو تھے دامن پیغمبر کا پیوند
تبسم یہ فقط دامن دولت پہ کیا تھا
معشوق کا دل ہاتھ میں عاشق نے لیا تھا

۵۹

یک جان دو قالب تو زبانوں پہ ہے اکثر
موجد سخن تازہ کی ہے طبع سخنور
اعداد میں ہیں قالب و عباس برابر
شبیر ہیں یہ شبر و شبیر کی جان پیمبر
خود شان ہے قربان عجب شان ہے انکی
قالب ہیں یہ اور جان نبی جان ہے انکی

۶۰

ہم آل کی محبت کا صلہ تھا جو فنا نا
پھولوں پہ انھیں شام و سحر قبر پہ جانا
کہہ کے پھول چڑھانا بھی وہاں تھم کے جانا
اور واں سے جو آنا تو یہ ماں کو سنانا
میں فاطمہ کی دخت سے طالب ہوں مدد کا
دن بھر کیا کرتا ہوں دو وقت لحد کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۶۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۶۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۶۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۶۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۶۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۷۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۷۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۷۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۷۷۳

عباس یہ پکارے کہ بھلا مشک تو لا دو
تم ہاتھ سے اپنے ہمیں سقا تو بنا دو
اور زیر فلک تھا سا سبھی وہ بچھا دو
سر کھول کے قبلہ کی طرف ہاتھ اٹھا دو
حق چاہے تو پھر ابھی نہ جائے یہ پانی
بی بی کے کٹے سر سے ہم لاتے ہیں پانی

۷۷۴

شبیر ادھر لائی وہ بنت شہ والا
بسم اللہ ادھر کہہ کے چچا سامنے بیٹھا
سر دیکھ کے بازو میں وہ بنائے گی سقا
شبیر نے شانے کی ادھر شان دو بالا
حضرت نے یہ کی عرض کہ مشتاق تھا ہوں
شہ بولے کہ گو درد میں راضی برضا ہوں

۷۷۵

تم آئے ہو دریا پہ اجل آئی ابھی سے
بھائی کی کمر ٹوٹ گئی بھائی ابھی سے
لو جاتی رہی آنکھوں کی بینائی ابھی سے
ہے پیش نظر لاش کی تنہائی ابھی سے
ارمان تڑپتے ہوئے مجھ کشتۂ غم کے
تم لاش مری لائے نہ سایہ میں علم کے

۷۷۶

چھوٹے پہ پھر آئے گا تمہیں بھائی تمہارا
تم قبر میں مردہ نہ اتارو گے ہمارا
اللہ علمدار کیا ہم سے کنارا
پردیس میں تابوت ہمارا نہ سنوارا
تم چھٹ گئے بھائی سے تو چھٹ گئے عباس
سر کٹ گیا زینب کا حرم لٹ گئے عباس

۷۷

غازی نے یہ سنکر سرِ تسلیم جھکایا
اور در کے قریب آن کے زوجہ کو بلایا
پوچھا اُسے کہاں ہے سبھی زیور گھڑایا
زینبؑ نے سبب پوچھا تو رو کر یہ سنایا
کہتے ہیں کہ تو لا کے زر غم میں گھروں گا
مہر اپنا مجھے بخشدو جیتا نہ پھروں گا

۷۸

ہرچند بڑا اپنے کا بڑا جبر و ستم ہے
پر بیچ میں معصوم سکینہؑ کا قدم ہے
شاہد مری ہمشیر ہے تمہیں زہراؑ کی قسم ہے
بخشا اُنہیں لونڈی نے نہ اب فکر نہ غم ہے
مہر اپنا تصدق یہ سکینہؑ پہ تصدق
سب باندی سلطان مدینہ پہ تصدق

۷۹

ناگہ درِ دولت پہ سواری کا ہوا غل
چلائے نقیب گروہ و حشم و جاہ و تجمل
سامان سواری یہاں موجود ہے بالکل
رہوار پہ طرفِ زینِ حضرت ذوالکل
اب جانبِ خیمہ سرِ لشکر ہے
یا حضرت عباسؑ علیؑ وقتِ مدد ہے

۸۰

اسوار ہوا جبکہ علمدار گرامی
اکبرؑ نے رکاب اور عنان شاہ نے تھامی
اقبال نے عالم نے دیا خطِ غلامی
ساتھ چرخ بھی جھک کے زمیں لوٹے سلامی
کیا دامنِ دولت نہ کہوں دامنِ زینبؑ کو
دامن میں لیا زینبؑ نے اُس دولتِ دیں کو

۲۸۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۸۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۸۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۸۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۸۵

ماتمزداں غلغلے ہیں صلِّ علیٰ کے
حاضر ہیں فلک پیشِ نگہ سر کو جھکا کے
مردم سمِ توسن کے نشاں راہ میں پا کے
عینک کی طرح آنکھوں پہ رکھتے ہیں اٹھا کے
چلاتی ہے شوکت کہ درود اپنے پڑھے جا
فرماتی ہے ہمت کہ بڑھے جا و بڑھے جا

۵۸۶

جاسوس غم کے گوشوں میں چھپا شاہِ دیں کا
شہزادہ میں بیٹھ کر ابھی بیٹھی تو فوجی کی
سے پیچ خبر لائے ہیں ہرکارہ چالاک
ہر مورچہ سے گر گیا ہے بیٹھ کے سفاک
صدقے فرس بازو دے شاہِ دو جہاں پر
مثلِ خبر آتا ہے خلائق کی زباں پر

۵۸۷

گھوڑا جو تڑپ کر تیرا اب بول رہا ہے
کہتے ہیں عدو تیر کماں بول رہا ہے
بعضوں کا اشارہ ہے کہ وہ ان بول رہا ہے
تلوار علمدار جواں بول رہا ہے
نعرے میں ہے ضیغم پہ غضب تیز پری ہے
افلاک کے نو شیشوں میں بال آ گئی ہے

۵۸۸

جب باگ ہلی آمدِ محشر نظر آئی
لشکر میں قیامت ادھر آئی اُدھر آئی
چمکا جو علم چار طرف یہ خبر آئی
لو کاہکشاں آج فلک سے اتر آئی
جب ہاتھ میں تلوار کا پھل تو نظر آیا
خورشید کے پنجے میں مہِ نو نظر آیا

۸۹

[illegible]

۹۰

[illegible]

۹۱

[illegible]

۹۲

[illegible]

۹۳

[illegible]

۹۴

[illegible]

۹۵

گروہ ایک جویا تھا علمِ نبی کا
لگایا پتا جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذبِ خفی کا
کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کیے جرح و تعدیل کے وضع قانوں
نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

۹۶

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۰۱م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۰۲م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۰۳م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۰۴م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۰۵

بنتا ہے ہمارے لیے کیوں فاطمہ کا نام
اس نام کی دھومیں ہیں اک شرع کی کلام
قرآں کی تلاوت میں ہے یہ نام خوش انجام
یہ نام ہے تسبیح ملائک سحر و شام
باعث یہ ہوا معرفت رب ہدا کا
اس نام سے بندوں نے نشاں پایا خدا کا

۱۰۶

کیوں عرش مکاں کون ہے پیغمبر ہے پیغمبر
قدرت کا نشاں کون ہے پیغمبر ہے پیغمبر
خالق کی زباں کون ہے پیغمبر ہے پیغمبر
دین دو جہاں کون ہے پیغمبر ہے پیغمبر
مانند خدا ایک حسین ابن علی ہے
مختار شکوہ ابدی و ازلی ہے

۱۰۷

جو مصحف ناطق کا ہو خواہاں ہے وہ تفہیم
معصوم کو دیکھیں ہم پڑھیں کہ ہے یہی تعلیم
کب بستے ہیں گلشن جنت ہوا تقسیم
جاری لب کوثر پہ ہے نام شہ دلگیر
پوچھے جو بیاباں میں کوئی قبلہ کدھر ہے
کعبہ سے صدا آئے کہ شبیر جدھر ہے

۱۰۸

پوچھے جو قمر زور سے اگر کون ہے پیچھے
گھیسے پڑھے صبح کو زہرا کا قصیدہ
گر ہم سکے کون نبوت کا فرشتہ
ثابت ہے یہ قسم کھائیں کہ حیدر کا جگر ہے
آگاہ ہے ہر گوہر شہوار شرف سے
کونین کی ہے آبرو اس در نجف سے

۲۰۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

١١٣

[illegible] ہیں ہمارے

[illegible] ہمارے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سحر خیزان

١١٤

[illegible] ہماری

[illegible] ہماری

[illegible]

[illegible]

[illegible]

١١٥

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

١١٦

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۱۷

طوفاں کی طرح فوج بڑھی جوش وغا سے
اندھیر ہوا گھاٹ پہ دھاووں کی گھٹا سے
رکتے ہوئے تھے آب رواں خوف کے پیاسے
سرعت سے کہا ہاں تو کریں ہاں وفا سے
گھوڑوں کو بھی غرق اپنا ہو نظر آیا
لشکر کے سمندر میں یہ پایاب نظر آیا

۱۱۸

ہر موج کی قلزم لشکر کا دھارا
دل تیغ نے ہر اک کا ابھرا یا اتارا
عباسؑ کا پایا جو سر دست اشارا
ملبوس بنام اُس نے نہانے کو اُتارا
غوطے کا مزہ صاف لب تیغ پر آیا
پانی لب ساحل کی طرح منہ میں بھر آیا

۱۱۹

سب ضرب دم تیغ سے الموت پکارے
مصرع سے ہوئے قافیہ کس طرح کنارے
تھا بحر حقیقت لب دم تیغ کے مارے
غرقاب غرض تھے قطعۂ زمیں کے بھی سارے
زاہد کو تیمم کا ٹھکانا نہ کہیں تھا
شاعر کیلئے بحر سخن محطِ زمیں تھا

۱۲۰

باراں کی دعا تیغ پہ جوہر سے رقم تھی
طوفاں تھا وہ قبضے میں کہ موج اُس کی قسم تھی
اک بوند تھا یم بس سمندر سے کم تھی
جو کشتی ہستی تھی وہ غرقاب عدم تھی
غل تھا کہ زمیں غرق ہے جہنم کی یہ کیا ہے
افلاک نے کہا قہر خدا قہر خدا ہے

۱۲۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۵

ہر تار نظر ہی ہے جو ضعیفی نفس میں
اک فکر زر و مال میں اک خواہش تن میں
ہے آب دم تیغ نظر آ کسی شے میں
نشتر کی طرح دوڑ گیا ہر رگ و پے میں
پر مستوں سے پیمانۂ دل ٹوٹ گئے تھے
حریفوں کا تو کیا ذکر وہی چھوڑ گئے تھے

۱۲۶

تلوار کی بجلی جو خس و خاشاک سے نکلی
دو بجلی جو زمیں میں تو یہ افلاک سے نکلی
تحسین دل اہل سفاک سے نکلی
مغفر میں بھی بجلی سینۂ بیباک سے نکلی
پلہ تو جو چہرہ کا رنگ اڑا یا سر نکلا
ہم رنگ سپر جلی ہوا خون جگر نکلا

۱۲۷

ہمدم عقب رخش خوش انداز نہ آئی
نعلوں سے صدا وقت تگ و تاز نہ آئی
گویا کہ اڑا ہوش اور آواز نہ آئی
پریوں کو یہ رفتار یہ پرواز نہ آئی
ہر ہر نے وظیفہ کیا رہوار کا کلمہ
بجلی نے پڑھا تیغ علمدار کا کلمہ

۱۲۸

رن تیغ سے اور چرخ گریزاں تھا ارن سے
غربت یہ ہوئی سر دوں سے جدا سر کے کفن سے
ہر خود گرا فرق سے اور فرق بدن سے
دل سینہ سے تو دم آنکھوں سے اور دانت دہن سے
جوہر تبر و تیغ سے اور پنجہ نشاں سے
چلہ تیر سے پھل چھپوں سے چلہ کماں سے

۱۲۹

[illegible]

۱۳۰

[illegible]

۱۳۱

[illegible]

۱۳۲

[illegible]

۹۳۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۳۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۳۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۳۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۳۷

فرما کے یہ کہنے لگی وہ نازوں کی پالی
ہے ہے یہ بلا میں نے چچا جان پہ ڈالی
قربان ہوئی نہر پہ میں بھیجنے والی
اللہ نہ ٹوٹے کمرِ سیدِ عالی
جو وقت بلا میں ہے چچا جان کی ہوگی
یہ بالیاں کانوں کی تری راہ میں دوں گی

۱۳۸

ناگاہ ہوا عرصۂ مقتل تہ و بالا
اور بیٹھ گئے دل کو پکڑ کر شہِ والا
منہ پردے سے پھر زینبِ مضطر نے نکالا
پوچھا تو کیا شاہِ شہیداں نے یہ نالا
اب منہ سے نکلتا ہے کلیجہ مرا پھٹ کر
سینہ پہ لگا تیر گرے بھائی اُلٹ کر

۱۳۹

زینب نے جو گردن طرفِ نہر پھرائی
چلائی کہ ہے ہے شہِ مرداں کی کمائی
اک چیز چمک کر مجھے گرتی نظر آئی
پنجہ یہ نشاں کا ہے کہ پرچم ہے دہائی
بازوئے علمدار قلم ہو گیا لوگو
ٹھنڈا مرے بھائی کا علم ہو گیا لوگو

۱۴۰

کیوں ماں جو سر ننگے میں اب خیمہ سے جاؤں
ماتھے پہ لہو سقّے کے شانے کا لگاؤں
دریا پہ صفِ ماتمِ عباس بچھاؤں
اماں کو بھی اس وقت نجف سے بلاؤں
بابا کی شہادت کا قلق تازہ ہوا ہے
سیدانیو میرا علوی بھائی موا ہے

۱۲۱ھ

پھر بیوہ مسلمؑ کو پکاری وہ دل افگار
بھائی ہے حقیقی ترا عباسؑ خوش اطوار
دے اذن تو ساماں کروں ماتم کا میں ناچار
وہ بولی کہ مالک ہیں حضور اور شہ ابرار
پر آپ ترائی ہیں جو کھو سے ہوے مر جائیں
اکبرؑ تو نہ غیرت سے گلا کاٹ کے مر جائیں

۱۲۲ھ

پیدانی نے منھ اکبرؑ مظلوم کا دیکھا
تھوڑا لیا شہزادے نے ہمراہ کے سر اپنا
سمجھیں کہ رضائے علی اکبرؑ نہیں اصلا
زینبؑ نے وہیں بیٹھ کے منھ پر لیا پلا
یاں شور فغاں گنبد دوار پہ پہونچا
سردار وہاں لاش علمدار پہ پہونچا

۱۲۳ھ

دیکھا کہ علمدار کو قربانی کی ہے عید
منھ پھیرتے ہیں دریا سے کہ تسنیم کی ہے دید
پیدا ہے ہر اک بات سے اللہ کی تائید
گہہ پڑھتے ہیں یٰسین کبھی کلمہ کبھی توحید
معبود حقیقی کی عدالت کا بیاں ہے
محبوب الٰہی کی رسالت کا بیاں ہے

۱۲۴ھ

ہے ورد زباں حیدرؑ کرار اما می
حقا کہ حسنؑ سید ابرار اما می
شاہؑ شہدا شہرۂ غفار اما می
محتاج دوا عابدؑ بیمار اما می
یارب ہیں ترے بارہ اماموں پہ تصدق
پیغمبرؑ کی اولاد کے ناموں پہ تصدق

۱۲۸۵ھ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۸۶ھ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۸۷ھ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۸۸ھ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۴۹

[illegible]

۱۵۰

[illegible]

۱۵۱

[illegible]

۱۵۲

[illegible]

۱۵۳

جب ہو گئے عزادار ہوئے تھے مرے نانا
اور اُن کے یتیموں کیلئے بھیجا تھا کھانا
دنیا سے مرے بھائی اُٹھے آج روانا
لازم ہے طعام ان کے یتیموں کو کھلانا
اس داغ سے دل میں مرا ناسور ہے زینبؑ
پانی کا بھی ہم کو نہیں مقدور ہے زینبؑ

۱۵۴

اب لاش پہ ہر سوگ نشیں اشک بہائے
زینبؑ نے کہا پہلے بہن رونیکو جائے
یاں سے تو نبیؐ زادی چلی سر کو جھکائے
واں بیوہ نے فرشے کے ٹاٹ بچھائے
چلائی کہ صاحب مرے تسلیم کو اُٹھو
ہمشیر حسینؑ آتی ہے تعظیم کو اُٹھو

۱۵۵

زینبؑ نے کہا سونے کی یہ کون گھڑی ہے
اے بھائی اُٹھو فوج ستم سر پہ کھڑی ہے
رو لونگی میں رونیکو تو سب عمر پڑی ہے
پر اب تو مجھے تم سے شکایت یہ بڑی ہے
اسوقت سدھارے جو ملاقات نبیؐ کو
عباسؑ کے سونپا حسینؑ ابن علیؑ کو

۱۵۶

ناگاہ کہا ماں سے سکینہؑ نے یہ کیا ہے
دم گھٹتا ہے تم نے مجھے کیوں روک رکھا ہے
سر کھول کے کنبہ مرا کیوں صرف بکا ہے
بی بی کہیں مظلوموں کا مرنا بھی چھپا ہے
میں نے انہیں مشکیزہ دیا کیا کہ خطا کی
اب لاش بھی مجھکو نہ دکھاؤ گی چچا کی

نسخہ ہے ہے

۱۵۶۷

الاں شیخ عجوں کی زیارت سے [illegible]
گر ہو یوں ہیں کہ گنگا سے گناہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۵۶۸

[illegible]

۱۵۶۹

[illegible]

۱۵۷۰

[illegible]

۱۶۱

دل ہل گیا سہم کے بولی وہ دل افگار
اللہ چچا اب سے سکینہ سے ہو بیزار
ہائے نہیں مجرا کیا جھک جھک کے کئی بار
تم نے نہ بلایا نہ دعا دی نہ کیا پیار
تقدیر ہے یہ مشک کے دینے کی تو کہدو
کھائی ہے قسم گود میں لینے کی تو کہدو

۱۶۲

یہ کہکے بڑھی پھاڑ کے ننھا سا گریباں
مردے پہ گری کہکے چچا جان چچا جان
لاشے سے ندا آئی میں قرباں میں قرباں
شرمندہ ہوں آزردہ نہیں ہے مری نادان
قابل ترے سوغات بھی رکھتا نہیں عباسؑ
کیا گود میں لے ہاتھ بھی رکھتا نہیں عباسؑ

۱۶۳

تیغوں میں دبیر اب نہیں مقدور فغاں کا
ہر شہر میں شہرہ ہے تری نظم و بیاں کا
دے واسطہ عباسؑ کو شاہ دو جہاں کا
لے تحفہ مصیبات دو عالم کی اماں کا
اقلیم سخن تو نے جو قبضے میں کیا ہے
جوہر یہ تجھے سیف الٰہی نے دیا ہے

تمام شد

رباعی

ہیں سایۂ سدرہ میں غلامان علیؑ
سدرہ ہے انہیں سرو خرامان علیؑ
ملتی ہے پناہ گوشہ گیری میں دبیر
سو ہم نے لیا گوشۂ دامان علیؑ

رباعی

یکتا ہے علیؑ کا رب علا کا بندہ
یکتا ہوں احسان میں اتقیٰؑ کا بندہ
اکرام ہے بجا الانسان عبید الاحسان
بندہ ہے نصیرؔ عے خدا کا بندہ

رباعی

بن بن کے ہزار بار آدمی و دنیا
جنت ہے علیؑ کا بن کے ساقی دنیا
بیٹھا کے اٹھا دیا نصیب کے بلند
نظروں سے آدمی و قصد گرا دی دنیا

رباعی

کیوں ان کے آگے جو بیاں ہو شان علیؑ
ہاں وقت نماز کروں کا قرآن علیؑ
گر ہاں وہ کا دنیا ہے کی آواز ہیں
گر ہاں ہو ہے کہ ادب سے ایمان علیؑ

رباعی

دل عقیدوں کو شاہ مال اتارا کس گیتی ہیں
قائم ہے کا آج تک کا ادا کرتے ہیں
ارادہ ہی جا ہیں گی نصیرؔ کا آدم
بندے ہیں مگر کام خدا کے کرتے ہیں

مرثیہ ششم

۱

اے شمس و قمر نور کی محفل ہے یہ محفل (نسخہ)
خورشید ید اللہ کی منزل ہے یہ محفل
روشن ہے کہ برج مہ کامل ہے یہ محفل
دربانیٔ جبریلؑ کے قابل ہے یہ محفل
ہر ذرہ چراغ حرم مدنی ہے
ھاکہ یہ دربار حسینؑ ابن علیؑ ہے

نسخہ: سب محفلوں میں نور کی محفل ہے یہ محفل

۲

یوسفؑ ہیں فدا جس پہ یہ بازار ہے کس کا
دُربار ہے ہر چشم یہ دربار ہے کس کا
کیوں زرد ہے خورشید یہ بیمار ہے کس کا
لاغر ہے یہ تو یہ عزادار ہے کس کا
جلوہ ہے یہ سب ماتم شاہ شہداؑ کا
دربار ہے یہ مالک سرکار خدا کا

۳

جاروب کش فرش عزا عرش علا ہے
دروازہ ہے یا باب سخی کا یہ کھلا ہے
ہر ایک گنہ عفو کی میزان میں تلا ہے
شربت کے لئے معجزہ کا قند گھلا ہے
پیتے ہی روا ہوتی ہے نادار کی حاجت
بے زر کو نہیں شربت و دینار کی حاجت

۴

مجمع کو تقاضا ہے کہ اثنا عشری ہوں
مجلس کی ندا ہے کہ میں رحمت سے بھری ہوں
چلاتی ہے ہر فرد کہ میں نظری ہوں
اخلاص یہ کہتا ہے ریا سے میں بری ہوں
جو سورۂ اخلاص کے پڑھنے میں ہے تاثیر
وہ مرتبہ ذکر شہ جن و بشر ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۹

محتاجِ کفن لاش ہے کس فخرِ جہاں کی
ہر گورِ غریباں میں ہے دھوم آہ و فغاں کی
پوچھو تو زمانے سے یہ ہے رسم کہاں کی
تابوت پہ سہرا نہیں میت ہے جواں کی
مرنا تو ہے برحق سبھی اک روز مریں گے
لیکن یہ شباب اور یہ اجل یاد کریں گے

۱۰

کیوں یارو کنایہ ہی سے دل ہو گیا پارا
آخر یہ بیاں کس کا ہے لو نام خدا را
مارا گیا شہزادہ مرا ادھر ہمارا
ارمان ہیں شاہد کہ پر ارمان ہمارا
اے کاش غلاموں کا یہ ارمان نکلتی
ہے ہے علی اکبر کہیں اور جان نکلتی

۱۱

یہ غم ہے غمِ مرگِ جوانانۂ اکبر
یہ مجلسِ ماتم ہے عزاخانۂ اکبر
دل جلتے ہیں سب کے کہ ہیں پروانۂ اکبر
بن پانی کے لبریز ہے پیمانۂ اکبر
ہمسن ہیں جو زہرا کے تو ہم شکلِ نبی ہیں
حیدر کے جوانوں میں جواں مرگ یہی ہیں

۱۲

رخ وہ کہ حسینانِ عرب جس پہ ہیں شیدا
ہے خال درخشاں دلِ یوسف کا سویدا
سبزہ ہے جوانی کا رخِ سرخ سے پیدا
یاقوت سے خوشرنگ زمرد ہے ہویدا
گلشن ہیں مگر وہ نہ پھولے نہ پھلے ہیں
آمد ہے جوانی کی یہ دنیا سے چلے ہیں

۲۱۳

[illegible]

۲۱۴

کہاں تک کوئی تنہا ہے پہ یا قسمتی کی تنہا
نہ سلطنت عالم نا فانی کی تنہا
پھر کیا ہے یہ فقط اک آبادی کی تنہا
یہی ہے یہ دل اجھ تا قاتی کی تنہا
پڑا ہے پھر کہاں کہ ہے آج آن کا
یہ اپنی شمر اے تہ ادار کا

۲۱۵

پہ ہے کو مصیبت ہی جھیل کل جہان ہے عیان
کہ جھیل سے بنی یا عشق جھگڑا کل جھگڑے عیان
نا قدر ہیں قنا عشق جھگڑا الا جھگڑا ہے عیان
سر دینا ہیں جگہ تیری جھگڑا کل جھگڑا عیان
طیبی ہی کا سبب نون قصور دی قضا ہے
دقیقہ کا حجت الغرض نماز شہدا ہے

۲۱۶

آیا ویں کیطرح تن بین ہیں عقد وجھکڑے ہیں
[illegible]

۱۷م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۸م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۹م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۰م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۱

اکبر کی گذارش ہے کہ منگوائیں سواری
ماں کہتی ہے تو کیوں نہ رضا دوں گی میں واری
پوری ہوئیں جو جو کہ مرادیں تھیں ہماری
گھر چھٹ گیا بچوں سے دو دن کی تھی یاری
کیا دیکھ کے دل خوش مرا ہوتا ہے بتاؤں
پہلو میں ہو گر وہ جسے پوتا میں بلاؤں

۳۲

چار دن ہیں نہیں بھوک نہیں پیاس نہیں ہے
قاسم کا قلق ماتم عباس نہیں ہے
گھر لٹنے کا سر کٹنے کا وسواس نہیں ہے
اس وقت جدا ہوتے ہو کچھ پاس نہیں ہے
ہاں میرے بہل جانے کے اسباب تو ہیں
اک تم نہ ہوئے تو نہ ہوئے اور بہت ہیں

۳۳

پالا تھا اسی دن کے لئے تو کہ جدا ہو
آنکھوں کی نہ عینک ہو نہ پیری کی عصا ہو
ہم ڈھونڈھتے ہیں وطن اور تمہیں شوق قضا ہو
ارشاد سمجھ کر و ناحق نہ خفا ہو
ماں کرتی ہوں واری نہیں کرتی ہوں زاری
نازک ہے مزاج آپکا میں ڈرتی ہوں واری

۳۴

ان جی چھٹوں میں جو بل آیا تو غضب ہے
منھ تم سے بگڑ کر جو بنایا تو غضب ہے
سوکھے ہوئے ہونٹوں کو چبایا تو غضب ہے
اس فاقے میں طیش آپکے کھایا تو غضب ہے
مر جائیگی جب ماں تو بہت یاد کروگے
سچ کہیو پھوپھی سے بھی یہ ارشاد کروگے

۲۵

جھنت تو بھلا بائی آگیا افسوس بن آیا
جو بستا کا تو رکھ ملی مری کاں بنیاں آیا
بھیں کس تے ٹو بی دیں بڑی آگیں بتی کر دولا
الھان کر دیا پایا دو طمان آیا
نیا بانڈو دسیدو بائی نیٹ بیاں آیا
یاں بیں آگی آدی اوں دے بیٹ دیو بیاں آیا

۲۶

کر تھی کھانا بے کو دل آئے کا نام
جو بسے بنیں اٹو بھاو بیں بانکا دو آرام
آٹو بسال جمین تاہ توں آنجام
سکیا لی بیں بیاں بیاں نے بانڈی تن جا کام
ٹو ہیر اسے جلتا کا آیا یا ہے بالا دل
نمیتا بیں بری کا بچیل ہے بیا آیا بالا دل

۲۷

بائی سے بھاو دل اندر کر اسب ہے کیا ہے
ہے تمہیں بیا دل تے گو بیر بیو دل کیا ہے
بنرا کا جین بیا عیوں ہے توں تیدل ہیں کیا ہے
بائیوں کا الوں ظلم کیا بیں کیا بیاں نا کیا ہے
باٹیوں سے بیاں بیں ساون ہے آنتی ہے
آگے یو جی آگی بیاو جمیری گاو کیا ہے

۲۸

کوتی بڑی کیا بیو یا نیں ہے کا
دل ان بھی اگے آج تو آن دنی ہے کا
دو جھو بد آگی آد آگیا بیجا کانی ایلیا
ٹیزا جمہ بالی تر ناتی سے کا
الھان تو دو جا ہم سے تو کر آگی بیا
سے کی بیں بیم سے کو کی تی لی لادی بیا

۲۹

اکبرؑ نے یہی عرض کہ خادم کا ادب کیا
بیٹے بھی ہیں سے لئے بھی ہیں مگر اسکا عجب کیا
ہم تو ہیں پر ارمانِ ازل عیش و طرب کیا
فرمائیے دنیا میں شجر پھلتے ہیں سب کیا
کیا آپ نے تقدیر کو پھرتے نہیں دیکھا
بجلی کو کبھی باغ پہ گرتے نہیں دیکھا

۳۰

ثم البدل اکبرؑ کا ابھی گھر میں ہے موجود
سجادؑ حزیں قیدی ہیں کعبۂ مقصود
دیکھا نہ مرا بیاہ تو جو مرضی معبود
باقرؑ کی غذا عمر کرے خضرؑ سے افزود
یہ دو نو جہاں میں تمہیں ممتاز کرینگے
وہ بولی کہ اور آپ۔ کہا یہ بھی مرینگے

۳۱

پھر بانو نے بیکس کو جواب اسکا نہ آیا
منھ دیکھ کے فرزند کا سر اپنا جھکایا
دروازے پہ گھوڑا علیؑ اکبرؑ نے منگایا
آداب بجا لا کے یہ مادر کو سنایا
ملبوس بدلوا دو نہ تکلیف اگر ہو
پھر دیر نہ لیکن پھوپھی اماں کو خبر ہو

۳۲

وہ بولی یہ مشکل ہے یہ دشوار ہے واری
پوشاک وہی رکھتی ہیں بچپن سے تمہاری
آتے نہیں حضور آکے سکینہؑ یہ پکاری
وہ سن بھی چکیں آئی ہیں ڈیوڑھی پہ سواری
چھپ کر پھوپھی زینبؑ سے کہاں جاتے ہو بھائی
سب کہتے ہیں کس واسطے روتے ہو بھائی

۳۴

[illegible]

۳۵

[illegible]

۳۶

[illegible]

۳۷

[illegible]

۳۷

پیاس کے کہا زینب بیکس نے بہ رقت
لو بھائی یہ ملبوس یہ اکبر کی امانت
بچپن سے بھی کرتے ہیں جوانی سے بھی خدمت
اللہ مبارک کرے اب تم کو یہ صورت
تم والدہ اکبر کی ہو پر ہم وہ دکھی ہیں
یہ آج کھلا ہم کوئی اکبر کے نہیں ہیں

۳۸

جو بات ہو سچ اُسکا برا ماننا کیا ہے
قاتل مرے ہاتھوں کے یہ پوشاک عزا ہے
میں نے ابھی بیٹوں کا لہو منہ پہ ملا ہے
پیغمبر ثانی یہ محبوب خدا ہے
کیوں بات سے میری تمھیں تشویش سوا ہو
اکبر کو قسم دو کہ مرے پاس نہ آئے

۳۹

پھر رونے لگی بیٹھ کے واں زینب ناچار
ہمشکل نبی لپٹے یہ کہتے ہوئے اک بار
میری پھپھی اماں مری مالک مری مختار
میں تو ہوں غلام آپکا کیوں آپ ہیں بیزار
ہم چاہتے ہیں تم ہمیں چاہو کہ نہ چاہو
اللہ اب اک بات پہ بندی سے خفا ہو

۴۰

ہنس ہنس کے وہ بولی کہ سینہ سے لگا لو
دم رکتا ہے باہیں نہ گلے میں مرے ڈالو
ماں بیٹھی ہے وہ جاؤ گلے اسکو لگا لو
ماں کی خوشامد کرو مرنے کی رضا لو
میں پیار نہیں کرتی میں قربان نہیں ہوتی
جاؤ میں تمھاری پھپھی اماں نہیں ہوتی

۲۴۱

پھپھی ہیں بہن بھی وہ ہیں حصہ دار تمھاری
ہیں کاہے کو ہووے گی غمخوار تمھاری
جاؤ نہ سواری تو ہے تیار تمھاری
اٹھارہ برس کی ہوں پرستار تمھاری
کس سے کہوں کیا خون جگر پیتی ہوں کب سے
دم بھر کو ٹھہر جاؤ گی اور جیتی ہوں کب سے

۲۴۲

زینب سے بہت کچھ کہا اکبر نے پھر آیا
اکبر نے انھیں منت و زاری سے منایا
آنسو جو تھے مطلب دل اپنا سنایا
زینب نے کہا لو وہی مذکور پھر آیا
میں سمجھی تھی ناشاد کو اب شاد کرو گے
سچ ہے علی اکبر مجھے برباد کرو گے

۲۴۳

میں تیغ سے کٹتے ہوئے گلا دیکھ سکوں گی
جو سن نہیں سکتی وہ بھلا دیکھ سکوں گی
اس باغ پہ باران بلا دیکھ سکوں گی
اس چاند سے مکھڑے کو ڈھلا دیکھ سکوں گی
آنسو مرے پونچھے تھے تو دو دن کی خاطر
کیوں لال یہ ملنا تھا بچھڑ جانے کی خاطر

۲۴۴

اکبر نے کہا آپ کی الفت کے میں قربان
اب چند قدم بھیجیے تکلیف پھپھی جان
اک غم کا مرقع تمھیں دکھلاؤں گا اس آن
پھر آپ قسم دیں گی کہ مر جاؤ بہ ارمان
فرمایا مرقع کہاں اے ماہ جبیں ہے
کی عرض پس پشت خیام شہ دیں ہے

۴۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۴۹

[illegible]

۴۵۰

[illegible]

۴۵۱

[illegible]

۴۵۲

[illegible]

۲۵۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۵۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۵۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۵۶ مطلع

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۷

وہ رخش تھا یا ابلقِ ایام کا اقبال
یک بیک سے درست اور جواں بخت جوں اسال
جادو تھا فقط آنکھ پہ اک معجزہ تھی چال
خورشید سے سم برق کی دم سنبل کی بال
قوت کی طبیعت تھی دلیری کا جگر تھا
ہم عزت کا بدن فہم کا دل عقل کا سر تھا

۵۸

لشکر میں خبر دار یہ لیکر خبر آئے
ہاں تو یہ کرو شر سے کہ جن البشر آئے
ہنسکر کہا سب نے کہ ہم آئے کہ ہم آئے
چلانے لگا عمر وہ ابر نظر آئے
تھا وہم کہ خالی نہ ہٹیں کا جدا ہے
گو شیر خدا کا ابھی شیروں سے جدا ہے

۵۹

ضرغام ادب چرخ کو دوڑے کہ ٹھہر جا
ہیبت نے کہا تم حد و سے کہ گذر جا
کوفے نے صدا دی بن مرجانہ کو مرجا
رن نے فتح سے بولا کہ ابھی پار اتر جا
پیچھے کا تصور جو کیا عرش نے جی میں
کرسی نے کہا سایہ ہمشکل نبی ہیں

۶۰

اک عالم حیرت تھا چہ لاہوت چہ ناسوت
سب جرم سے تائب تھے چہ ہاروت چہ ماروت
سب خوف سے تھے زرد چہ خورشید چہ یاقوت
سکتہ تھا سلاطین کو نہ تخت اور نہ تابوت
پہنچے جو کیا رخ سے درخشاں کی چمک نے
پالا سے زمیں تک کے دیے ہاتھ فلک نے

بدلہ: جادو کی نری آنکھ فقط معجزے کی چال

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۷۶۵

لقمان نے حکمت کی سند پائی ہمیں سے
عیسیٰ نے بھی سیکھی ہے مسیحائی ہمیں سے
ایوب نے کی اخذ شکیبائی ہمیں سے
جو حشم سلیماں تھی وہ ہاتھ آئی ہمیں سے
ہم بندوں سے صانع نے کمال اپنا دکھایا
عالم کو وقار اپنا جلال اپنا دکھایا

۷۶۶

احکام یزید اور ہیں اور اپنے امور اور
باطل کی نمود اور ہے اور حق کا ظہور اور
نمرود کی آگ اور ہے اور آتشِ طور اور
زنبور کا غل اور ہے الحانِ زبور اور
سمجھو تو سہی ہم کو بشر کیا ہے ملک کیا
بت کیا ہے خدا کیا ہے زمیں کیا ہے فلک کیا

۷۶۷

سامان سے کوئی صاحبِ ایماں نہیں ہوتا
ہر اہلِ عصا موسیِٰ عمراں نہیں ہوتا
پہنے جو انگوٹھی وہ سلیماں نہیں ہوتا
آئینہ گر اسکندرِ دوراں نہیں ہوتا
لاکھ اوج پہ پتھر کا ہما ہو نہیں جاتا
بت سجدوں سے واللہ خدا ہو نہیں جاتا

۷۶۸

عصیاں میں اگر ہم ابھی تیور کو بدل دیں
حکمِ عملِ عالم کے نتیجے کو بدل دیں
ہم ذرّہ سے کچھ پڑھ کے کریں قم کو بدل دیں
یہ کیا ہے زمانے کے مقدر کو بدل دیں
اٹھے ہوئے طوفاں کو ہٹا دیں تو گزر جائے
آئے ہوئے محشر کا جو منھ پھیر دیں تو ٹھہر جائے

نسخہ۔ بت سجدۂ کافر سے خدا ہو نہیں جاتا۔

۶۹

کیوں بحث الٰہ سے ہر شے پہ ہے تکرار
کی مدح قبلۂ دیں کعبۂ ابرار
کس بات پہ حاکم ہو ابیعت کا سزاوار
بدکار زیاں کار ستم گار جفا کار
قابل یہ امامت کے ہو قائل ہمیں کردو
قرآن سے آیت سے حدیثوں سے خبر دو

۷۰

بندوں نے بنایا ہو جسے کیوں وہ خدا ہے
نادانی خلقت ہی یہ پیش عقلا ہے
جو حق کی طرف سے ہے امام دوسرا ہے
جو خلق کی جانب سے ہو وہ کچھ نہیں کیا ہے
تم ایسے اماموں کی جو طاعت کا بھرو دم
بت کے بھی خدا ہونے کا اقرار کرو تم

۷۱

خاموش ہیں کیا ہم کہ جناب شہ دیں سے
بگڑیں تو بنے پھر نہ فلک سے نہ زمیں سے
اس حکم پہ تم بڑھ کے الجھتے ہو ہمیں سے
کینے کی گرہ کھلتی ہے دل سے نہ جبیں سے
آخر کبھی محشر ہے کبھی رب غنی ہے
گر آج قیامت نہیں فردا شدنی ہے

۷۲

ہم آپ ہیں سب آئے ہیں زیارت کو تمہاری
قرآن سمجھتے ہیں وہ صورت کو تمہاری
یاں قدر نہیں نانا کی امت کو تمہاری
بدحال ہو کیا سمجھو شرافت کو تمہاری
بانو کا جگر جان حسینؑ اور نہیں ہے
اکبر سا نجیب الطرفین اور نہیں ہے

۴۶۳

[illegible]

۴۶۴

[illegible]

۴۶۵

[illegible]

۴۶۶

[illegible]

۷۷۷

ناگہہ عمر سعد نے طارق کو پکارا
خاموش کر اس شیخ حسینی کو خدارا
جاگیر ہو موصل کی حکومت ہو گوارا
وہ بولا کہ دو گے تو کروں کیا میں تمہارا
اس وعدہ کو مُہر اپنی سیہ رو نے عطا کی
اکبر کے لیے روح سلیماں نے دُعا کی

۷۷۸

نکلا ادھر اتنا ہی جدھر ابن قمر شاہ
عقرب کے طریقے سے بڑھا طارق گمراہ
نیزہ تہ گیسو نہاں تھا عقرب کا سیہ ماہ
ہستی نے کہا جا تجھے غارت کرے اللہ
شبرنگ نے تنگ سے موذی کا بڑھا تھا
طاؤس جہنم پہ گر سانپ چڑھا تھا

۷۷۹

گو نیزے کے فن میں بہت اُس نے سبکی کی
ہر طعن پہ تھی اسکو طلب سے صفدر کی
پھرتی میں عجب شکل تھی اُس برچھی کی
بس فرق تھا اک نقطے کے نیزے میں انی کی
پھر کان پہ توسن کے رکھا نیزہ ہلا کر
یالیس ہوئے تیر کو پیکاں سے ملا کر

۷۸۰

اس نیزے سے یوں سہم کے تڑپا وہ کمینہ
بھالا جو ہوا آگے سے گیا پشت پہ سینہ
نیزہ جو لگا سینے میں سمجھا دل تھا نگینہ
یہ سانپ تھا اُس کا وہ کاوش کا خزینہ
سرکا تو دبے پاؤں سرہانے اجل آئی
وہ نوک سناں پشت سے باہر نکل آئی

۵۸۱

خورشید سے پھر نیزہ کرن کا نہ ہلایا
برچھوں فلک اچھلے کہ عجب نیزہ لگایا
لاشہ پسر سعد لعیں دیکھنے آیا
سب نے وہ سناں پشت میں دکھلاتا پایا
ڈھالوں میں ہر اک خوف سے منھ ڈھانک رہا ہے
اژدر درہ کوہ سے وہ جھانک رہا ہے

۵۸۲

ناگہہ بن طارق عمر بد سیر آیا
چلّے سے ملائے ہوئے تیر اہل ستم آیا
حیرت کا مرقع وہ ستمگر نظر آیا
یاں قوس کے ہالہ میں ہلال ظفر آیا
تیر انکھا ہوا زیب کماں جنگ کی جیں
روشن تھا کہ اک شمع ہے طاق حرمیں

۵۸۳

پھوٹا جو خدنگ اٹھا تو چلائے کہ ہم ہم
قربان زہے قوس و زہے تیر و زہے زہ
بولا یہ خوشامد سے عدو کان قریہ
یہ تیر تری نذر کو دل ہے نہ جگر ہے
پیکان کے اک قطرے میں طوفان نظر آیا
پانی کی طرح ہر رگ و ریشہ میں در آیا

۵۸۴

گردش کی نہ آنکھوں نے نہ جنبش سر و تن نے
جب روح کا پیچھا کیا اس تیر قضا نے
اُس وقت کی سرعت ملک الموت ہی جانے
منھ ڈھانپ لیا تیر کے پر سے بدن نے
جان آنکھ سے تن زشت سے منھ موڑ کے بھاگی
نسخہ
حسرت دل ناپاک کی جی چھوڑ کے بھاگی

نسخہ۔ اور روح کو مٹھی سے اجل چھوڑ کے بھاگی

۹۸۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۸۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۸۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۸۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۸۹

پانی نے اُسے آب کی تلوار کو سونپا
اور خاک نے ضرب سم رہوار کو سونپا
پھر آگ نے پیکان شرر بار کو سونپا
آخر کو ہوا نے کرۂ نار کو سونپا
چاروں کے عناصر تو گئے چار طرف کو
کی فتح نے تسلیم دو عالم کے شرف کو

۹۰

مصرع ہوا رو برو سے مطلع اسلام
تلوار ادھر تھی پئے تقطیع بد انجام
جب میان کے مصرع سے بڑھا فقرۂ صمصام
ہاتف نے کہا نظم و نسق کا ہے یہ ہنگام
کیا میان میں شمشیر کے فقرے نکل آئے
مصرع تو کمر میں رہا معنی نکل آئے

۹۱

دل فتح کا تازہ کیا اس خضر جواں نے
ظلمت سے کیا رن میں ظہور آب رواں نے
کی آرزوئے غوطہ زنی طائر جاں نے
بے ساختہ گھبرا کے کہا امن و اماں نے
وہ میان سے شمشیر شجاعت نکل آئی
لو زلچے سے جنگ کی ساعت نکل آئی

۹۲

مصرع سے مصرع ہوا ضم تیغ اجل کا
ہر رکن کٹا وزن بدن ہو گیا ہلکا
قامت جو گرا دشت میں مرد دغل کا
اس ریگ پہ مصرع وہ بنا بحر رمل کا
سالم نہ دل و دیدۂ ملعون نظر آیا
ہر بیت میں اس تیغ کا مضمون نظر آیا

۹۹۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

۹۹۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۷

قدموں سے چلی تو سر ناپاک پہ چمکی
ناپاک کا سر کاٹ کے افلاک پہ چمکی
افلاک سے آ کر کرۂ خاک پہ چمکی
گہہ سبزہ پہ گہہ خس و خاشاک پہ چمکی
تھی تیز کہ اوتری تھی ابھی چرخ پہ چڑھ کر
مچھلی کے تلے گاو زمیں چھپ گئی ڈر کر

۹۸

چمکی یہ جو یاں نیر اعظم کی طرح سے
اعدا کی زرہ اڑ گئی شبنم کی طرح سے
ہر دل کی خوشی کھا گئی یہ غم کی طرح سے
ہر صف نظر آئی صف ماتم کی طرح سے
آرام سے خاک وہ مردود خدا تھے
آرام کے بھی لفظ کے سب حرف جدا تھے

۹۹

تھے قطرۂ خوں رشتۂ جوہر میں نہ زنہار
لڑنے کی بہار اس کے گلے کا ہوئی تھی ہار
ہر وار پہ تحسیں کی سزاوار تھی تلوار
گردوں میں جو چھپتی تھی کہا ماہ نے ہر بار
سرکار الٰہی سے برش کے یہ صلے تھے
نو پارچے افلاک کے خلعت میں ملے تھے

۱۰۰

گر چار ہوا تیغ دو سر سے کوئی سردار
اس بیچ نے بھی مع ہمزاد کیا چار
یہ کاٹ کے معنی ہیں اسے کہتے ہیں تلوار
لشکر کے جوانوں کو مس کر دیا اک بار
دو حصے سن و سال کے اہل ہوس کے
جو تیس برس کے تھے ہوئے ساٹھ برس کے

۱۰۱

چھائی جو سرِ دست یہ صمصام کی بجلی
رُت پھر گئی رنگت سحر و شام کی بدلی
بجلی سے ہوا گردشِ ایام کی بدلی
غل تھا کہ گھٹا کفر سے اسلام کی بدلی
گرنے میں پھڑی لگ گئی بیدادگروں کی
پڑنے لگی بوچھار جہنم میں سروں کی

۱۰۲

اُبلے یہ کنوئیں زخموں کے عالم ہوا فانی
تلوار کے پانی پہ ہوئی فاتحہ خوانی
طوفان کا شور بھی بھرنے لگا پانی
نے دھوپ تھی نہ چھاؤں نہ پیری نہ جوانی
بھاری تھے بہت کوہ مگر وہ بھی بہے تھے
آبِ دمِ شمشیر میں سر تیر رہے تھے

۱۰۳

اب تیغ نے نہر جانبِ لب اپنا اُٹھایا
دریا نے نہ پھر پائے شتاب اپنا اُٹھایا
طوفاں ہوا بے پردہ۔ نقاب اپنا اُٹھایا
بے مغزوں نے سر مثلِ حباب اپنا اُٹھایا
انگڑائیوں میں ہاتھ کھنچے پیر و جواں کے
پر۔ ڈوبنے کے وقت کھلے طائرِ جاں کے

۱۰۴

اس فوج کے بڑھنے سے گھٹا علقمہ کا گھاٹ
ہمت نے کیا نہر کو بھی ناریوں سے پاٹ
کیا تیغ تھی کیا آب تھی کیا دھار تھی کیا کاٹ
کشتے تھے بہت اور بہر کفِ نہر کا اک پاٹ
جو رنگ تھا مرجاں کا وہ موتی کو دیا تھا
دریا کا لہو پانی تمام ایک کیا تھا

۱۰۵

سب تاریوں نے آپ کو دریا میں گرایا
اس تیغ نے طوفان قیامت کا اٹھایا
گرداب میں قالب کے جہازوں کو پھنسایا
روحوں کو گزر راستہ دوزخ کا بتایا
موتی یہ ڈرے تیغِ شہنشاہ نجف سے
خود دامنِ نیساں میں چھپے اڑ کے صدف سے

۱۰۶

دستے سے پھر بردوں کے ہر اک کھنچ رہی تھی
خودوں سے بہارِ چمن نیلوفری تھی
تھی غرق بخوں تیغ پہ زینت سے بھری تھی
لیکن یہ صفائی تھی کہ اعجاز گری تھی
دریا سے اٹھی خوں بہا کر وہ عدو کا
پانی سے نہ میلا کوئی دھبا بھی لہو کا

۱۰۷

ہر ایک پیادہ ہو کے پراگندہ پکارا
جاں بخش اماں بخش نبی زادے خدارا
شمشیر کو روکا جو رحیمی سے تمہارا
نیزہ کسی ظالم نے دلِ پاک پہ مارا
اتنا تو کہا کیوں یہی احسان کا صلا تھا
پھر بند تھی آنکھ اور گلِ زخم کھلا تھا

۱۰۸

ہاتھوں سے کلیجے کو پکڑ کر یہ پکارے
اے قبلۂ حاجات میں قربان تمہارے
فرماؤ قدم رنجہ کہیں گور کنارے
چلائے شہِ دیں کہ ابھی آیا میں پیارے
اے جانِ پدر یہ تو کہو زخم کہاں ہے
آئی یہ ندا میں کلیجے میں سناں ہے

۱۱۰۹

آواز پہ اکبرؑ کی علیؑ کا پسر آیا
کس مہر سے خورشید قریب قمر آیا
پر ضعف بصارت سے نہ لاشہ نظر آیا
ٹھکرا کے گرے خاک پہ منہ کو جگر آیا
چلانے لگے ڈھونڈھتے ہاتھوں سے کدھر ہو
اے روشنی چشم ادھر ہو کہ ادھر ہو

۱۱۱۰

ہاتھ اپنا کلیجے سے اٹھا کر وہ پکارا
تشریف ادھر لائیے خادم ہے تمہارا
ٹھہرائیں حضور اپنی طبیعت کو خدارا
لاشہ نظر آتا نہیں حضرت کو ہمارا
سب سچ ہے تو ہے ضعف بصارت ہوا کب سے
شبیرؑ پکارے کہ جدا تم ہوئے جب سے

۱۱۱۱

بینائی کو کیا پوچھتے ہو جان نہیں ہائے
ایسا نہیں داغ الم اسکا جو باپ نہ مرجائے
اللہ کو معلوم ہے جسطرح یہاں آئے
اب اور جو ارشاد کرو باپ بجا لائے
وہ بولا کہ دامن سے مرا زخم چھپا دو
اماں مری جیتی ہوں تو پاس چل کے دکھا دو

۱۱۱۲

پھر رو کے کہا ہائے بہن فاطمہؑ صغرا
تم نے نہ ہمیں دیکھا نہ ہم نے تمھیں دیکھا
دلبند کی حالت پہ ہوا دل تہ و بالا
سیدانیوں میں پیچھے بن بیاہے کو آقا
اکبرؑ کو تو معراج تھی دوش شہ دیں پر
پر پاؤں لٹکتے ہوئے آتے تھے زمیں پر

۱۱۳

بانو بعقبِ پردہ کھڑی کرتی تھی زاری
یہ کہتی تھی آلِ پیمبر کو پکاری
سر ڈھانپ لو آئی لٹے بیٹے کی سواری
چلائے نہ رو کوئی میں صدقے میں واری
ماں کہہ نہ کہیں اور مقدر مرا پھر جائے
ڈیوڑھی سے خفا ہو کے نہ اکبر مرا پھر جائے

۱۱۴

ناگاہ اٹھا پردۂ درِ آلِ عبا کا
خیمے میں ہوا داخلہ شاہِ شہدا کا
جس فرش پہ دم نکلا تھا محبوبِ خدا کا
اس دم وہی بستر ہوا اس ماہ لقا کا
طاقت نہ رہی ضبط کی زینب کے جگر کو
منہ دیکھ کے زانو پہ رکھا پیار سے سر کو

۱۱۵

اکبر نے اشارہ کیا آنسو نہ بہاؤ
اللہ کو اب یاد کرو ہم کو بھلاؤ
اماں کو بلاؤ مری اماں کو بلاؤ
زینب نے کہا بھابی کدھر ہو ادھر آؤ
اس وقت بھی دم آپ ہی کا بھرتے ہیں اکبر
جلد آؤ یہاں یاد تمہیں کرتے ہیں اکبر

۱۱۶

آواز دی بانو نے میں اس یاد کے قربان
پھر پوچھا بھائی زادے سے ہو کے پریشان
آنکھوں سے مجھے کچھ نظر آتا نہیں اے جان
آزردگیِ اکبرِ مظلوم کا ہے دھیان
مجھ کو نہیں معلوم کہ حالت مری کیا ہے
نعلین مرے پاؤں میں ہے سر پہ ردا ہے

۱۱۷

پریشاں سے آئیں ردا اُسکو اُڑھا کر
سرکا جو اٹھا سر سے گر گوشۂ چادر
منہ پھیر کے غیرت سے تڑپنے لگے اکبر
چپکے کان میں زینب کے کہا بولی وہ ششدر
کہتے ہیں کہ میداں سے ناحق میں گھر آیا
مرتے ہوئے اماں کا کھلا سر نظر آیا

۱۱۸

بھائی جو کہیں یہ سو کرو بھول نہ جاؤ
سر اچھی طرح ڈھانپ لو تو سات ہم آؤ
اک آن کے مہماں ہیں غصہ نہ دلاؤ
زخمی ہے جگر نیزہ سے تم دل نہ دکھاؤ
بعد ان کے خبر کون بھلا آپ کی لیگا
ہوتے ہیں روانہ کوئی اور کوئی دیگا

۱۱۹

بانو نے کہا دیکھئے تو آپ اُدھر کو
چھوڑ دیا ہاتھ سے اب زخمِ جگر کو
اب کس کے منانے کیلئے ڈھانپوں میں سر کو
گھر لٹتا ہے بی بی میں نکل جاؤں کدھر کو
غصہ کی اب آنکھیں ہیں نہ پیار کی آنکھیں
پھرا گئیں ہیں ہائے مرے دلدار کی آنکھیں

۱۲۰

پیچھے نہ ہوا تھا کبھی اک سو خنجر جاں کا
دم توڑنا دیکھا بھی تو اس شیرِ جواں کا
باندھو مری آنکھیں یہ ہے دستور کہاں کا
اتنا بھی نہ ہو سخت کلیجہ کسی ماں کا
سمجھے نہیں کیوں حشر بپا ہوتا ہے لوگو
اسکا گھری آنکھوں سے یہ کیا ہوتا ہے لوگو

۱۳۱

مرجائے جو انسان تو سر کٹتا ہے دوہائی
متکا ہے پچھے کا ڈھلکتا ہے دوہائی
دم سینے میں بے طرح اٹکتا ہے دوہائی
سب کہتے ہیں کچھ تو نہیں سکتا ہے دوہائی
گھبرائے ہوئے نام علی لیتے ہیں اکبر
کیوں میں ٹھہر کے ہاتھوں کو پٹکتے ہیں اکبر

۱۳۲

بندے کے صاحب غیرت کو مناؤ
حضرت کی قسم دو کہ خفا ہو کے نہ جاؤ
سر ڈھانپ لیا ماں نے اب آنکھیں نہ چھپاؤ
لو اس جگر افگار کو چھاتی سے لگاؤ
ہاں کہتی ہے بیمار کی تقصیر بحل کر
تم پالنے والی سے کہو شیر بحل کر

نسخہ لو اپنی گنہگار

۱۳۳

فردوس کے پھولوں سے مہکتا ہے جو سب گھر
گلدستہ تو کمھلا گئی آئی اجل اکبر
کیوں پاؤں سمیٹے ہیں پیارے نے ذرا کر
کیا قبلہ کی جانب ہی ہوئی آمد حیدر
تعظیم کی طاقت جو نہیں پاتے ہیں اکبر
کیوں کہنیوں کو ٹیک کے رہ جاتے ہیں اکبر

۱۳۴

اسپنج میں کیا اکبر غازی نے تبسم
اور پیمبر کے نواسے ہوا شور و تلاطم
پا اٹھ کے کہا یوسف پیغمبر ہو السلام
کیوں شیر خدا سے چلے ملنے کو مرے تم
اس کو علی کی تو نہ فریاد کو پہنچے
دم توڑتے میں پوتے کی امداد کو پہنچے

۱۲۲۵
[illegible]

۱۲۲۶
[illegible] دیکھا
[illegible] دیکھا
[illegible] دیکھا
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۲۷
[illegible] آیا
[illegible] آیا
[illegible] آیا
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۲۸
[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۳۲۹
[illegible]

۱۳۳۰
[illegible]

۱۳۳۱
[illegible]

۱۳۳۲
[illegible]

رباعی

گیسو کو انساں کی بو نے ڈرا رکھا ہے
ہمدم انساں کا انس کم رکھا ہے
ایسا تو تعلق ہے نہ ضد رکھا ہے
چپ ہیں سے نو اک ان کا کم رکھا ہے

رباعی

جیب دل سے ذرا دیکھا دکھاوا بانکا ہے
اس سے ہی کا نام مٹا ہے
آگے سے جو اب اسے کم دنیا میں ملی
اتنے کا کھرا ہے اتارا ہے

رباعی

بچوں کا وطن ہے غنی کا افلاس ہے
ان دونوں کا اصلاح ازل ہے
جن سے بچپن میں غنی کو کھو سکا
بچپن پھر کو اصرار کا تماشا ہے

رباعی

یہ بے تکا کام تیر سے کیا
اس بچپن اس کا بچپن سے کیا
سب بچپن اور بچپن میں بیان
اپنا بچپن کا اکھیلا سے کیا

مرثیہ ہفتم

آدم کا وارث اور بنی آدم میں کون ہے
یکتا خدا کے بعد دو عالم میں کون ہے
ذبح عظیم مصحف اعظم میں کون ہے
ہر گھر کا چاند ماہ محرم میں کون ہے
جس کی خزاں بہار ہے وہ پھول کون ہے
جس کی دیت خدا ہے وہ مقتول کون ہے

۲
ہر ایک حرف نام مبارک کا ہے حسین
الحمد کی جو حے ہے تو یٰسین کا ہے سین
یا ہے یقین کی نون یقیں کا ہے بالیقیں
گنجینۂ علوم کا یہ اسم ہے امیں
بازوئے دین و شرع کا جوشن یہ نام ہے
جس سے نگین عرش ہے روشن یہ نام ہے

۳
بسم اللہ اور حمد سے آغاز گر نہ ہو
انجام کار کیا کہ دعا میں اثر نہ ہو
جس کو ولا حسینؑ کی مد نظر نہ ہو
مطلب سے کامیاب تو بہرہ ور نہ ہو
ہیں حامل یمین و یقیں مرتضیٰ علیؑ
جس سے جدا حسینؑ ہیں اس سے جدا علیؑ

۴
سرتاج عرش زیب وہ کرسی بلند
سرکار حق کے کار گزار اور کاربند
عاشق مطیع قدیم مصاحب نیازمند
راضی رضا پہ محو شہادت بالپسند
سب کچھ خدائے عزوجل کے حسینؑ ہیں
عالم ابد کے اور ازل کے حسینؑ ہیں

۵۵

یوسفؑ تھا نہ کلیم نہ کنعاں نہ کوہ طور
پروانہ شمع قدرت حق کا تھا اک نور
تھا آب و گل سے قالب آدم ہنوز دور
اور تھے حضور قلب سے پیش خدا حضور
معدوم کائنات تھی موجود تھے حسینؑ
شمع حریم خلوت معبود تھے حسینؑ

۵۶

مصحف ابھی نہ تھا کوئی جز صورت حسینؑ
کوئی نہ عطر و گل تھا مگر نکہت حسینؑ
شمس الضحیٰ و بدر دجا طلعت حسینؑ
طوبیٰ کے اوج کا ہے سبب قامت حسینؑ
جو رنگ تھے کمال کے سب صرف کر دئے
اک صورت حسینؑ میں صانع نے بھر دئے

۵۷

روشن ہے اب مشارق الانوار سے قمر
یعنی حدیث معجزۂ شاہ بحر و بر
دو سال کا تھا کل یہ مہ سیدؐ البشر
اور ہالۂ کنار علیؑ میں تھا جلوہ گر
سلماںؓ کے تالے پہ مہر الٰہ تھی
اس چاند کے نظارے سے روشن نگاہ تھی

۵۸

لب پر تبسم آنکھ رخ نازنیں پہ وا
دل محو شکر حق کہ ملا عین مدعا
ناگاہ ماہ نو سے ہوا ماہ نو جدا
اس حکم میں کھلے لب پر نور مرتضیٰ
سلماںؓ ہم سخن ہو مرے نور عین سے
جو علم پوچھنا ہے وہ پوچھو حسینؑ سے

۹

بولا وہ تن پہ دست ادب رکھ کے وہ حسن
ہاں اے خوزادہ ملک و حور و انس و جن
فرمائیے تو آپ کے والد کا کیا ہے سن
کتنے مہینے کتنے برس گذرے کتنے دن
بولا خوزادہ اسکا بیاں کیا مجال کیا
سلماںؑ جانتے تو ہیں ہم تم سوال کیا

۱۰

پوچھا حسن نے تم نے سنا ابن بوترابؑ
فرمایا مرتضیٰ نے کہ ہاں دیجیے جواب
پھر تو سنبھل کے گود میں بیٹھے بصد شتاب
رخ چاند تو ماہتاب تھا رشک آفتاب
دکھلایا بحر نور کے مرجاں نے رنگ اور
تیور کے طور اور تھے چتون کے ڈھنگ اور

۱۱

یاں ہیں علیؑ کے لعل کی تھیں غیرت گہر
پھیلائے دامنوں کی طرح قدسیوں نے پر
کانوں سے اپنے پنبۂ اختر نکال کر
پیر فلک جھکا کہ سنے غیب کی خبر
الہام حق ہوا کہ دُر افشاں دہن کرو
بسم اللہ اے حسینؑ بیاں حسن کرو

۱۲

کہنے لگا خوزادۂ میکال و جبرئیل
سلماںؑ سنو رموز خدا و [illegible]
حق نے نجات خلق کی ٹھہرائی یہ سبیل
پیدا کیے پچاس ہزار آدم جلیل
اتنا ہی اک سے ایک میں یا ہم تھا فاصلہ
پایا ہم سے اور ان سے نہ کم تھا فاصلہ

۳۱۳

کہاں سن و سال اور [illegible] اول اس کی تقدیر
[illegible] آکے [illegible] پیش [illegible]
[illegible] تمام
[illegible] قدرت [illegible] اللہ
[illegible] عالم [illegible]
[illegible] کا حال [illegible]

۳۱۴

[illegible] تیغ [illegible] اجلال
[illegible] سال
[illegible] ایمان کا کمال
[illegible] القال
[illegible] قبول [illegible]
[illegible]

۳۱۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۱۶

[illegible]
[illegible]
[illegible] الاسلام
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۷

[illegible] یقین
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۸

[illegible] کمان
[illegible] کمان
[illegible] کمان
[illegible] کمان
[illegible]
[illegible]

۲۱۹

[illegible] نشان
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۲۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۱

[illegible]

۴۲۲

[illegible]

۴۲۳

[illegible]

۴۲۴

[illegible]

۴۲۵

پوچھا بچھانے کو بستر ہے بولا ہے
فرمایا پھر لباس پہ چادر ہے بولا ہے
فرمایا سرد پانی کا ساغر ہے بولا ہے
فرمایا نان گرم میسر ہے بولا ہے
پوچھا گذر ہوا کا بھی ہے قید خانے میں
بولا نسیم فیض علی ہے زمانے میں

۴۲۶

پوچھا اندھیرا رہتا ہے شب کو کہ روشنی
بولا ہمارے نور کی ہر جا ہے چاندنی
فیاض کے اسیر بھی ہر شے سے ہیں غنی
ہے روشنی کو شمع بچھانے کو چاندنی
گھر سے سوا ہے چین اسیری کا نام ہے
فرمایا آج قید کی مدت تمام ہے

۴۲۷

اقرار سے قرار دل شمر کو دیا
اور راستہ امیر کے دربار کا لیا
رونق فزا محل میں تھے شاہ اوصیا
سرگرم عدل حشر کے دن جیسے کبریا
خم نخل باغ دیں ہوا تسلیم کے لئے
سب سرو قد کھڑے ہوئے تعظیم کے لئے

۴۲۸

ہم لے حسین گئے پیش شاہ دیں
ٹھہرے ادب سے مسند پرنور کے قریں
فرمایا مرتضیٰ نے کہ بیٹھو کہا نہیں
زنداں میں اک اسیر کو دیکھا ہو دو گھڑی
خُرد و نہیں حضور کے احسان بڑے بڑے
تقصیر بخشوا دوں گا اُس کی کھڑے کھڑے

۳۲۹

سو رہا تھا یاں غلام ابھی کس سرور سے
ناگہ تڑپ تڑپ کے پکارا وہ دور سے
نادم تھا توبہ کرتا تھا اپنے قصور سے
وہ عذر خواہ ہم سے ہے اور ہم حضور سے
اسکی رہائی کیلئے ارشاد کیجئے
خادم کو قید رنج سے آزاد کیجئے

۳۳۰

ہمنام کبریا نے کہا اور اس کا نام
کی عرض شمر نام ہے اسے قبلۂ انام
سنتے ہی نام رونے لگے شاہ خاص و عام
اشکوں سے ریش تر ہوئی اور سینہ بھی تمام
پیش نظر شہادت شبیر پھر گئی
سینے کی اور موئے کی تصویر پھر گئی

۳۳۱

فرمایا اسیر تو قاتل تمہارا ہے
کی عرض حکم حق ہے تو کیا اپنا چارا ہے
قاتل بھی ہے تو تیری رہائی گوارا ہے
ہم تو وہی کریں گے جو شیوہ ہمارا ہے
دشمن سے ہم کو بغض نہ قاتل سے کینہ ہے
سب سے مثال آئینہ صاف اپنا سینہ ہے

۳۳۲

بولے ستائے گا یہ مقرر کہا ستائے
بولے جری بھی پھر آئیگا دلبر کہا پھرائے
بولے دکھائیگا غم اکبر کہا دکھائے
رو کر کہا چلائیگا یہ خنجر کہا چلائے
بولے ازل سے حصے میں اسکا ستم ملا
کی عرض ہمکو رحم ملا اور کرم ملا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۳۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۳۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۳۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۴۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۹۴۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۵۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۵۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۵۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵۳

آواز دی کہ عورتیں طرازِ اسلام

[illegible] اسلام

[illegible]

[illegible]

۴۵۴

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۵۵

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۵۶

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ق ۵۷

فاقے کئی گزر گئے کیا ہم سے ہو سکا
اکبر جوان مر گئے کیا ہم سے ہو سکا
اصغر لہو میں بھر گئے کیا ہم سے ہو سکا
منزل پہ ہم سنور گئے کیا ہم سے ہو سکا
تم بے حواس تھیں ہمیں اپنی خبر نہ تھی
محشر کا دن تھا آج کی یہ دوپہر نہ تھی

ق ۵۸

صدقے حسین کے یہ بھی سب آسان کر دیا
ہمت وہ دی کہ بچوں کو قربان کر دیا
کیا حشر میں نجات کا سامان کر دیا
پورا خدا نے بندے کا ارمان کر دیا
وہ قادر و قوی ہے ہر اک آن میں ہے وہ
وہ کبریا کی شان یہ بندے کی شان ہے

ق ۵۹

جو خود ہو مبتلا وہ کسی کو بچائے کیا
پیاسے کو پانی قحط میں پیاسا پلائے کیا
ناکام وہ ہم ہیں کسی کا کام آئے کیا
جب گر گیا ہو کوئی وہ کیا سر اٹھائے کیا
ممکن نہیں کہ زور مقدر سے چل سکے
اللہ کے نوشتہ کو بندہ بدل سکے

ق ۶۰

آسان سب ہے ایک ہوا کیا ہزار کیا
دشوار ہے یہ دور کے کردگار کیا
دنیا کے عیش و عزت کا ہے اعتبار کیا
مالک کے آگے بندے کا ہے اختیار کیا
اک گھر میں ہنستے ہیں تو اک گھر میں پیٹتے ہیں
مرتے بھی ہیں تو سب پہ ابھی جیتے ہیں

٢١م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢٢م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢٣م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢٤م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۶۵

سمجھو سلمہ نبی کی امانت ہوئیں امیں
جا فوج میں آج تک تھا اور اب ہو گیا یقیں
سمجھو ام غریبوں کا ہے خاک پر حزیں
لو الوداع حکم ٹھہرنے کا اب نہیں
پاؤ گے پھر نہ فاطمہ کے نور عین کو
ہوا اذن ظالموں کا تو رونا حسین کو

۵۶۶

نکلا حرم سے روتے ہوئے شاہ دیں پناہ
دیکھا کہ ذوالجناح اکیلا کھڑا ہے آہ
ویران آستانہ ہے خالی سلام گاہ
مقتل پہ کی نگاہ ترائی پہ کی نگاہ
گردن جھکائے روتا تھا مرکب حسین کا
منہ دیکھتی تھی یاس سے زینب حسین کا

۵۶۷

کی بیبیوں سے زینب نے پیمبر پر فشاں
اک طائر سفید فلک سے ہوا عیاں
اور یوں ہوا نثار سر شاہ انس و جاں
پروانہ جیسے شمع کے گرد پر فشاں
جب دست رعشہ دار میں شہ نے لگام لی
منقار سے رکاب حسین اُس نے تھام لی

۵۶۸

گویا یہ عرض کرتا تھا خادم نثار ہو
فدوی رکاب تھامے گا آقا سوار ہو
راہی شتاب جانب پروردگار ہو
جاؤ تڑپ رہے ہیں نبی ہمکنار ہو
یاں کی خبر زمیں کے فرشتے سناتے ہیں
زہرا کو ساتویں سے جناں میں غش آتے ہیں

[illegible]

٧٣
القصہ جب کہ بھائی بہن پھر جدا ہوئے
آئیں یہ گھر وہ راہیِ دشتِ بلا ہوئے
خیمے سے کچھ بعید جو شاہِ ہدیٰ ہوئے
بجنے نفخِ صور حشر کے ساماں بپا ہوئے
سر خم کیا جو شمر نے ساعت کے دیا نہیں
کچھ پشت سے صدائے ضعیف آئی کانپتی

٧٤
حضرت مڑے جو سن کے تھا کانپ کانپ کر
پایا جگر کو اپنے تڑپتا زمین پر
بیٹی کو اس قلق میں نہ دیکھے کوئی پدر
جس شکل سے کہ آئی سکینہؑ انہیں نظر
صدمہ ہے جلتی ریت کا اس جسمِ پاک پر
آئی ہے وہ رگڑتی ہوئی پاؤں خاک پر

٧٥
بچی کی بھاپ سے ہوئی جاتی ہیں آنکھ بند
سوکھی زباں لبوں پہ ہے اور یہ فغاں بلند
بابا سکینہؑ صدقے ذرا روکیے سمند
میں بھی پھوپھی کی طرح سے ہوں احتیاج مند
نسخہ
تصدیع بے سبب انہیں میں نے دیا تھیں
حاجت روا خدا نے ہمارا کیا تھیں

نسخہ بعد خدا جہاں میں سہارا کوئی نہیں
بابا! سوا تمھارے ہمارا کوئی نہیں

٧٦
گردن جھکا کے سینہ پہ شمر نے کیا قرار
گرچہ اسکے بیٹی آ گئی نزدیک راہوار
روئے حسینؑ حال سکینہؑ پہ زار زار
کس بیکسی و یاس سے بولے کہ میں نثار
بابا تو زندگی سے بھی اب نا امید ہے
تم کو سوائے بے پدری کیا امید ہے

۲۷۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۷۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۷۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۸۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢٨١

پوچھا کہ میں سوار ہوں بی بی کی ہو رضا
اس پوچھنے پہ پھوٹ کے روئی وہ مہ لقا
بولی کہ یاد آئے گی یہ پدرش سرا
مرضی خدا کی خوب ہے مرضی ہماری کیا
حالت نہیں حواس نہیں دم میں دم نہیں
اتنا بھی پیار آپکا اسوقت کم نہیں

٢٨٢

ابتک قدیم سے ہے یہ دستور جابجا
بچپن میں بیٹی ہوتی ہے جب باپ سے جدا
بہلا کے اسکو دیتے ہیں تسکین اقربا
میرے عزیز آپ ہیں آفت میں مبتلا
عالم وہ ہے کہ پانی نہیں ہے پیاسے کو
شہ نے کہا خدا ہے بہلانے والے کو

٢٨٣

ناگہ پکارا شمر کہ اے شاہ دیں پناہ
کیا ہو گئی جلالت پیغمبر اِلٰہ
خود آؤ بہر جنگ جو باقی نہیں سپاہ
سنکے ایسا جوش حمیت ہوا کہ آہ
بٹھلا دیا سکینہ کو جلتی زمین پر
بیساختہ سوار ہوئے آپ زین پر

٢٨٤

عصمت سے پٹ کے اترے سلطان دین تھی
پھر زانو کے پیچھے بس ران کی زمیں تھی
چہرے کی ضو مقابل مہر مبیں تھی
خوشبو کے ساتھ نکہت خلد بریں تھی
جن قدم سے اوج زمیں یاں تلک ہوا
پہلا طبق زمین کا دسواں فلک ہوا

۲۸۵

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۸۶ مطلع

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۸۷

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۸۸

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۸۹

[illegible]

۴۹۰

[illegible]

۴۹۱

[illegible]

۴۹۲

[illegible]

صابر سخی حلیم ہم ایسا چاہیئے — سب کا شفیع روز قیام ایسا چاہیئے — چاند ایسا ہو بدر شریف بدر حنین سا
مسند نشین خیر انام ایسا چاہیئے — پشت و پناہ خاص و عوام ایسا چاہیئے — ہو مصطفےٰ سا تو سا حسا رہا

٩٣
گھوڑوں کا سایہ وقتِ تگ و پو زمیں پہ ہے
پر سایۂ ذوالجناح کا عرشِ بریں پہ ہے
یعنی امامِ عرش نشیں صدرِ زیں پہ ہے
سجادہ ہے امامِ شرف پر روح الامیں پہ ہے
قرآں رحل نور امامِ غیور ہیں
کرسی ہے زین آیۂ کرسی حضور ہیں

٩٤
مضمون ذوالجناح پہ باندھتے ہیں ہم
کیا اپنی شاعری کی ہوا باندھتے ہیں ہم
کھلتا نہیں یہ عقدہ کہ کیا باندھتے ہیں ہم
پائے قلم سے پائے صبا باندھتے ہیں ہم
یاں اک طرف کو دم ہے وہ حسن و جمال میں
بجلی سی آ کے ہیں مضامیں خیال میں

٩٥
سن و سال و نسب رخشِ بلا قدم و راستی
کھینچ اس کا بھی قدرتِ پروردگار ہے
یہ شیر خوار دایۂ ابرِ بہار ہے
تخم اس کا برق و لیل و نہار ہے
الکن ہے ماہِ نو سے بھی ترکِ بلند کا
پہلے فلک پہ نال گرا ہے سمند کا

ن لعل

٩٦
کیا اس کا ذکر ہم کہ سے اس سے ہے نقش و رشت
گردوں ستارہ چیں ہے سست گوز پشت
رخشِ نسیم اس کے قریں پامال ہیں در دشت
اسپِ اجل کو نعل سے تخم ہے ہم کشت
گل کا جو قصد آج ہے فرخندہ پا کرے
فردا سے حشر کیا ہے کہ حشر طے کرے

۹۷

لاؤں کہاں سے میں یہ لکھے کہاں تک
رکب کا اسکے گرم جو ہوا آسماں تک
پہنچے ابھی نہ دست تصور عناں تک
ہو سکے اتنے عرصہ میں یہ لامکاں تک
ہر مغرب و مشرق سے آگے روانہ ہے
تار شعاع کے ہم اسے تا پا نہ ہے

۹۸

بڑھتے ہیں دم کے بال اُلجھتے ہیں بال سے
ہٹتے ہیں بال تنگ ہے دم کے کمال سے
کھینچیں جو شبیہ اسکی تو آہو کے بال سے
اظہار شوخیوں کا ہو موئے غزال سے
اڑتے ہیں اس میں رنگ چھپ کے جا بجا نظر نہیں
ہم ٹھنی ہے شوخی کی نگاہ یہ کم نہیں

۹۹

گردش سے اسکی دور میں عاجز زمانہ ہے
ہر وقت ہم سیر تماشا بہانہ ہے
مصرع میں کچھ مشابہت تازیانہ ہے
نام اسکا اُلٹے صفحہ سے کوسوں روانہ ہے
قدرت سے تاہم دل میں ہے اسکا مکاں نہیں
ہاں کچھ حرف تا آتش نہیں سحر کا بیاں نہیں

۱۰۰

لکھنے کی اور پڑھنے کی ابجد سے ہی بنا
ابجد کو کلمات سے فرس میں گذر کیا
نام اسکا اپنے پیش سے باجزم ہے بھرا
ترکیب زیر سے یہ زبردست ہے جُدا
جھگڑا پڑا ہے الفاظ و معنی کا اسکے فرق میں
معنی کا الفاظ ہے اسکا بیان ہی الفاظ فرق میں

۱۰۱م

[illegible]

۱۰۲م

[illegible]

۱۰۳م

[illegible]

۱۰۴م

[illegible]

ص ۱۰۸

... خدا کا علم ہے علم خدا ہیں ہم
ہم ہیں ولا خدا کی خدا کی ولا ہیں ہم
آئے ہیں جا بجا صحف انبیا ہیں ہم
ہیں یا وحی کے بعد ولی مصطفیٰ ہیں ہم
قرآں ہیں امام ہے قرآں امام ہیں
جس طرح لام الف میں الف بیچ لام ہیں

ص ۱۰۷

ان عالموں کو بات ئے اسم بتلاؤ تو
قطعے ہمارے قتل کے پڑھ کر سناؤ تو
مہریں سیاہ کاروں کی ہمکو دکھاؤ تو
مہروں سے اُن کی مہرِ نبوت ملاؤ تو
جس پر ازل سے مہرِ نبوت خدا کی ہے
یعنی وہ پشت فاطمہ کے دلربا کی ہے

ص ۱۰۶

یہ کمال و مدح نام سے صادر ہوئے ہیں
حاکم خدا کے حکم سے ہم حاکموں کے ہیں
قطعے ہمارے قتل پہ کن عالموں کے ہیں
یہ کام عالموں کے نہیں ظالموں کے ہیں
دنیا خراب ایسوں کی عقبا زبوں ہے
خونِ محمدِ عربی میرا خون ہے ∴

ص ۱۰۵

میں جان ہوں رسول کی ایماں قرآں گواہ
مالک ہوں سب زمینوں کا ہے آسماں گواہ
مظلوم بھی ہیں ایک ہوں دونوں جہاں گواہ
مقتل ہے پانی بند ہے آبِ رواں گواہ
جاری ہے کیا زبانوں پہ کس کی یہ نہر ہے
مال یزید ہے کہ مری ماں کا مہر ہے

۱۰۹
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۱۰
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۱۱
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۱۲
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

۱۱۳

فرش اسکا جبرئیل کا پر ہو نہ ہووے گا
عرش بریں پہ اسکا گذر ہو نہ ہووے گا
سلطان دیں وہ باقی تبر ہو نہ ہووے گا
دنیا اگر ادھر کی ادھر ہو نہ ہووے گا
پر یہ غلط سنائے ہیں مخبر پلید کے
وحی خدا کب آئی ہے گھر میں یزید کے

۱۱۴

کس بات پر یزید کا ہم سے مقابلہ
بوجہل کا رسول امم سے مقابلہ
جہل و علم کا لوح و قلم سے مقابلہ
اک غول کا چراغ حرم سے مقابلہ
قبلے کو قبلہ دین کو تم دین سمجھے ہو
پھر کیا سمجھ کے عقدہ کشا سے الجھے ہو

نسخہ
کیونکر کہوں ثواب و خطا کو نہ سمجھے ہو
سب کچھ تو سمجھے اور خدا کو نہ سمجھے ہو

۱۱۵

نانا سے ہیں قبلۂ اہل زمن نبیؐ
ہیں قامت و اذاں میں بوجہ حسن نبیؐ
اول میں ہیں امام نماز سر و علن نبیؐ
آخر میں السلام علیک ایہا النبیؐ
نانا پہ جب تلک نہ درود و سلام ہو
جبریلؑ کی نماز نہ کوئی تمام ہو

۱۱۶

حضرت نے دین و کفر کو آئینہ کر دیا
ظاہر سبھوں پہ غیب کا گنجینہ کر دیا
اعدا نے اپنے دل کا عیاں کینہ کر دیا
تو وہ حسینؑ کا جگر و سینہ کر دیا
حسرت سے اشک تیغ و دو پیکر کے بہہ گئے
غصّے سے دانت پیس کے جوہر بھی رہ گئے

۱۱۷

یثرب کو اور نجف کو مڑے شاہ دیں پناہ
جد و پدر کو ظلم عدو پر کیا گواہ
پھر سر اٹھا کے عالم بالا پہ کی نگاہ
رہیے گواہ رہیو مرا کچھ نہیں گناہ
آیتیں پڑھیں سنائیں حدیثیں رسول کی
امت نے کوئی بات نہ میری قبول کی

۱۱۸

آئی ندا گواہ ترا ذوالجلال ہے
تو بے عدیل صبر ترا بے مثال ہے
روشن ہے وہ بھی دل میں جو ہمدم کا حال ہے
ہاں تیغ حیدری کو قرار اب محال ہے
بسم اللہ آزماؤ خدا خوش رسول خوش
زور علی دکھاؤ خدا خوش رسول خوش

۱۱۹

واں فوج میں بھی جنگ بڑھی آسمان سے
یاں تیغ پیشوائی کو نکلی میان سے
نعمت پہ جیسے شکر الٰہی زبان سے
حضرت کی دست بوس ہوئی لاکھ شان سے
سایہ بڑھا ہوا یہ ادب سے جھکی ہوئی
سر کھینچی ہوئی سوئے مولا جھکی ہوئی

۱۲۰

غازی نیام سے جو ہوا ذوالفقار سے
یا عندلیب سدرہ اُڑا شاخسار سے
یاں برق کوندتی ہوئی ابر بہار سے
یا شہسوار فتح کا نکلا غبار سے
ضو تھی ہلال تیغ میں کس آب و تاب کی
ہیں دھجیاں کتاں کی طرح ماہتاب کی

۱۲۱

[illegible]

۱۲۲

[illegible]

۱۲۳

[illegible]

۱۲۴

[illegible]

۱۲۵

واں چار سو جو لعینوں کے گرد و دور تھا
یاں وصف ہائے حسن شجاعت کا زور تھا
پیچھے بڑھا جو یاں سے وہ عدل حضور تھا
اول ہوا جو کشتہ یہاں وہ غیور تھا
حضرت کے سر کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
دونوں جہاں کے قبضے میں تیغ دو دم تھی

۱۲۶

یاں قبلہ رو کھڑی ہوئی شمشیرِ جاں ستاں
پھر عرضِ حال کرنے لگی جنبشِ زباں
پھر دونوں سر جھکا دیے سجدے میں ناگہاں
بازو پہ خاک سے لگے بڑھی مثلِ پہلواں
اس طرح سے کٹے ہیں یلانِ سپاہ و غل گئے
گویا علی فلک نے کے منہ کے بل گرے

۱۲۷

چمکی غضب سے لشکرِ ابنِ زیاد پر
جیسے نزولِ قہرِ خدا قومِ عاد پر
روحیں رواں ہوئیں دمِ تیغِ جہاد پر
لنگر گرے جہازوں کے بادِ مراد پر
سب کی نظر سے نوح کا طوفاں اتر گیا
اک نیزہ آبِ تیغ سروں سے گزر گیا

۱۲۸

جو جو کٹے سے تیغ کے منہ وہی منہ کی کھا گئے
آنکھوں پہ جالے تیغ کے جوہر سے چھا گئے
گرداب آبِ تیغ کے چھینٹوں میں آ گئے
ابھرے نہ ڈوب کر سوئے تحت الثریٰ گئے
ظلمات میں یہ تیغ پہ قبضے کے پھری
یونس کو جیسے بطن میں مچھلی لے پھری

۱۲۹

جس مورچے میں بیٹھی یہ تیغِ دودم گئی
سایہ سے مرنیوالوں کو دیوانہ کر گئی
ہر صف اُڑا کے خاک اِدھر سے اُدھر گئی
پھر یہ نہا نہا کے لہو میں نکھر گئی
عالم نہ پوچھو قہر و فشانی کے حسن کا
جوبن ٹپک رہا تھا جوانی کے حسن کا

۱۳۰

آگے کبھی بڑھی کبھی پیچھے کو پھر پڑی
سر پر جو لڑکھڑائی تو شانوں پہ گر پڑی
بچ کر جو پیٹیوں سے گئی وہ کمر پڑی
اُچٹا دو اُن سے پوچھیے یہ جن کے سر پڑی
اُٹھی گری بلند ہوئی پست ہو گئی
پی پی کے سیکڑوں کا لہو مست ہو گئی

۱۳۱

پھول اُڑ گئے جو ڈھال کے خرمن سے لگ گئی
سر پاؤں پر گرے جو یہ گردن سے لگ گئی
رگ رگ الگ الگ ہوئی جس تن سے لگ گئی
کڑیاں جدا ہوئیں جو یہ جوشن سے لگ گئی
تا پیٹھ چشمِ زخم بدن کو دکھا گئی
مثلِ نظر بدن کو گئی اور دکھا گئی

۱۳۲

پرزہ تھا جو سامنے اس کے سناں نہ تھی
ناوک نے لی جو نوک کی نوک زباں نہ تھی
دکھلائی تیغ نے جو روانی تو جاں نہ تھی
چلّہ کھنچا ذرا بھی جو اس سے کماں نہ تھی
کی خود سری جو خود نے پیدا وہ سر نہ تھی
پشت و پناہ کیا ہو کہ پشت سپر نہ تھی

۱۴۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۴۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۴۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۴۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۳۷

دل لیکے جان فوجِ یزیداں بھی لے گئی
تسبیح کے شمار میں دنداں بھی لے گئی
کھنچنے کا نام سُن کے گریباں بھی لے گئی
اعدا کے جزو دل سکینہ جزداں بھی لے گئی
پہر سے بیبی صغن (؟) جدا ہوئی
تنہا نے سے شامت ہمشیر جدا ہوئی

۱۳۸

بجلی ہوا یہ تیغ تو آئے کدھر گئی
ہو کر بلند عرش علا سے کدھر گئی
چھپ کر زمیں میں تحت ثریٰ سے کدھر گئی
پوچھیں گے روزِ حشر خدا سے کدھر گئی
طاقت نہ شش جہت میں رہی ایک وار کی
تیغیں دو دھاری دیکھیں جو ذوالفقار کی

۱۳۹

ناگاہ چلتے چلتے کی راہ میں حسام
محو جمالِ خالقِ سبحاں ہوئے امام
حاصل ہوا حضور کو وہ قرب کا مقام
کیا جانے ہو گئے سب مرحلے تمام
باقی حرم کی فکر نہ یاد پسر رہی
نہ راہ کی نہ راہزنوں کی خبر رہی

۱۴۰

بچی کی پیاس یاد نہ شبر کی موت یاد
بازو کے بین یاد نہ اکبر کی موت یاد
ننھی سی قبر یاد نہ اصغر کی موت یاد
بازو کا قطع نہ برادر کی موت یاد
پر ہم اپنے قتل سے محشر کی یاد تھی
حضرت کو سب سے الفتِ امت زیادہ تھی

١٣٨١

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

١٣٨٢

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

١٣٨٣

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

١٣٨٤

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۲۵

ہاتھ سے تھم پہ منھ سے بہا ریش پر لہو
اور شدت عطش سے بڑھی حدت گلو
اک سیب عطر ہاتھ میں تھا سونگھی کی بو
پر کم ہوئی نہ تشنگی شاہ نیک خو
آخر یہ دل پہ تیغ فراق عطش ہوئے
وہ سیب عطر منھ میں لیا اور غش ہوئے

۱۲۶

اب راویان واقعۂ غم کرتے ہیں بیاں
وہ سیب خوں میں بھر کے ہوا عطر کو وہاں
جانا تھا عطر میں کہ قیامت ہوئی عیاں
سب حوریاں بہشت کی کرتی تھیں فغاں
پانی جناں کی نہروں کا سب لال ہو گیا
رضواں یہ حال دیکھ کے بے حال ہو گیا

۱۲۷

تڑپیں زیادہ سب سے گر حضرت بتول
کہتا ہے وہ تو خلد میں ہر دو تھیں ملول
جب سے ہوا تھا ارض میں شاہ کا نزول
پڑھتا تھا ورد روز وہاں قل و ختم رسول
کیوں ہمرہ دری سے نہ زہرا ملول ہو
فرزند میں ظالموں سے جو ابن بتول ہو

۱۲۸

کہتی تھیں رو کے مریم و حوا سے بار بار
کیوں دل میں درد ہوتا ہے کیوں جی ہے بے قرار
دیتی تھیں وہ جواب ہمیں بھی ہے اضطرار
ماتم کیا تمام ساکن جنت ہیں اشکبار
شاید زمیں پہ قتل وہ مظلوم ہوتے ہیں
یحییٰ شہید جنکی شہادت پہ روتے ہیں

۱۴۷۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۴۸۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۴۸۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۴۸۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۹۱۱ء

[illegible]

۱۹۱۲ء

[illegible]

۱۹۱۳ء

[illegible]

۱۹۱۴ء

[illegible]

رباعی

رباعی

رباعی

رباعی

مرثیہ ششم

سرتاج کائنات حسنؑ اور حسینؑ ہیں
بدر و ہلال فاتح بدر و حنین ہیں
آغوش مصطفیٰ کے یہ بچے زیب و زین ہیں
روشن ہے سب پہ فاطمہؑ کے نور عین ہیں
جامہ لباس خلد کا ان کا سر ہوا
یہ جامہ قطع پیکر شبیرؑ پر ہوا

۴۲

جو ہستی فلک پہ وہ قطب یہ ہیں
امت کے پردہ پوش یہ ہیں پیشوا یہ ہیں
لاریب جان قالب خیر الوریٰ یہ ہیں
دلبند خاص حضرت مشکل کشاؑ یہ ہیں
عصیاں چھپاتے ہیں یہ عباد کبار کے
پردے ہیں یہ چشم رحمت پروردگار کے

۴۳

اب رشتہ دار سوزن ادریسؑ ہے قلم
لیتا ہے نذر آل عبا حسن رقم
نادار اک برس ہوئے ایسے شہ امم
یعنی علیؑ ولی خدا قبلۂ حرم
ملبوس بھی برائے حسینؑ و حسنؑ نہ تھا
جز نور ذوالجلال کوئی پیرہن نہ تھا

۴۴

ایسے بھی انقلاب جہاں میں نہیں ہوئے
یہ مبتلائے فقر شہ مومنیں ہوئے
عریاں جو شہزادوں کے بدن نازنیں ہوئے
محتاج ٹوپیوں کے یہ سرتاج دیں ہوئے
عسرت کا تھا یہ حال کہ جو عید آ گئی
دیکھا جو حال بیٹوں کا ماں تھرتھرا گئی

۹۵

[illegible]

۹۶

[illegible]

۹۷

[illegible]

۹۸

[illegible]

۹م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۰م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۱م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۳

پیٹوں سے نو عرض کی کہ بجائے غلافِ جناب
ہم خادموں پہ آپ کی شفقت ہے بے حساب
پہلے لباسِ عید کہاں ہوگا بہت حجاب
اب تو جہاں سے جاؤ بنا کر وہ شتاب
دعوے میں فدویوں کو کھانے بنے بڑے
لیں گے اسی گھڑی نئے کپڑے کھڑے کھڑے

۲۱۴

عشرت سے گو گزشتہ و دیگر ہیں حضور
ہیں تاجدار آپ کے تعظیم کو حضور
مختارِ کارخانۂ تقدیر ہیں حضور
حاجت روائے شیر و بشر ہیں حضور
کیوں آپ سے غلام نہ کپڑے طلب کریں
ہاں روزِ عید تو نہیں وقفہ جو اب کریں

۲۱۵

اماں لباسِ عید بنا دو ابھی ابھی
تیار ہوں تو لا کے دکھا دو ابھی ابھی
کیا جانیں ہم کہیں سے منگا دو ابھی ابھی
رکھ کر سرہانے سوئیں گے لا دو ابھی ابھی
سرتاج اولیائے سلف کے پسر ہیں ہم
آ پہنچی سر پہ عید بھی اور ننگے سر ہیں ہم

۲۱۶

گر سال بھر جئیں گے تو دیکھیں گے پھر یہ عید
مانگیں گے روٹھ روٹھ کے پھر خلعتِ جدید
عریاں تنی کا صبح کو غم ہو گیا شدید
ہم چشموں سے نہ آنکھ ملائیں گے وقتِ دید
پیارا اک طرف یہ لطف و کرم سے بعید ہے
کل تو برہنہ تن نہ رہیں گے کہ عید ہے

۴۱۷

آل عبا ہیں جانِ رسولِ زمن ہیں ہم
کیوں والدہ تمھارے حسینؑ و حسنؑ ہیں ہم
پیوند دامنِ شہِ خیبر شکن ہیں ہم
رتبے تو یہ ہیں اور برہنہ بدن ہیں ہم
اب آ گیا چھپانے کی حالت نہ دیکھو ہم
تحفے تمھیں بھی آپ سے دیتا کہیں گے ہم

۴۱۸

ہم نے بہت حضور کا پاسِ ادب کیا
سردی کے دکھ اٹھائے نہ کپڑا طلب کیا
گرمی میں ننگے پاؤں پھرے شکرِ رب کیا
بے قرار عید کے آنے نے اب کیا
کچھ بھی بھلا تمھارے غلاموں کا پاس ہے
میلا لباس ہے نہ پرانا لباس ہے

۴۱۹

کل عید کی نماز کو سب لوگ آئیں گے
مجمع میں نانا جان ہمیں بھی بلائیں گے
عریاں بدن ہیں شکل کسے ہم دکھائیں گے
حیدر کی رضا ہے تو باہر نہ جائیں گے
نانا تو مومنوں سے بغلگیر ہوویں گے
ہم دونوں بھائی گھر میں گلے مل کے روئیں گے

۴۲۰

جوں رشتۂ سخن کو دیا یاوروں نے طول
رنج و قلق سے دست و گریباں ہوئیں بتولؑ
کہنے لگی یہ مصطفےٰؐ و دخترِ رسولؐ
مایوس عید چاہئے پھر اور نہ ہو ملول
میں دوں گی پیرہن او مرے دل کی لالہ آئیگا
خیاط لے گیا ہے وہ اب سی کے لائے گا

۵۲۱

[illegible]

۵۲۲

[illegible]

۵۲۳

[illegible]

۵۲۴

[illegible]

۴۲۵

کہتے تھے کہ ہاں پیاس اُن کو تو دو دن کی ہے [illegible]
بچّوں کا یہ عالم ہے کہ برس دن سے ہیں [illegible]
زینب سے کہا [illegible] سو برس کے [illegible]
[illegible]
اطفال [illegible]
[illegible]

۴۲۶

[illegible] عہد پیاسا [illegible]
[illegible] گرمی [illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۷

[illegible] اے قاسم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۸

[illegible] ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

صفحہ ۲۸۵ [illegible]

عہ۵ اصل مرثیہ [illegible] میں یوں ہے [illegible] لیکن [illegible] چھپا ہے۔ [illegible] سے ہے [illegible] برس دن' محاورہ ہے حضرت نظم طباطبائی فرماتے ہیں ع [illegible] برس کے برس دن [illegible] کلیات نظم [illegible]

۵۲۹

کل سب لباس فاخرہ پہنیں گے جابجا
تو انکو حلہ بخش کہ عریاں بدن پھرا
مرتبے گر غریبوں کو یا تاج کر عطا
رونق تری زمیں کے ہیں فاطمہ کو کیا
مالک کے فضل سے یہ عزیز دو کون ہیں
تیرے کنیز زادے ہیں زہراؑ کے کون ہیں

۵۳۰

مجھکو یقین تھا نہ انہیں تو رولائے گا
یثرب میں روز عید نہ عریاں پھرائے گا
وعدے میں فاطمہؑ کے نہ تو فرق لائیگا
مالک کو رحم انکے لڑکپن پہ آئے گا
اب فاطمہؑ کی شرم وحیا تیرے ہاتھ ہے
وعدہ کیا ہے میں نے وفا تیرے ہاتھ ہے

۵۳۱

مشغول تھیں دعا میں ابھی [illegible]
زنجیر در ہلا کے کسی نے جو دی صدا
زہراؑ پکاریں کون کہا بندۂ خدا
فدوی غلام خادم اولاد مرتضیٰؑ
خیاط ہوں حضور کے نور عین کا
لیجیے لباس حسنؑ اور حسینؑ کا

۵۳۲

تھیں کشتیاں دو جیسے در کو جو وا کیا
رومال ان پہ بندھا ہوا اسنے انہیں دیا
کھولا تو گھر میں پھیل گئی نکہت و ضیا
کپڑے وہ تھے یہ تحفے کہ اسرار کبریا
خیر النساءؑ تھی صرف دعا ورد و یاس میں
نازل ہوئی تھی رحمت حق اس لباس میں

۴۳

دو روز سے تھے وہ تحفۂ زینب جنھیں سرفراز
دستار نے وہ کھولا ید بیضا کا جیسے راز
دو کرتے تھے وہ عمدہ کہ باصد شکوہ و ناز
اونکو پہن کے عید پڑھے عید کی نماز
فانوس میں شمع طور کی دونور جامے تھے
پرنور دو عبائیں تھیں اور دو عمامے تھے

۴۴

خیر النسا نے سجدہ میں سر کو جھکا دیا
اور بیٹوں کو جگا کے یہ مژدہ سنا دیا
دیکھو خدا کے پیارو خدا نے یہ کیا دیا
رتبہ جو ایک تھا سو لباس ایک سا دیا
خلعت میں حق نے پارچے دو دو جدا رکھے
قائم رسول زادوں کی جوڑی سدا رکھے

۴۵

رکھے پھر اُنکے سر پہ عمامے جو یک دگر
دستار کی طرح سے پھرا عرش گرد سر
پڑھ کر دعائیں کپڑے پہنائے جو سر بسر
غل تھا کھلا جہاں میں اب اورنگ کا ہنر
پوشاک سے تو زادوں کی یہ شان ہو گئی
اک عید صدقے دوسرے قربان ہو گئی

۴۶

آتے ہی صبح عید کو خیر الورا جو آئے
پایا جو نواسوں کے خلعت پہ مسکرائے
دامن پکڑ کے پوچھا یہ کپڑے کہاں سے آئے
وہ ماں کے سمت عرش کے پھیلا کے اپنے ہاتھ
بھیجے ہیں یہ خدا نے کہ تم نے بنائے ہیں
ہم نے تو اماں جان کے ہاتھوں سے پائے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۲۱

جبریل مثل رنگ پریدہ فلک سے آئے
پیش نبی خدا کا یہ رنگیں پیام لائے
جھک کر کہا حضور ہیں کیوں اپنا سر جھکائے
جو رنگ کہیے صانع قدرت ابھی دکھائے
حاکم ہو صبح و شام کے خورشید و ماہ کے
مالک ہو زرد و سرخ و سفید و سیاہ کے

۴۲۲

ابریق و طشت جلد بس اب کیجیے طلب
پانی غلام ڈالے نچوڑیں رسول رب
چاہیں گے جو حضور وہی رنگ ہوگا اب
حاضر نبی کے سامنے ساماں ہوئے یہ سب
حضرت نے جامۂ حسن مجتبیٰ لیا
ابریق کو ادب سے ملک نے اٹھا لیا

۴۲۳

پوچھا نبی نے رنگ تو بولا وہ خوش کلام
نانا یہ رنگ سبز کا عاشق ہوں والسلام
تب پانی ڈالنے لگے جبریل نیک نام
حضرت نے دیا فشار تو وہ سبز تھا تمام
اس پیرہن سے قدر زبرجد سوا ہوئی
ہر تار پر بہار زمرد فدا ہوئی

۴۲۴

اس رخت سبز گوں نے حسن کو جو خوش کیا
تسلیم کر کے ہاتھ سے نانا کے لے لیا
چاہا کہ پہنے تن میں وہ ملبوس پر ضیا
جو ماں پکاری وہ نہ ہو تم خاص کبریا
کرتا ابھی ہے سادہ مرے کربلائی کا
ٹھہرو حسن کہ دل نہ کڑھے چھوٹے بھائی کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۹

ان رتبوں پر علیؑ کے موالی نظر کریں
ہاں تارک الباس عدالت اگر کریں
آتا ہے اب وہ وقت کہ عریاں ہم کریں
جامہ ہے کس شمار میں پرزے جگر کریں
سر پر ابوترابؑ کے ماتم کی خاک ہے
سر ننگے ہیں بتولؑ کفن چاک چاک ہے

۵۰

چادر جو جس کا خازن باغ جناں ہوا
ہائے ہے یہ ظلم اور یہ میان جہاں ہوا
پرزے جگر حسنؑ کا مثال کتاں ہوا
رن میں لہو حسینؑ کا آب رواں ہوا
تیروں سے چاک چاک حسنؑ کا کفن کیا
سر کاٹ کر حسینؑ کا عریاں بدن کیا

۵۱

اک عید کو حسینؑ نے کی یوں بہانے عید
اک عید وہ تھی جس میں کہ پیاسے ہوئے شہید
پہنایا تھا بتولؑ نے یاں جامۂ جدید
اور واں بہن کے ہاتھ سے پہنا تھا رخت عید
رن کے لہو بھرے ہوئے کپڑے اتارے تھے
بالکل پھٹا لباس پہن کر سدھارے تھے

۵۲

اس عید کو تو ہم نبوت پہ تھے قدم
اُس عید کو بدن ہوا پامال سر قلم
اس عید کو گلے سے ملے شاہ امم
اُس عید کو گلے سے ملا خنجر ستم
جامہ یہاں رنگا تھا رسولؐ انام نے
اُس عید کو لہو سے بھرا اہل شام نے

۵۵۳

وہ عید کیا تھی عاشورِ پنجتن کا دن
عاشورِ قتل نائبِ خیبر شکن کا دن
بے چادری آلِ رسولِ زمن کا دن
اندوہ شیعیانِ حسین و حسن کا دن
تصویر پنجتن کی زمانے سے اٹھ گئی
ہر عید فاطمہ کے گھرانے سے اٹھ گئی

۵۵۴

تھی عید سب شہید قضا کے گلے ملے
اور خنجرِ ستم شہِ ہدیٰ کے گلے ملے
اصغر بھی جب کہ تیرِ جفا کے گلے ملے
جا کر حسین آلِ عبا کے گلے ملے
دیکھا کمر اٹھا کے غش آیا پیاسے سے چھوٹ کر
بیٹھے گرے زمین پہ پیچ ٹوٹ کر

۵۵۵

فرزند کے فراق سے کوئی ماں تھی نوحہ زن
بھائی کے غم میں کرتی تھی نوحہ کوئی بہن
بابا کو رو رہا تھا کوئی طفلِ خستہ تن
ہے ہے وہ محوِ آب وہ سوکھے ہوئے دہن
شہزادہ ایک ایک سے ملنے لگے حسین
منھ ہر طرف سے پھیر کے رونے لگے حسین

۵۵۶

آئے قریب مسندِ پیغمبرِ خدا
سو بچا کے گھر سے ہاتھ کو پیچھے شاہِ کربلا
پھر اتارا سر سے عمامہ رسول کا
چوما اور اس کو تکیہ پہ مسند کے رکھ دیا
کھولا کمر سے جا کے کمربند مرتضیٰ
رو یا کمر کو تھام کے فرزند مرتضیٰ

۵۵۷

پھر سب سے جو ہے سو ہے پکڑتے اوتار سے
سنتے ہیں اپنے ناتوانی سے کہ [illegible]
ہے عشق اور بھی آ کر سے حرم [illegible]
ہم چپ ہیں سبب ادب سے شہ ناوار سے
حیرت تھی کہیں لباس اوتارا حسین نے
ایسا [illegible] کیا ہے شیخ مشرقین نے

۵۵۸

کچھ ایک نفس دوڑی سو ہے [illegible]
اور دیکھا پشت و سینہ کو [illegible]
پوچھا [illegible]
[illegible]
بار الم [illegible] ہے ہجر اس
[illegible] کی جاتی نہیں
تا دو کی [illegible] ہم نکالتیں

۵۵۹

شہ دوست زخم [illegible] کا ہے [illegible]
اک ہم کہ دل کا [illegible] اک دم نظر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اک گردن کا [illegible] یا دو نگا
[illegible] گانو کی گرد [illegible] دو نگا

۵۶۰

دیکھی بھی تو [illegible] کا یہ کام
[illegible] دیکھی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اپنے ہی [illegible] جانی و جانی

٦١

ناگہ بہن کو حکمِ شہِ کربلا ہوا
زینبؑ لباس لا وہ پرانا پھٹا ہوا
دیکھو تبرکات میں ہوگا دھرا ہوا
وہ بولی ہائے بھائی یہ ارشاد کیا ہوا
ہے ہے پھٹا لباس شہنشاہ پہنیں گے
رو کر کہا حسینؑ نے واللہ پہنیں گے

٦٢

منظور ہے کہ رختِ کہن ہو کفن مرا
بیدادگر بعد ذبح نہ لیں پیرہن مرا
ہے شرم کی جگہ جو برہنہ ہو تن مرا
مطلب تو یہ ہے آگے مقدر بہن مرا
کوئی پھٹا لباس کہیں لوٹتا نہیں
پہنے میں ہوں انکے بس میں کہ جو چھٹا نہیں

٦٣

یا تو حرم خموش کھڑے تھے بحالِ یاس
یا اس بیاں کو سنتے ہی دوڑے وہ بے حواس
بکھرا کے بال پھرنے لگے شہ کے آس پاس
کہتے تھے لاؤ دو تارا تھا اسواسطے لباس
بخشش خدا لباس فقیری سے پائیں گے
کپڑے پھٹے بہن کے گلے کو کٹائیں گے

٦٤

یہ رو کے کسی نے ندا دی رسولؐ کو
کوئی حسنؑ کو کوئی پکاری بتولؑ کو
غش آ گیا قلق سے کسی دل ملول کو
اک سونگھتی تھی پیار سے زہراؑ کے پھول کو
اکبرؑ کا نام لے کے کوئی خاک اُڑاتی تھی
عباسؑ کو فرات سے کوئی بلاتی تھی

۴۲۵

[illegible]

۴۲۶

[illegible]

۴۲۷

[illegible]

۴۲۸

[illegible]

۷۶۹

شہ نے کہا خموش مری بے وطن بہن
ہلتا ہے جن سے عرش یہ ہیں وہ سخن بہن
تم بیٹھی ہو جو دیکھ کے رخصت کہن بہن
میں تو وہ ہوں جسے نہ ملے گا کفن بہن
لیکن کفن کا غم ہے نہ سر کی جدائی کا
ناسور ہے جگر میں تری بے ردائی کا

۷۷۰

بولی وہ کانپ کر کہ بہن بے ردا پھرے
بھیّا ترے گلے پہ تو تیغ جفا پھرے
شہ نے کہا خدا نہ کرے جو قضا پھرے
سرکار ذوالجلال سے محضر مرا پھرے
لو زینبؑ الوداع سنبھالو سکینہؑ کو
ماتم کرو حسینؑ کا پالو سکینہؑ کو

۷۷۱

پٹکا علیؑ کا اُس نے اٹھایا با اشک و آہ
اور باندھنے لگی کمرِ شاہِ دیں پناہ
ناگاہ یوں گری کہ ہلا صحن بارگاہ
چلائی بھائی تم نے بھی کی اس گھڑی نگاہ
پہلو پہ ہل کے اوٹھتی ہیں اور اُٹھ کے گرتی ہیں
سر ننگے فاطمہؑ بھی مرے گرد پھرتی ہیں

۷۷۲

جلدی سے شہ نے زیب کمر ذوالفقار کی
باندھی سپر بھی حمزۂ عالی وقار کی
حسرت سے چار آئینے نے آنکھ چار کی
مختار جزو و کل نے قضا اختیار کی
ہستی نے دی ندا کہ ہے باری حضور کی
بولی قضا کہ لاؤ سواری حضور کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۷۷

کیوں ذبح کرتا ہے میں خدا کا خلیل ہوں
باطل کی تو سند ہے میں حق کی دلیل ہوں
سجدے میں ہوں پہ زیرِ پرِ جبرئیل ہوں
جائے ادب ہے زینتِ عرشِ جلیل ہوں
دنیا اگرچہ قبضۂ اہلِ دول میں ہے
عقبےٰ کا بند و بست ہمارے عمل میں ہے

۷۸

پیاسا ہوں پر ہوں خضر بھی آبِ بقا بھی ہوں
ہمسایہ بھی ہوں سایۂ ربّ العلا بھی ہوں
ہمراہ بھی خدا کے ہوں راہِ خدا بھی ہوں
راہِ خدا بھی ہوں بخدا رہنما بھی ہوں
حرزِ گلوئے عیسیٰ عالی وقار ہوں
کل کی دوا ہوں حکمتِ پروردگار ہوں

۷۹

چالیس آفتاب ہیں اس شمس کے سوا
اور اک سے اک میں فرق ہے چالیس سال کا
آباد اُن کے بیچ میں ہے خلقِ کبریا
شیطاں سے مطلع ہیں نہ آدم سے آشنا
ایسے رجوعِ قلب سے وہ محوِ رب ہوئے
یہ بھی خبر نہیں ہے کہ مخلوق کب ہوئے

۸۰

بولے اکبرؑ وہ کون ہیں کیا انکے نام ہیں
ہنس کر حسینؑ بولے ہمارے غلام ہیں
ہم اُن کے مقتدا ہیں ہم اُن کے امام ہیں
شرعِ رسولؐ حق پہ عمل صبح شام ہیں
تسبیحِ فاطمہؑ ہے خدا کی نماز ہے
اعدا سے احتراز ہے ہم سے نیاز ہے

۵۸۱

پوچھا کہیں خبر ہے کسی کو خبر نہیں
کوچے وہ دیکھے خضر کا جن میں گزر نہیں
یہ روز وہ ہیں جن سے کہ آگہ سحر نہیں
یہ ماہ وہ ہیں جن سے کہ واقف قمر نہیں
ناچار ہوں پہ چارۂ ہر اہل رنج ہوں
نادار ہوں پہ علم الٰہی کا گنج ہوں

۵۸۲

جس کی زمیں فلک ہے میں وہ آسمان ہوں
ذروں پہ مہر مہر پہ میں مہربان ہوں
قرآں کا جو دل ہے میں اس دل کی جان ہوں
میں خشک لب حبیب خدا کی زبان ہوں
دل ہوں علی کا کڑھتا ہوں شیعوں کے واسطے
چشم نبی ہوں روتا ہوں امت کے واسطے

۵۸۳

نور اپنا ہو گا جب مہر و گل نہ ہوویں گے
ہم وہ چراغ ہیں جو کبھی گل نہ ہوویں گے
مرکر بھی کم ہمارے تجمل نہ ہوویں گے
باغ اپنا ہو گا جب کہ گل و بلبل نہ ہوویں گے
دن ہوں کہ رات شمس و قمر گرم سیر ہیں
جن کو کبھی زوال نہیں ہم وہ مہر ہیں

۵۸۴

کوثر کی آبرو ہوں میں رضواں کی آبرو
رضواں کی آبرو ہوں میں سلماں کی آبرو
سلماں کی آبرو ہوں میں ایماں کی آبرو
ایماں کی آبرو ہوں میں قرآں کی آبرو
قرآں کی آبرو ہوں تو آدم کا فخر ہوں
آدم کا فخر ہوں تو دو عالم کا فخر ہوں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۹۸۹

[illegible]

۹۹۰

[illegible]

۹۹۱

[illegible]

۹۹۲

[illegible]

تتمہ ۔ پوچھے اگر یزید وہ کس شہر کو گیا ۔ کہنا کہ جیتا قبر میں روپوش ہو گیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۹۹۷

[illegible]

۹۹۸

[illegible]

۹۹۹

[illegible]

۹۰۰

[illegible]

بند ۱۰۱

پہلا سوار قوتِ کردگار ہے
اور دوسرا یہ دوشِ نبی کا سوار ہے
گیسوئے حبیبِ حق کا اسی کی مہار ہے
عاجز نہ جانیو اسے کل اختیار ہے
پامال شش جہت ہوں اگر حکمِ شاہ ہو
مولا جدھر اشارہ کریں طے وہ راہ ہو

بند ۱۰۲

جب یہ رجز پڑھا فرسِ نامدار نے
کھولی زباں بیان کیا ذوالفقار نے
بھیجا ہے عرش سے مجھے پروردگار نے
جوہر دکھائے ہیں شہِ دلدل سوار نے
کفار کے لہو میں جو میں غرق ہوتی تھی
اس فاقہ کش حسین کی ماں مجھ کو دھوتی تھی

بند ۱۰۳

اس تیغِ جگر شگاف سے زخمی ہوا جگر
کھینچی نہ تیغ رہ گئے یہ آہ کھینچ کر
کاٹے جو تم نے بازوئے عباسِ نامور
رکھا نہ ہاتھ قبضے پہ بس تھام لی کمر
توبہ کرو تو اب بھی مقرر اماں ہے
ورنہ یہ جان لو مرے قبضے میں جان ہے

بند ۱۰۴

حیراں بیانِ تیغ سے چھوٹے بڑے ہوئے
اس گفتگو پہ کان سپر کے کھڑے ہوئے
غفلت سے پردے آنکھوں پہ جو تھے پڑے ہوئے
بولے عدو رہیں گے نہ ہم بے لڑے ہوئے
سرگرم یاں فساد پہ بے شرم ہو گئے
اور اس طرف کو ہمت سقا گرم ہو گئے

۱۰۵

پھر اڑ کے مرغ روح عقاب قضا اوڑا
یعنی ہمارے تیغ دو سر بالا اوڑا
کھینچ پکارا طائر قبلہ نما اوڑا
رن بھر گیا یہ رنگ رخ اشقیا اوڑا
اڑ اڑ کے تن بھی سوئے عدم و نعش گئے
ساتھ ان کے تیغوں میں پر پرواز ہو گئے

۱۰۶

غائب ہوئی زرہ جو بدن پر یہ چل گئی
جوشن پھاڑ کے جال کو مچھلی نکل گئی
پار آئینے لہو سے ڈوب کر نکل گئی
پتھر نکل کے لعل بدخشاں و گل گئی
آئی جو منہ بگاڑ کے سر کے بگاڑ پر
غل تھا چڑھی وہ ناو سخی کی پہاڑ پر

۱۰۷

دو رخ جدا وہ شعلۂ قہر خدا جدا
رہوار کے جلو سے نہ تھی ایک جا جدا
خود و سپر و دل و جگر و دست و پا جدا
سب تیغ کے قدم پہ پڑے تھے جدا جدا
میداں سے دور فوج کے ناری جو ہٹ گئے
تیغوں سے مثل موج جو سر رواں کٹ گئے

۱۰۸

جب بہشت رونق اسلام تھی تنگ
الماس پہ تیغ شہ کا بھاگنا تک ڈھنگ
بجلی چمک پہ سپہ سوار تھے بید رنگ
یوں بھی پچھڑے دلیروں کے تیغوں نے جیسے زنگ
گردنیں تھیں وہ تن پہ سے غرق خود میں
تیغ کھائی تھی خود میں اور سر تھے گود میں

۱۰۹

ہر سر پہ تھی حسام دودم سین کی طرح
تھی فتح اسکی پشت پہ تحسین کی طرح
قالب تہی تھے راکبوں سے زین کی طرح
تیغ رواں عروج پہ تھی دین کی طرح
دریائے فوج قلزم آتش میں غرق تھا
تلوار کا ہر ایک شرر رشک برق تھا

۱۱۰

بارش تھی آب تیغ کی برسات ہو تو یوں
بجلی تھی فوج شام کی رنگت گھٹا تھی یوں
یاں سقف سینہ گرتی تھی واں پائے گرد یوں
بیاں خم چمکتا تھا قصر دل زبوں یوں
اس رجس کے خون ہر بن مو سے نکل گیا
اوچھا جگر تو چاک گلو سے نکل گیا

۱۱۱

چین جبیں کی طرح جبیں سے نکل گئی
پانی چورا تو تنگ تو زرہ سے نکل گئی
زیں ایک طرف پہ سطح زمیں سے نکل گئی
جب سر اٹھایا چرخ بریں سے نکل گئی
گردوں سے سر لیا کبھی قالب سے دم لیا
بس دم لیا تو تیغ دودم نے یہ دم لیا

۱۱۲

اک وار میں سواروں کی صف سے پار تھی
شکل اجل پیادوں کے سر پہ سوار تھی
گہ پیش و پس تھی گاہ یمین و یسار تھی
پھر رنگ یہ ہوکے رہ گئی جو صف دوچار تھی
حیراں برش نے اسکی ہر اک تیغ کو کیا
چار آئینے میں اپنے بھی (نسخہ) سایہ کو دو کیا

نسخہ ہی

۲۱۳

ہر تیر مثلِ آہوئے وحشی نہاں ہوا
بسمل ہوا لبِ تیغ سے ہر مرغِ جاں ہوا
کڑیوں سے خوں رگوں کی طرح سے رواں ہوا
چشمِ زرہ پہ زخم کا سب کو گماں ہوا
ہر رگ گلوئے حرص کی شاداب ہو گئی
رن کی زمین سیخ تقلب ہو گئی

۲۱۴

تھی شکل سیخ عجب یہ تیغِ دو سر بنی
ہر تیغ کٹ کے ابروئے فتح و ظفر بنی
انگشتری کا حلقہ کماں سہم کر بنی
خالِ رخِ سپاہ سمٹ کر سپر بنی
جس نے اٹھائی تیغ گرا خود زمین پر
بسمل تھا سایہ جسم کی صورت زمین پر

۲۱۵

ناگاہ غل اٹھا کہ دہائی ہے یا حسینؑ
تھا تھا کے گر پڑے ہیں دہائی ہے یا حسینؑ
قہرِ خدا یہ زور نمائی ہے یا حسینؑ
کس کو مجال عہدہ برائی ہے یا حسینؑ
دکھلا چکے جلال ۔ یہی دکھائیے
اب کبریائی شانِ کریمی دکھائیے

۲۱۶

اللہ رے رحم تیغ کو روکا امامؑ نے
اور دست پیچ پیچ کیا اجل آیا سامنے
دنیا سے ہاتھ اٹھایا شہِ تشنہ کام نے
پھیرا عنان کہ گھیر لیا فوجِ شام نے
تیر و کماں کا ہجوم تھا زخمی کے باغ پر
جیسے ہما ہوا ہو کبھی چیل زاغ پر

۱۱۷

ناگاہ آیا سامنے خونی بے حیا
جوڑا کماں میں تیر سہ پہلو پئے جفا
بالکل بجھا ہوا تھا زہر میں وہ ناوک جفا
پھٹتے ہی وہ جگر پہ لگا وا مصیبتا
شانے پہ سر جھکا شہ عالی خصال کا
اور رنگ سبز ہو گیا زہرا کے لال کا

۱۱۸

نکلا ہے جب جگر پہ لگا تھا یہ تیر آہ
زینب کھڑی تھی ڈیوڑھی پہ با حال تباہ
چلائی ہائے کیا ہوئی مظلوم کی سپاہ
ہے ہے تڑپتے ہیں امام فلک پناہ
عباس آ کے تھامے کمر آ کر سنبھال لے
کوئی جگر سے تیر سہ پہلو نکال لے

۱۱۹

ناگہ امام پاک گرے خاک پاک پر
کھینچا جو تیر سینے سے تڑپا دل و جگر
چلو رکھا ہے زیر جراحت جھکا کے سر
جب بھر چکا لہو سے تو کی ریش پاک تر
پوچھا جو ظالموں نے کہا یہ زبان سے
فردوس میں ملوں گا یوں ہی نانا جان سے

۱۲۰

اتنے میں بہر ذبح بڑھا شمر نابکار
منھ پر نقاب پاؤں میں تھے موزے چرخ دار
دست جفا میں خنجر برّان و شعلہ بار
آگے ادب کی جا ہے کروں کیا میں آشکار
منصف جو ہیں بتائیں یہ کس پہ چلا چھرا
مولا کے کہاں ہم سے گئے خنجر کہاں پھرا

١٢١

دن نام اُن مقاموں کا کیجو نہ زباں سے آہ
مانندِ عرش تھی وہ بلند آسماں سے آہ
رہ رہ کے حشر اُٹھتا تھا دو جہاں سے آہ
[illegible] مصطفیٰ نکل آئے جہاں سے آہ
شبیرؑ کے گلے سے جو زہراؑ لپٹ گئی
سمجھا یہ آسماں کہ زمیں اب اُلٹ گئی

١٢٢

چلائے مصطفیٰؐ کہ ٹھہر اے لعیں ٹھہر
سہواً یہ ظلم کرتا ہے تو یا کہ جان کر
ویراں کرے اور دل سے تو پوچھ یہ جگر
ہاں ہے یہ کس غریب کا تو کاٹتا ہے سر
ہاں ہاں یہ میری فاطمہؑ کا نورِ عین ہے
میرا حسینؑ ہے ارے میرا حسینؑ ہے

١٢٣

بس بس یہ بے گناہ ہے یہ بے گناہ ہے
خالق گواہ مخبرِ صادق گواہ ہے
مونس سکینہ کا گنجِ علومِ الٰہ ہے
خنجر جہاں رکھا ہے مری بوسہ گاہ ہے
تو کاٹتا ہے حلق وہ کہتا ہے پیاس ہے
کیوں بے حیا کیوں یہی مہماں کا پاس ہے

١٢٤

نام و نسب کچھ اس نے بتایا ہے یا نہیں
جامہ عمامہ میرا دکھایا ہے یا نہیں
خلقِ حسنؑ حسینؑ میں پایا ہے یا نہیں
ظلِ رسولؐ جسم میں سایا ہے یا نہیں
سایہ اگر نہیں تو یہ کل کا امام ہے
قتلِ امام قتلِ رسولِ انام ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۲۹

وحش و طیور جن و ملک نوحہ خواں ہوئے
ہلنے لگی زمین سیہ آسماں ہوئے
گر گر زمیں پہ خیمے سکینہ طپاں ہوئے
زینبؑ پکاری قتل شہ بیکساں ہوئے
وارث نہیں کوئی بدنِ پاش پاش کا
اسباب اب لٹے گا برادر کی لاش کا

۱۳۰

تھا رن میں شہ کی لاش پہ انبوہ اشقیا
سر کا عمامہ اخنس ملعون نے لیا
ارطہ نے لگا حسینؑ کے گیسوئے پر ضیا
لی دارمی نے تیغ شہنشاہ اوصیا
نے تیغ نے لباس نہ عمامہ رہ گیا
باقی بدن میں ایک پھٹا جامہ رہ گیا

۱۳۱

پھر بحر ابن کعب نے مطلق نہ کی حیا
مانع ادب ہے آہ مفصل کہوں میں کیا
وہ جامہ کہن بھی ستمگار لے گیا
لاشے نے ہاتھ اٹھا کے یہ کی حق سے التجا
عریاں پسر ہے فاتح بدر و حنین کا
ستار تیرے ہاتھ ہے پردہ حسینؑ کا

۱۳۲

لاشے کا پیرہن ہوا افشاں کردگار
اور دونوں ہاتھ شل ہوئے ظالم کے ایک بار
خیمے سے نکلی دختر سلطان نامدار
جب لپٹی شہ کے لاشے سے ہو کر وہ بیقرار
بچپن میں بے پدر کو خبر کیا تھی بین کی
کہتی تھی وا حسینؑ سکینہ حسینؑ کی

رباعی

کیا فکر بہ ادراک شفا کے ہوتے
چاندی کی تلاش کیمیا کے ہوتے
خاموش علاقۂ بندگی سمجھے ہو اگر
بندوں سے کہوں حال خدا کے ہوتے

رباعی

شیریں سخنی ہمیشہ کام اپنا ہے
حق کہتے ہیں سچ کلام اپنا ہے
گو شیوۂ ذوق نظم کرتے ہیں مگر
پر گو ہیں وہ ان کو سلام اپنا ہے

رباعی

ہے سست کہ چست یہ کلام اپنا ہے
لاریب خطا پوش امام اپنا ہے
ہر بندے کی بندش قطع کرتے ہیں پر
اُن پر تو کرم ہوں کہ سلام اپنا ہے

۱۳۴۳ھ

بس اے دبیر خاک سے پیوند جسم و جاں
ہے انتہائے مرتبہ میں علم کا بیاں
آخر یہی ہے لباس یہی مولائے انس و جاں
اسکا صلہ یہ مانگ کیا شاہ دو جہاں
دنیا میں پائے خلعت تحسین سخن مرا
مرنے کے بعد خاک شفا ہو کفن مرا

تمام شد

یارب مجھے مرقد حسن عسکری دکھا
تصویر زندگانی دنیا و دیں دکھا
اُوگتا ہے تخم غنچہ جہاں وہ زمیں دکھا
سرکار شاہزادہ روح الامیں دکھا
مٹی مری عزیز اگر وہ نہیں کرے
پھر خلد بھی بلائے تو بندہ نہیں کرے

ن ۔ جنت بھی پھر بلائے تو بندہ نہیں کرے

۲

یارب کبھی ایمان میں وہ دن بھی آئیگا
مجھ سا بھی کسمپرسا پہ جو معراج پائیگا
ہاں لے کے تو نارسا ہے وہاں لے جائیگا
ہاں خسرو فضل حق ور مولا دکھائیگا
اُڑ کر ابھی ہیں گرد پھروں اُس نواح کا
سو کیسہ مراد کو پھر اپنی تک لائیگا

ایوان بارگاہ سلیمان دیں دکھا

۳

یارب چلی چراغ علی دل کو کیا ہو
کس شب نظر پڑینگے وہ جمال بن نادو
قندیل تحت تنہ کی دیکھو نگا کبھی ہو
دم لے بس اب وہیں یہ قدم عم گرم رو
دیکھوں ہم ارشد پہ چمک دل کو دل علی
روشنی ہیں یہ روشنی ہیں ارون سن جما علی

نسخہ ۔ انگشتری عرش کا بارے نگیں دکھا

۴

جاؤں وہاں تو دل میں ہم آئیں ولی کے
پیش نظر حسین کا روئے حسین ہے
ہر سانس بھی حضوری شاہ زمن ہے
روشنی ہیں بس طرح صبح حرم بین ان کے
بعد از فنا یہ جسم مثالی ملے مجھے
ہاں ظل رحمت شہ عالی ملے مجھے

ل ۔ پروانہ نظر ہے لعو میں گرم رو

۴۵

کس طرح ان اور ہے ارادہ تمنا ہے کیا ہے
اور اک شوقِ تمنا سبب اعلا کیا ہے
پیڑ پر کیا کیا آگ لگی ہے کیا کیا ہے
نیز ساکن آگ لگا دیتا ہے ادا کیا ہے
تا ابد ہم تو ہیں اس کی دل وانی حسینان
آہ کیوں اور فضائے دشت ان کا قاتل ہیں

۴۶

پاس کس طرح اس سے کہا تھا کہ لگی
پیچ کیا آگ کو صورت اظہار ہے پاس ہے
نہ اور اس کی آنکھ سے اور اس کا پاس ہے
اور نقطہ کا آخر آگ سے سوا ہے
اب نہ کسی طرح کا اس کا سب کچھ سے ہے
آپ حسینوں کا اس کا قتل ہے

۴۷

عیش سایاں میں رنگ اور دیکھ ادا آنکھ سے کیا لیں
یہ بھی نہ سمجھ کہ ہم سے اسے رنج کو کر لیں
اور ان سے صبح اور اقبال کا سوگ لیں
نہ اور سے آگ اور کل آنکھ کو کا کر لیں
مرا اور اس کی آنکھ پیچ لیں اور ان کو نہ کر لیں
بیچ نہ اور کس طرح سے بیچ لیں

۴۸

دل اور وہ ستم آرزو کے نام دیتا ہے
آنکھ میں پیچ اس کا شعر بیان دیتا ہے
یہ اس کی آنکھ کا نام اس کا اظہار دیتا ہے
قسمت اور انسان کے اس سے کہا ہے
نہ اور ساتھ بیچ انسان کے آنکھ کی بیچ
یہ سامان ادا بیچ کا آنکھ سے بیچ

۹م

[illegible]

۱۰م

[illegible]

۱۱م

[illegible]

۱۲م

[illegible]

۱۳

وہ پاؤں ہے فلک پہ جو اس کا زمیں پہ ہے
وہ سر ہے عرش پر جو در شاہ دیں پہ ہے
سجدوں میں اس کے ہے جو وہ عرش بریں پہ ہے
تحسین لامکاں کی اسی ہی مکیں پہ ہے
ہے گل خاک پاک پہ ذرہ نہ کا شور ہے
گر چشم آفتاب کی بھی ہے تو کور ہے

۱۴

رضوان نامور کو مبارک در جناں
روح القدس کو سدرہ ہی تھا آسماں
اختر کو برج در کو صدف کی گہر ملا
مجھکو جناب شاہ شہیداں کا آستاں
پایا جس نے عرش علا اسکا ہو گیا
جس کے ہوئے حسین خدا اسکا ہو گیا

۱۵

اب کربلا سے شکوہ درد فراق ہے
رشتہ نیاز سوئے حسینی رواق ہے
کیوں کربلا تجھے بھی مرا اشتیاق ہے
مجھکو تو زیست شوق زیارت میں شاق ہے
صاحب سے اپنے کہہ کہ بلا لیں غلام کو
مرنے نہ دیں یہاں تو بلا لیں غلام کو

۱۶

اے قبر منورہ تجلی لک الفدا
اے غیرت حرم کہیں [illegible]
اے کربلا اس کی [illegible]
اے [illegible]
ذرہ ترا ہے [illegible] کے واسطے
اکسیر خاک چھان رہی [illegible] کے واسطے

۱۷

اب عمر زرا عشق تو زائل یا حسین
پامال شعور عشق تحمل ہے یا حسین
ہر شعلہ فراز و شمع عقل مری گل ہے یا حسین
مجھکو حضور ہی سے توسل ہے یا حسین
بیٹھا ہوں کاسہ لیے در پہ دیکھیے
کب میرے نام پہ ارشاد کیجیے

۱۸

حیدر سے سعی کیجیے اے ہم وطن ہمارا
سر زیب سے لائے شمس کو مشرق نور ہمارا
رونق ہے تیرے ہم نشیں کا دنیا میں ہمارا
ہندوستاں سے دور نہیں آتی کربلا
گر ایک نگاہ ہو کرم کی تیری یا علی مدد
ذرہ ہوا اس زمیں سے اٹھی ارض

۱۹

اب زندگی مجھے شاق ہو یا علی مدد
طاقت ہے دل کی طاق ہو یا علی مدد
دشوار ہے فراق ہو یا علی مدد
تا چند شوق اشتیاق ہو یا علی مدد
مشہور آفتاب کی تجلی کا حال ہے
ذرہ کی اس زمیں پہ طلب کیا مجال ہے

۲۰

اب جنت نجف سے جا یا امیر آئے
تا دل سے شاہ و شاہ سے نظر دور پر آئے
دولت مجھے رہا ہے سب قدر پر آئے
سب کچھ زر و دستاویز و دیگر آئے
میسر ہے کیا بہشت کی نظارہ ضیا کروں
ان بندہ نظم کے گھر ہے بہا کروں

۴۲۱

سعدی کا ہے بوستان، گلستان ہیں
جنت کے بلبلوں کے ترانہ کی داستان ہیں
کچھ شعر ہیں بہار کے اس کی دل نشین
ایسی فضا میں کہ صبح کا کاشانہ ہیں
یہ بادہ ان کا ہے نیا پیمانہ ہیں
افسانہ ان کا ان کی زبان سے ہیں

۴۲۲

مجموعہ ان کا بوستان سعدی و حافظ کا انتخاب
یہ کیا ہے کہ غزل ان کی یہاں ہے نقد
ہر شعر ان کا عرش سے آیا ہے یہ انتخاب
حال اس کا ان کی محفل میں ہے ان کا عطا
یہ ان کا قصہ ہے اس کا فسانہ ان کا
اس کو سنا کے ہم نے کیا ہے

۴۲۳

گل خندہ ہے گلشن میں ہے شور
کس کو یہ سعادت ہے ان کی نظر
باغ ان کا ہے باغ و بہار ان کا ہے
سیر ان کا تماشا ہے اس گلشن میں
دیکھو تو ان کے فیضان سے یہ جلوہ
اے ساقی تری بزم میں ہے یہ ساغر

۴۲۴

گلشن میں ہے ان کا یہ نشیمن
دنیا میں ہے ان کا نام نامی
ہر ایک کو ان کا ہے یہ دامن
جلوہ ان کا ہے کلام ان کا
گلشن میں ہے ان کا نغمہ
یہ ان کا ہے باغ جہاں میں

ن۔ ا۔ ب

۴۲۵

[illegible]

۴۲۶

[illegible]

۴۲۷

[illegible]

۴۲۸

[illegible]

۱۵ اس مصرع کی شرح بسا یہ حاشیہ خود مصنف مرحوم نے لکھا ہے حدیث قدسی متفق علیہ من طلبنی فقد طلبتہ ومن طلبتہ وجدنی ومن وجدنی عرفنی ومن عرفنی [illegible] حاصل ترجمہ جو شخص میرا طالب ہوا میں بھی اس کا طالب [illegible]

۵۲۹

اللہ رے حسن عقل کہ عشق خدا لیا
لب لباب چشمۂ آب بقا لیا
نعمت وہ لی کہ دل کی زباں نے مزا لیا
تریاق زہر تشنگی کربلا لیا
بار گران عشق کے حامل حسینؑ ہیں
شاہدؑ خدا ہے عاشق کامل حسینؑ ہیں

ع۵ — شاہد کے دو معنی ہیں معشوق اور گواہ ۱۲

۵۳۰

خوبی میں ہیں ازل سے جدا ہیں حسینؑ ہیں
چشم یقین صاحب یٰسین حسینؑ ہیں
گلزار حسن کے گل رنگیں حسینؑ ہیں
پر حق کے باغ عشق کے گلچیں حسینؑ ہیں
کی طاعت خدا وہ خدا کے فدائی نے
جو جان لی خدا کی خدائی۔ خدائی نے

۵۳۱

یوں تو سبھوں کو عشق خدا ہے بقدر حال
پر امتحان عشق کی برداشت ہے محال
وہ کیا ہے پاس حسرت و رنج و غم و ملال
شمع مراد گل۔ گل اُمید پائمال
یہ بار قابل شہ عالی تبار تھا
ہوگا نہ ہے نہ ایسا کوئی بردبار تھا

۵۳۲

وہ بار کیا تھا ہجرت یثرب سفر کا داغ
سوزش عطش کی دل میں اور اُس پر جگر کا داغ
اکبرؑ کا داغ مثل قمر عمر بھر کا داغ
بھائی کا داغ شکل ہیں مرگ پدر کا داغ
یہ داغ کس نبی نے سہے کس ولی نے
غم کے پہاڑ اُٹھائے زہراؑ کے پھول نے

۳۳۳

وہ بار کیا تھا دربدری اہل بیت کی
بے وارثی و بے پدری اہل بیت کی
بچوں کی موت۔ نوحہ گری اہل بیت کی
درباروں میں برہنہ سری اہل بیت کی
گریاں سکینہؑ شاہ مدینہ کے واسطے
تسکین کو ملا نہ سکینہ کے واسطے

۳۳۴

ہمت یہ کی حسینؑ نے امت کے واسطے
سر پر لیا یہ بار شفاعت کے واسطے
باندھا کمر کو چست شہادت کے واسطے
سب کچھ کیا محبوں کی راحت کے واسطے
غربت میں ننھے بچوں سے آکے بچھڑ گئے
امت کو عافیت دی خود آفتوں میں پڑ گئے

۳۳۵

یہ بار جب پسند شہ کربلا ہوا
ارشاد ذوالجلال کا یہ برملا ہوا
احسنت اے حسینؑ بہت خوش خدا ہوا
پر خون کی دیت میں بھی سب کچھ عطا ہوا
ہر شے پہ اختیار ہمیشہ رہا ترا
تو فدیۂ خدا ہے خدا خوں بہا ترا[۵]

۳۳۶

اپنا لہو ہے یہ ورد کم قربان حسینؑ کے
ہاں کلمہ گو نبی کے ثنا خوان حسینؑ کے
محکوم حق کے تابع فرمان حسینؑ کے
بندے خدا کے بندۂ احسان حسینؑ کے
سر پر لیا یہ بار رہ حق میں سر دیا
پھر اپنے پیرووں کو سبکدوش کر دیا

۵ ملاحظہ ہو حدیث قدسی مذکورہ بالا۔ حبیر حیدر

[illegible]

۴۱

کیا حال ہو گیا ہے مری بے وطن کا آہ
کیا دل دھڑک رہا ہے مری خستہ تن کا آہ
کیا منھ اتر گیا ہے مری کم سخن کا آہ
کیا تن لرز رہا ہے مری گلبدن کا آہ
سانس ایسی لے رہی ہیں کہ پایاں دم نہیں
اکبر کی لاش دیکھنے سے کچھ کم نہیں

۴۲

زینبؑ جواب دیتی ہیں فاقہ سے ہے تپ تیز
چھینا ابھی سکینہؑ کا سب کیا ہوا کیا
دیتی ہے وہ قسم کہ حسین شاہ کربلا
سر پیٹتی ہیں آپ ہے یہ بڑی لغزش خطا
دلبر نہ داغ قبلہ و کعبہ کا دے گئی ہیں
جان اپنی دے گی پہ آپ کو جانے دیتی ہیں

۴۳

یہ جو کہا سکینہؑ نے اٹھ اسے سجن کا دم
کرنا ہے اس نے یعنی کی شام دیں یہ ستم
خالق نے عاجزی پہ ہماری کیا کرم
خاموش تھے حضور کے پاس اب یہ ہم
کیا یاد اور اس گھڑی بھی نہ معلوم ہوئیگا
اب رن کو جائیگا تو معلوم ہوئیگا

۴۴

یہ ہم نہیں حضور نے بہلا دیا جسے
عابدؑ نہیں کہ آپ نے سمجھا دیا جسے
اماں نہیں کہ گوشہ میں بٹھلا دیا جسے
زینبؑ نہیں کہ صبر کو فرما دیا جسے
گھر بھر کی جان عاشق شاہ مدینہ ہیں
صغراؑ نہیں کہ صبر کریں یہ سکینہؑ ہیں

مدلہ۔ حسنت نے کی مدد کرم ذو الجلال ہے۔ اب رن کو گھر سے آپکا جانا محال ہے

۴۴۵

ہم سے تو لی اب ان سے رضا لو تو جائیں ہم
گردن سے ننھی بانہیں نکالو تو جائیں ہم
ہاتھوں سے انکے ہاتھ چھڑا لو تو جائیں ہم
کہنا سکینہؑ جان کا ٹالو تو جائیں ہم
روٹھیں تو پھر حضور انہیں کی خوشی کریں
پیاری ضد کی ہیں جو کہیں پھر وہی کریں

۴۴۶

ایسی ہٹیں بہن کی ہمیں بھی خوش آتی ہیں
ماں کو بھائی ہیں پھوپھی زینبؑ کو بھاتی ہیں
ضد کیسی ہم غریبوں پہ یہ رحم کھاتی ہیں
اس ڈوبتے جہاز کو بہنا بچاتی ہیں
جو اور نا خدا تھے وہ مقتل میں سوتے ہیں
اب غرق ہوتے سب کہ جدا آپ ہوتے ہیں

۴۴۷

شہ بولے بے جدائی کے چارا نہیں ہمیں
اب رو و بیٹیو وہیاں ٹھہرا نہیں ہمیں
اللہ کے عتاب کا یارا نہیں ہمیں
کوئی خدا کے سامنے پیارا نہیں ہمیں
عشق خدا کا روزِ ازل دم بھرے حسینؑ
دنیا میں آکے وعدہ خلافی کرے حسینؑ

۴۴۸

ہاتھ اپنا پھر سکینہؑ کے سینے پہ رکھ دیا
ناداں پہ منکشف ہوئے اسرار کبریا
پیاسا تھا گلے سے جدا ہاتھوں کو کیا
عشق خدا میں سب سے رُخ اپنا پھرا لیا
معصوم صبر و شکر پہ آمادہ ہو گئی
قبلہ کو ہاتھ جوڑ کے استادہ ہو گئی

٥٤٩

چلائی کانپ کانپ کے وہ نورِ چشمِ شاہ
اے خالقِ جلیل تو رہیو مرا گواہ
تیری رضا کے واسطے ہوتی ہوں میں تباہ
بچپن میں دل پہ لیتی ہوں داغِ حسینؑ آہ
تیرے لئے محبوں پر احسان کرتی ہوں
بابا کو تیری راہ میں قربان کرتی ہوں

٥٥٠

آئی ندا کہ بچوں سے یہ جبر کم ہوئے
لبیک اے سکینہؑ رضا مند ہم ہوئے
راہی محل سے قبلۂ اہلِ کرم ہوئے
ہشیار دشتِ جنگ میں اہلِ ستم ہوئے
چھوڑا نہ ظالموں نے کسی بے حیائی کو
چھوڑے کماں سے تیرِ ستم پیشوائی کو

٥٥١ مطلع

لو بارگاہ ہو گئی خالی حسینؑ سے
باہر نکل کے روتے ہیں زینبؑ بین سے
چھوٹی سکینہؑ فاطمہؑ کے نورِ عین سے
ٹوٹی امید سب کی شہِ مشرقین سے
سونی ہے قبرِ فاطمہؑ سے یاس ہو گئی
بیٹے سے روحِ فاطمہؑ بے آس ہو گئی

٥٥٢

اب یاں وہ درد ناک روایت کروں بیاں
سنکر جسے گروہِ جنی ہو خوں فشاں
ہونے لگی تھیں فاطمہؑ جب خلد کو رواں
زینبؑ سے کی تھی ایک وصیت بصد فغاں
رن میں چلی جو لٹنے کو دولت بتولؑ کی
اس وقت کے لئے تھی وصیت بتولؑ کی

۲۵۳

زینب پچھاڑیں کھاتی آئی خیمہ میں جا بجا
ناگہہ یہ صاف نوحۂ خیر النسا سنا
بیٹی غریب ماں کی وصیت نہ کی ادا
اپنا ہی ہوش تجھ کو نہیں میری یاد کیا
دیکھو گی پھر جمال نہ پیارے حسینؑ کا
یہ وقت آخری ہے ہمارے حسینؑ کا

۲۵۴

زینبؑ پکاری لوٹ پڑا ہم پہ آسمان
لوٹی کہ تن بدن کا نہیں ہوش ہاں جان
بچھڑے حسینؑ مر گیا اکبرؑ سا جوان
ارشاد کا حضور کے ہے ہم کو دھیان
بھائی ابھی نہ رن کو سدھاریں خدا کرے
زینبؑ ابھی تمہاری وصیت ادا کرے

۲۵۵

آئی جو در پہ خیمے کے پایا حسینؑ کو
دیکر قسم محل میں بلایا حسینؑ کو
اپنی ردا بچھا کے بٹھایا حسینؑ کو
رونا بہن کے پیار پہ آیا حسینؑ کو
پھر سات بار گرد امامؑ غنی پھری
پہلو سے تھی سکینہ ہوا سر فدا پھری

۲۵۶

شہ نے کہا سبب نہ ہوا اسکا آشکار
بولیں کہا تھا والدہ نے وقت احتضار
زینبؑ مرا حسینؑ ہوا امت پہ جب نثار
قربان ہونا تو مرے بچے پہ سات بار
کٹنے سے پہلے بوسۂ حلقوم لیجیو
میری طرف سے خشک گلا چوم لیجیو

۴۵۷

سو ایک تو بر آئی یہ اماں کی آرزو
اب حکم دیں حضور تو لوں بوسۂ گلو
شہ بولے میں لرزتا ہوں سن کر یہ گفتگو
ہاں گو دعا کہ پیش خدا جاؤں سرخرو
کاٹے گا جبکہ سجدے میں قاتل گلا مرا
اُس وقت ہوگا بوسے کے قابل گلا مرا

۴۵۸

آئی صدا یہ عرش سے اے حامل بلا
اُس دم تو ہوگا پیار کا اپنے معاملا
سجدے میں جب کٹے گا چھری سے ترا گلا
جبریل سے کہیں گے کہ جا سوئے کربلا
ہاں بوسہ گاہ صاحب معراج چوم لے
میری طرف سے حلق حسین آج چوم لے

۴۵۹

تعظیم کو خدا کی اُٹھے شاہ اتقیا
بوسہ گلوئے خشک کا زینب نے لے لیا
مولا رواں ہوئے سوئے دربار کبریا
لبیک زن بہشت سے دوڑے سب انبیا
پردہ اُٹھا کے شہ جو نمودار ہو گئے
بے پردہ ذوالجلال کے اسرار ہو گئے

۴۶۰

ہاں جوش طبع طرز تماشا بگڑ نہ جائے
مصرع بپائی راست قدی پر اکڑ نہ جائے
ماتم کی انجمن ہے یہاں رن بگڑ نہ جائے
صابر کا مرثیہ ہے مضمون بھی بچھڑ نہ جائے
خود نظم بول اُٹھے کہ نیا انتظام ہے
افسانہ یہ نہیں ہے جہاد امام ہے

۲۶۱

[illegible]

۲۶۲

[illegible]

۲۶۳

[illegible]

۲۶۴

[illegible]

۴۰۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۰۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۰۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۰۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۶۹

آیا ہے ایک پاؤں ابھی یاں کا یہیں
رن میں عناں نہیں ہے کہ فتح و ثنا یہیں
رن زلزلے میں رن کی زمیں پیچ و تاب میں
کہتا ہے گھٹ کے دم میں پڑا کس عذاب میں
درہم ہے یوں پرے کہ قرار اب محال ہے
دست کرم میں تیغ کے جو درہم کا حال ہے

۹۷۰

منصور اک فرشتہ ہے ذی قدر و ذی وقار
آیا ہے ساتھ لیکے فرشتے کئی ہزار
زخمی مع سپاہ ہے سو جان سے نثار
غل ہے نگاہ روبرو ہے کل کا تاجدار
سب کا سلام لیتے ہیں اور یہ سناتے ہیں
جاؤ ہم اپنے نانا کی خدمت میں جاتے ہیں

۹۷۱

حقدار امیدوار گروہا گروہ ہیں
جنات بیشمار گروہا گروہ ہیں
عرشی کئی ہزار گروہا گروہ ہیں
قدسی بصد وقار گروہا گروہ ہیں
دنیا میں کیا سمائے کہ بے حد یہ فوج ہے
پڑتی نبی کی آنکھ اور سلیماں کی فوج ہے

۹۷۲

غصے ہے دست ہاتھ تو دیتا ہے سو یسار
چمکا کے چوب کاہکشاں رن میں بار بار
بڑھ بڑھ کے بولتا ہے فلک مثل چوبدار
روشن نگاہ شاہ کی کونین برقرار
غنچوں سے غنچہ لب کھلے گل کھلے
گلبانگ دور باش سے ناکو یہ غل ہے

۹۶۳

وہ نشہ [illegible] معلوم ہے کب ہوا

[illegible] سے آپ [illegible] آگے صبا ہوا

[illegible] آسماں کا [illegible] ہوا ہوا

[illegible] عقل [illegible] گیا [illegible] ہوا

[illegible] کہاں [illegible]

[illegible]

۹۶۴

[illegible] عیاں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۹۶۵

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۹۶۶

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۷۷۷

دنیا میں جس کی تیز روی کی پکار ہے
دو پاؤں کا وہ ابلق لیل و نہار ہے
مختار چار پاؤں کا یہ راہوار ہے
بسم اللہ آئے اس سے بھڑے اختیار ہے
دوڑا جو اس کے ساتھ تو دوڑ ہی بدل گیا
اب تک ہے یہ جہاں میں وہ دم میں نکل گیا

۷۷۸

مشہور ہے بلال خوش اخلاص کی اذاں
جاتی تھی گوش عرش میں آواز بیگماں
اس میں بھی ذو الجناح کا ہو جائے امتحاں
واں تو کہیں بلال اذاں یاں ہے دواں
پہنچے اذاں نہ عرش معلیٰ کے کان میں
یہ عرش سے گذر کے پھر آئے جہان میں

۷۷۹

وہ ہو گئی مدد شہ دُلدُل سوار کی
سمجھا ہمیں رموز اس فرس نامدار کی
صنعت ہے کلک قدرت پروردگار کی
کھینچی ہے شکل جنبش باد بہار کی
جنبش کے ساتھ صورت جنبش محال ہے
یہ خاص کلک قدرت حق کا کمال ہے

۷۸۰

آئینے بہم آفتاب سے یہ کس طلب سے آئے
سماں نعل کا تو دھوم کے یک بیک جنگل میں چھا گئے
اور نعل بند چار سم تو کہاں سے لائے
لائے تو سم کی آنکھ میں وہ کس طرح سمائے
سانچہ بنا جو بدر کا تو شکل سم بنی
خورشید کی کرن جو ہوئی جمع دُم بنی

۱۴۸۱

[illegible] جاناں کا ہے
[illegible] آواز آیا ہے
[illegible] جاناں ہے
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۴۸۲

یاں دور اسلام ہے [illegible] الصلوٰۃ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آسماں کی

۱۴۸۳

[illegible]
[illegible] آگیا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۴۸۴

[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۵

کم از دوران دنیا بے نیازی فرض ہو گئے
بہ آرزو کس سے ہم پہ عنایت نگاہ ہو
اہلِ دل کے لیے ہے بڑی بات بہ رنگ
دیدہ و دل فدا ہو جائے سیرِ گل میں
بس رہے گا نظر سے ہم آ گئی ہیں

۴۲۶

ہمیں سب سے کہ اور اس کے بعد کیا ہم سوال
اور وہ تو بس سانس کے ساتھ کی مست ساں نہ جانیں
تا اب رہا ہے کہ ساتھ کے کسی عکس میں نہ عیاں
وہ کیا کہ میں دل ہی کا گھر گیا وہ ایک ساں
نا کس کی تم دل کی تو جو کیا ہے کہ کیا ہے دل کو

۴۲۷

کہ کی طلب میں بجا ہی دل کا لے کے جو ان کو دیکھ
ترا وہ تم سے کی بس سانس ہے سے بس یہ ہے
ہماری جان کو آباد اور ہم ان کے ساتھ ہیں
اب کا قصہ یہ ہے کہ اک آج اس کا ہے
بتاؤ تم اب ان اداؤں کو کیا رہے تو گئے
کوئی نہ ان کا پتہ کیا جائے ان سے کیا ہیں

۴۲۸

بدل رہی ہیں تا بیش رہی کی ادا ہے
یہ بات کہہ دو یہ جو ہے سو آ رہا ہے
ہماری جان تو ان کا آج آ رہا ہے
ہماری یاد کا تماشا ہے کیا کہ آ رہا ہے
بتا کہ بس ہمیں یہ کیسی ہے کیا کہ کیا ہو
یہ تم کہ اس کو کس طرح کیسا ہے

۸۹

وارث ہیں ہم جنابِ شہِ ذوالفقار کے
کامل ہوئے ہیں جن سے ہنر کارزار کے
[illegible] رستموں سے مرحب کو مار کے
عنتر کو تر لہو میں کیا سر اتار کے
یکتا تھا عبدِ وُد کا پسر اپنے ڈھنگ میں
پھر کیسی منہ کی کھائی ہے خندق کی جنگ میں

۹۰

ثانی نسب میں ہم سا کوئی فی زمانہ نئیں
نانا محمدِ عربی نانی آمنہ
ابناءنا میں شاہِ رسل نے ہمیں گنا
بیٹا ہوں دو ذبیحوں کا آگاہ ہے منا
جو بضعۃ النبی ہے میں اُسکی کمائی ہوں
جس نے رکاب تھامی تھی میں اسکا بھائی ہوں
میت ہے جسکی تیر چلے اسکا بھائی ہوں

۹۱

[...] خدا و نبی کی قسم تمہیں
تم ہم کو قتل کرتے ہو ناحق کرم تمہیں
کیا کہتے ہوں گے خلد میں خیر الامم تمہیں
مہمان پر کرم تھا روا یا ستم تمہیں
کیسا طعام آب بھی دیتے نہیں ہمیں
آپ اک طرف جواب بھی دیتے نہیں ہمیں

۹۲

[...] ہم بقا و فنا ہیں خدا کے بعد
مختار برق آب و ہوا ہیں خدا کے بعد
بخشندۂ ثواب و خطا ہیں خدا کے بعد
حاجت روائے خلقِ خدا ہیں خدا کے بعد
بے اذن آسماں جو ہلیں خاک پر گریں
بے حکم گر فرشتے اڑیں بال و پر گریں

۹۹۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۷

اٹھتا تھا ہاتھ کھینچ کے بڑھی تیغ جانستاں
وقت شمار[عہ] سب پہ حسب ہوگیا عیاں
پھل دونوں دیکھ دیکھ کے چلاتے رہزناں
اوپر تو ہیں عیاں ملک الموت ہیں نہاں
بولی خرد وہ گوشہ نشین نیام ہیں
اسوقت ذوالفقار کے قائم مقام ہیں

عہ جسکے عدد ستر ہیں

۹۸

اس پھل سے طرفہ پھول کھلے ایک وار میں
دو میں رکا نہ سو میں رکا نہ ہزار میں
لوٹا عدو کا دل چمن کارزار میں
جیسے شراب خوار کی توبہ بہار میں
دہشت میں بھاگنے کا بھی چارہ نہ پڑا
چہرہ سے رنگ اوڑا تو گریبان پر پڑا

۹۹

پھیرا جو سوئے آئینۂ ذوالفقار مُنھ
اک مُنھ کے سب کو پھر نظر آئے ہزار مُنھ
موڑا نہ گوشت پوست سے پھر زینہار مُنھ
ظاہر تھی بھوک تیغ ابھی تھی نہار مُنھ
پایا نہ دم تلاش ہر اک استخوان کیا
اعدا کی جان کھائی لہو نوش جاں کیا

۱۰۰

تیغ دودم کو سر پہ بٹھاتے تھے خاص و عام
یعنی بلند صاحب جوہر کا ہے مقام
چپ تھے حضور تیغ زبان آوران شام
کیا تاب جو کوئی اہل زبان سے کرے کلام
پہلی سے بحث کی نہ خدنگ و حسام نے
سب کی زبان ہوگئی اُس کے سامنے

۱۰۱۱

[illegible]

۱۰۱۲

[illegible]

۱۰۱۳

[illegible]

۱۰۱۴

[illegible]

۱۱۰۵

مشغول سخن جو ہم نے پایا ان کو نازو ادا سے تھا
یہ غیر سے بات کر رہا تھا شب کو فقط نہیں سلام
اتنے میں جو آ کے سر اٹھا کا سلطان قرین بام
آیا تھا میں آگے تو پیس کا وہ پایا وہ وادو قیامت
دو وار ادا سے تھا تیغ ادا کی تھا
بیٹھے لب تک ہے تیغ ادا کی تھا

۱۱۰۶

سب کو جو دیکھا جمع وارث کے دریاں
بیٹھا تھا جو آ کے کھول بیٹھیں تیلیاں
اور دیکھتے ہی کسی وار سے بے آرزو دینار باں
دو دل کو دو سوال کا ادھر تیغ کھوں دیں
جھوٹے لے آرزو سے تیغ سے پا دیں

۱۱۰۷

دیکھو آلا ان بہت سر کس کی وفا کا
یہ طرز کمال رکھا کرے وفا پانے بہم اداوار
نیا ناز و ادا کرے ہی سے باغ تیغ ادا پانے
دل بہت تھا اپنا کیا کرے پیش وفا
دل لے تو ہر قدم پر دل کو ابتدا تیغ
جس طرح دو شعل کاغذ بدیر

۱۱۰۸

یار کو اک بار آیا ادھر آ کے اشتیاق
یار کی جو تیر کی یہ کہ شہ واقفیں نا دار
آ کے جو دیکھی تب بس وار سے ادا وہ یار
پیش بس یار پانے تیغ سے جو ابر اس بہم
جو ابر سے وہ وار دو کہ وہ بیس آگیا
عالم سے جیسی یار اور وہ بیس آگیا

۲۰۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۱۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

۲۱۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۱۳

نیت یہ تھی دکھائیگا خالق وہ روز جب
پوچھو غلام آئیگا یثرب میں بے طلب
سنتا ہوں میں وہ بیاہ کے قابل ہوئے ہیں اب
سہرا نہ دیکھا احمدؑ ثانی کا ہے غضب
وہ داغ لیجے کہ لحد میں بھی نہ مٹیں گے
سب ہونگے آکے بیاہ میں اک ہم نہ ہونگے

۱۱۴

اب اُس قمر لقا کو مرا آخری سلام
ہم شکل مصطفےٰؐ کو مرا آخری سلام
عباسؑ باوفا کو مرا آخری سلام
فرزند مجتبےٰؑ کو مرا آخری سلام
آنکھوں کو مل چکا در دولت پہ دور سے
آقا غلام ہوتا ہے رخصت حضور سے

۱۱۵

یوں خاک میں نصیب کسی کو ملا نہ دے
اس بیکسی کی موت کسی کو خدا نہ دے
مٹی جسے عزیز نہ دے آشنا نہ دے
مر وہ دور وطن سے کہیں کوئی ناتا نہ دے
مسلمؑ پکارتے تھے شہ بیکس و حسینؑ کو
میں تھا حسینؑ کا سو پکارا حسینؑ کو

۱۱۶

کیا کیا حمائتی ہیں اس خستہ تن کے ہیں
عباسؑ شیر حضرت خیبر شکن کے ہیں
زینبؑ کے لال فخر زمین و زمن کے ہیں
قاسمؑ جلال و جاہ میں ثانی حسنؑ کے ہیں
میرے حسینؑ شاہ ولایت کے واسطے
بھیجو کسی کو میری حمایت کے واسطے

۱۱۷ھ

یوں در دولِ حسینؑ سے کہتا تھا وہ سوار
جو ایک روشنی ہوئی پہلے پہ آشکار
اُس نور سے صدائے مہیب آئی تین بار
اے شیر ہوشیار ہم آ پہنچے ہوشیار
ہے لشکرِ طرب درندوں کو اس آن پھونک دوں
بستی اجاڑ ڈالوں نیستاں کو پھونک دوں

۱۱۸ھ

حقا کہ تیرے سخن پہ فصاحت کیا کلام
ہم تو علیؑ کے نام پہ قرباں ہیں صبح و شام
جو خشک و تر میں شیرِ الٰہی کے ہیں غلام
گوشت اُن کا پوست اُن کا درندوں پہ ہے حرام
واللہ بوئے حبِّ علیؑ جس میں پاتے ہیں
نہ کھائیں گے نہ کھایا ہے اُسکو نہ کھاتے ہیں

۱۱۹ھ

گھبرا نہیں غلام نے بھی اسکو بے سبب
یہ دن شکار کا ہے کہ ماتم کا ہے غضب
دم ہیں لبوں پہ سب کے یہ غم اور کمال اب
بیٹھے ہیں آہ وان حرم کی عزا میں سب
ہم قوم مرے مجھکو نجف میں بلاتے ہیں
شیرِ خدا کی قبر پہ پُرسے کو جاتے ہیں

۱۲۰ھ

یہ کہہ کے سوئے دشت چلا شیرِ نوحہ گر
کیا دیکھتا ہے آہ یہاں قیس نامور
اک آفتاب ہے شفقِ خوں میں تر بتر
اک باغ ہے کھلا ہوا زخموں کا سر بسر
اک تاجدار ہے علم و بے سپاہ ہے
اک شہر ہے کہ ظلم و ستم سے تباہ ہے

۱۲۱

سر سے ٹپک کے تاج اٹھا قیس نامدار
گھوڑے سے گر کے پھر کے پکارا وہ بیقرار
کچھ مجھ کو سوجھتا نہیں ایسا ہے انتشار
عباسؑ ہیں جناب کہ قاسمؑ ہیں یہ نثار
اکبرؑ مرے امامؑ کے فرزند آپ ہیں
یا خود حسینؑ میرے خداوند آپ ہیں

۱۲۲

بولے کسے پکارتا تھا تو وہ ہم ہراس
جی بھر کے دیکھ لے کہ پھر اب حشر تک ہے یاس
اب تیرے دادرس کو نہیں زندگی کی آس
آؤ نگا قبر میں شب اول کو تیرے پاس
عاشق مرے رسولؐ کا میں نور عینؑ ہوں
جسکو بلایا تھا وہی بیکس حسینؑ ہوں

نسخہ
مجروح تیغ و خنجر و تیر و حسین ہوں
اے عاشق حسین میں ہی تو حسین ہوں

۱۲۳

سر پر طمانچے مار کے بولا وہ قدرداں
ہائے چھپے ہیں ایسے وقت ہوا طالب اماں
مشغول تھے جہاد میں حضرت کہاں کہاں
جا دو چار لاکھ تھے اور اک یہ نیم جاں
یہ ہو چلے ہمیں سے حمایت کے آئے ہیں
نامحرموں میں چھوڑ کے زینبؑ کو آئے ہیں

۱۲۴

اے شہ زبان کو لکنت ہے کسقدر
فرمایا پیاس کو ہے یہ چوبیسواں پہر
پوچھا میں صدقے جاؤں خمیدہ ہے کیوں کمر
فرمایا قتل ہو گئے عباسؑ نامور
پوچھا جگر سے اٹھتی ہے لو کیا چراغ ہے
شہ نے کہا اے علیؑ اکبر کا داغ ہے

۱۲۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

و ۲۱۹

آواز دی حسین نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رباعی

وہ دل نہ رہا [illegible] نہ رہا

اسباب [illegible] نہ رہا

[illegible]

[illegible]

رباعی

[illegible] نہیں

[illegible] نہیں

[illegible]

[illegible] نہیں

رباعی

[illegible] ہیچ

[illegible] ہیچ

[illegible]

[illegible] ہیچ

رباعی

گل ہو نہ چراغ جلتے جلتے
ہو جائے نہ چھاؤں دھوپ ڈھلتے ڈھلتے
چلنا ہے تو چل جلد زیارت کو دبیرؔ
آجائے نہ موت راہ چلتے چلتے

رباعی

عصیاں کا فرمانِ معافی نہ ملا
کی عمر تلف وقت تلافی نہ ملا
کس کس سے کیا گنہ کے درماں کا سوال
جز خاک شفا جواب شافی نہ ملا

رباعی

جو روضۂ شاہ کربلا تک پہونچا
معراج ہوئی عرش علا تک پہونچا
کیا قرب ہے اللہ کا اللہ اللہ
پہونچا جو حسین تک خدا تک پہونچا

رباعی

اک دل ہے دبیرؔ لاکھ ارمانوں میں
حسرت ہے کہ ہوں شاہ کے دربانوں میں
نکلے قفس تن سے جوں طائر روح
ہو گرد جہاں چراغ پروانوں میں

جب شام ہو کے صبح کی نوبت کا غل ہوا
سامان قتلِ نائبِ ختمِ رسل ہوا
زینب کے گوش زد جو خروشِ دہل ہوا
بولی چراغ اب مری اماں کا گل ہوا
شاید تو شام سے تھی کہ اس شب فنا کروں
ہے اب تو صبح ہو گئی دکھیا میں کیا کروں

۵۲
ثابت ہوا انتقالِ نجوم و قمر ہوا
ماتم میں چاک جیبِ قبائے سحر ہوا
پیدا افق پہ پردے سے کافور تر ہوا
مشرق سے آفتاب عیاں نیزہ بھر ہوا
ٹھہرے اسیر آفتاب بھی کچھ نہ کی بات
انجم نے قافلہ کو اٹھانے کرن کی بات

۵۳
واں بیٹھنا اک پیادے کے غم میں سحر کا تھا
یاں دل دو نیم صورتِ خیر البشر کا تھا
پیش اک گروہ بنی علی کے جگر کا تھا
ہر دم یہ دو نیم زینب کے جگر کا تھا
کیا جانے رات بیتی یا پہر کی گذر گئی
صبح قضا ہو اٹھی اور یہیں نہ مر گئی

۵۴
ظاہر ہوا اجالا بھی ہے شب کے ظلام سے
بیٹھی تھی میں تو صبح پیارا شام سے
پیدا ہوا اسیر ہے تبا بھی ظلام سے
بھائی لگے نماز کی خاطر قیام سے
مغرب کا وقت حضرت زہرا نے پا لیا
اب صبح کا فریضہ دنیا میں ادا ہوگا

م۵

[illegible]

م۶

[illegible]

م۷

[illegible]

م۸

[illegible]

۹

تھی پردہ ڈالے جو بانوئے خوش لقب
عباسؑ کورنش کو جھکے واں بصد ادب
پوچھا سکینہؑ جان نے کس طرح کاٹی شب
وہ بولی بنت ماہی بے آب ہے غضب
پوچھا کہ ہم تو پیاسے ہیں اب پاکے سو گئی ہیں
پانی پکارتی رہیں روتی ہوئی تھک کے سو گئی ہیں

۱۰

بے پردہ مرگئے سے بچانے بڑھا ثبات
واں سے بڑھی یہ کہہ کے وہ سرمایۂ حیات
بس بس نہیں نصیبوں پہ فرماؤ التفات
اللہ رے آج شب کو یہ پوچھی ہماری بات
جب دو تو وقت کے تھے غضب کی عطش تھی
اماں سے پوچھئے تو میں کیسی پیاسی تھی

۱۱

سوکھے لبوں کو چوم کے عباسؑ نے کہا
ایسا ہی کام تھا کہ نہ خادم ہوا بچا
شبخوں کی فوج شام میں تھی شام سے بپا
حضرت نے پاسبانی سادات کی عطا
تا صبح گرد خیمۂ آل عبا رہا
اس واسطے میں تمہیں یہ تصدق بچا رہا

۱۲

یاں قال حسینؑ نے یاقوت لب سے کی
دربار ذوالجلال سے کثرت طلب سے کی
زینبؑ نے سر کو پیٹ کے نالے عجب سے کی
بولی سبھوں سے کہ وداع تم نے اب سے کی
اک نام پنجتنؑ کا ہے وہ بھی مٹا چلا
کیا خوب چار زخموں پہ مرہم لگا چلا

۱۳

بھائی حسینؑ آپ نہیں تو بہن کہاں
لائی ہوں کپڑے پہنو پہ پیراکفن کہاں
بیت کی قدر بعد شہ بے وطن کہاں
پھر جنازہ دوش امام زمن کہاں
دکھلاؤ یاں نہ خاتم پنجتن مجھے
صدقہ نبی کی گور کا دے دو کفن مجھے

۱۴

رو کر حسینؑ بولے سنو حکم ذوالمنن
جبتک کہ بھائی ہم رہا ہے یار بے وطن
جائز ہے آپ غسل و کفن دے اُسے بہن
بھائی تو بہنوں کو نہیں پہناتے ہیں کفن
اُنکی تو ہے جدا یہ نعش سے بن ماہیں
دشمن ردا نہ دیں تو نہ دینا کفن ہمیں

۱۵

وہ بولی کیا ردا بھی ستمگر اوتاریں گے
فرمایا ہاں بہن تری چادر اوتاریں گے
لوٹیں گے گھر سکینہ کے گوہر اوتاریں گے
اصغرؑ کی ننھی لاش کا سر اوتاریں گے
مغرب کے وقت دیکھیو جو ظلم ہوئیگا
سب جائیں گے یہ جو اس ہمیں کون روئیگا

۱۶

یہ سنکے سوئے خانہ کو زینبؑ چلی اداس
اور پیچھے پیچھے دوڑی سکینہؑ بھی بے حواس
پھر آئی خالی ہاتھ بہن شاہ دیں کے پاس
مانگا لباس شہ نے تو بولی وہ حق شناس
جامہ نہیں ہے گھر میں یہ عذر نہیں حکم شاہ میں
صندوقچے کی کنجیاں کھو دیں سکینہ نے راہ میں

٢١٧
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢١٨
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢١٩
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢٢٠
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٤٢١

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

٤٢٢

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

٤٢٣

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

٤٢٤

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۲۵
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۶
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۷
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۸
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٥٢٩

تسلیم گاہ میں ہوئی مجرے کی دھوم دھام
یوں دفع دفع جانب آقا بڑھے غلام
جس طرح دانے ایک کے بعد ایک سوئے امام
پر آخری یہ فوج کا مجرا تھا والسلام
آنے سے شہ کے جان پڑی جاں نثاروں میں
آیا اک آفتاب بہتّر ستاروں میں

٥٣٠

شہ نے نگاہ غور سے کی سوئے فوج شام
دیکھے نئے سلاح نئی برقیں تمام
آہستہ مڑ کے بھائی سے کہنے لگے امامؑ
تکلیف تم کو ہوگی یہ زینبؑ کو دو پیام
خواہر تبرکات کا صندوق بھیج دو
باہر تبرکات کا صندوق بھیج دو

٥٣١

عباسؑ واں رواں ہوئے کرسی بچھی یہاں
کرسی پہ جلوہ گر ہوئے آقائے انس و جاں
شان نزول آیۂ کرسی ہوئی عیاں
آئے تبرکات کے صندوق ناگہاں
سب حاضر حضور امامؑ ہدیٰ کئے
مفتاح باب علم نے قفل اُن کے وا کئے

٥٣٢

پردہ اُٹھا کے ڈیوڑھی سے زینبؑ کی نظر
دیکھا سلاح بانٹتے ہیں شاہ بحر و بر
بیساختہ پکاری بہن صدقے آپ پر
حقدار اُمیدوار کھڑے ہیں اِدھر اُدھر
آقا ہر اک غلام کے جوہر شناس ہیں
وہ چیز بھی فوج حسینیؑ کے پاس ہیں

٣٤٣
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٣٤٤
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٣٤٥
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٣٤٦
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

٩٤٥

نذریں لگے دکھانے جوانانِ حیدری
غل تھا امام زادے مبارک ہو صفدری
پوچھا خطاب بھی کہ ہے نام آوری
اکبر نے آہ سرد عجب درد سے بھری
بولے جوانمرگ و قتیلِ جفا کہو
ہمکو شہیدِ اول فوجِ خدا کہو

٩٤٦

یہ تہنیت سنی جو سکینہ نے بار بار
عباس کی ولا نے کیا اسکو بیقرار
پردے سے منھ نکال کے بولی وہ گلعذار
چچا ہوئے پھوپھی کی سفارش سے نامدار
خاطر مری بھی قبلۂ ابرار کیجئے
بابا مرے چچا کو علمدار کیجئے

٩٤٧

ہنس کر پکارا شاہ نے اپنے فدائی کو
لبیک کی ندا دی بہادر نے بھائی کو
دامن علم کا اُڑ کے چلا پیشوائی کو
ٹھنڈی ہوا نے یاد دلایا ترائی کو
رایت ہلا کہ قاصدِ ربِ انام تھا
گویا علم کے شقے میں غازی کا نام تھا

٩٤٨

کھینچا تھا یوں علم طرف بازوئے امام
دل جس طرح سے شیعہ کا سوئے علی امام
شکلِ زباں بنا تھا نشانِ شہِ انام
گویا پکارا چاہتا تھا لیکے انکا نام
عالم جو دیکھا دوشِ مبارک کی شان کا
بیساختہ پھڑک گیا شانہ نشان کا

۴۴۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵٣

[illegible]

۴۵۴

[illegible]

۴۵۵

[illegible]

۴۵٦

[illegible]

۵۷

بائیں حسینوں نے اٹھائیں جو ناگہاں
دست فلک سے چھٹ گئی جوڑا کی چھڑیاں
اللہ رے دبدبہ کہ دبا اوج آسماں
اللہ رے طنطنہ کہ تھا تھرّا گیا جہاں
آئینہ ہو کے شرع کا آئین رہ گیا
رستوں سے کفر بھاگ گیا دیں رہ گیا

۵۸

رن تھا فرق سے تا زیں کمر تیغ غرق ہیں
بجلی سے دو ہوا تھا فارس کے فرق ہیں
گہ شرق و غرب میں تھا کبھی غرب و شرق ہیں
چمکی تھی برق رعد میں در رعد برق ہیں
جا کر جدا جدا یہ زمینیں دہل گئیں
زندوں کے گھر تو مردوں کی قبریں دہل گئیں

۵۹

آوردگاہ آہ [illegible] فوج الاماں سے
روشن ہزار چند ہوا سے برج ماہ سے
پیاسوں پہ تیر برسے یزیدی سپاہ سے
بچپن سے آشنا تھا چھوٹے شاہ سے
لشکر تمام ہو گیا نصف النہار تک
فوج اک طرف شہید ہوا شیرخوار تک

۶۰

جھولے سے آ کے خاک پہ سویا جو شیرخوار
گہوارہ خیام میں چونک اٹھی ذوالفقار
اصغر کا خون پینے کو یوں تڑپی ایکبار
جیسے بغیر دودھ کے بچہ ہو بیقرار
یوں چھوٹ گیا نیام سے نکل آئی خشم سے
جس طرح اشک صاحب ماتم کی چشم سے

۵۶۱

تیغ و نیام سے تھے سب انگشت در دہاں
خورشید ماہ نو کے گریباں سے تھا عیاں
سے کشتیٔ نوح چھوڑ کے طوفاں ہو رواں
ماہی نے الحفیظ کہا سم نے الاماں
پرواز شاخ سدرہ سے کی جبرئیل نے
محراب سے بلند کیا سر خلیل نے

۵۶۲

ہم رشتۂ زباں جو کھنچ کے ہوئی ناگہاں بلند
یہ غل تھا نیام سے کہ تھا درمیاں بلند
ہوگا نجف پہ نام رہ کا جیسے علم نشاں بلند
قبر علی سے ہوئیں سگو انگلیاں بلند
کھینچا یہ نقشہ تیغ شہ قلم گر نے
اژدر کو دو کیا ہے جناب امیر نے

… دو زبان جو ہوئی ناگہاں بلند

۵۶۳

رغبت سے نور عین علی نے جو کی نظر
قبضے نے اپنی آنکھ ملی دست پاک پر
اعدا تھے سرنگوں کہ برآمد ہوئی دو سر
ترک فلک لرز کے پکارا کہ الحذر
جب تیغ کے کمر سے جو ہر رخ کھنچ گئی
نو دار سے سمٹ کے لب آن نقطین گئے

۵۶۴

روح القدس پلک کے زمزمہ کی ڈھال
حوریں کمند زلف کی بے پایاں نگہ کی جال
سب انبیا سپاہ دعا وا فتح لال
لائے پر ہما بھی ترکش شاہ خوش خصال
بولیاں ندا یہ ہمت شاہ ہدا کی ہے
حاجت ہمیں خدا سے ہے الفتح کی

۵۶۵

یہ امتحان صبر و شجاعت کا وقت ہے
مالک کی بندگی و عبادت کا وقت ہے
ان مرحلوں کے بعد شہادت کا وقت ہے
وہ خاص دوستوں کی شفاعت کا وقت ہے
غالب ہے سب پہ کیا ہوا ایسا حسین ہے
سمجھو تو دل میں کس کا لوا سا حسین ہے

۵۶۶

پھر پاک فیض بخش شریعت کی لی کہاں
اٹھا ادھر سے ہم اسکا ادھر بیٹھے آسماں
گاڑ زمیں ہرن تھی بجلی رواں دواں
عمر رواں پھچک کے پکاری چھپوں کہاں
خالی فقط ہلال پہ دھوکا تھا ان کا
نقرہ رہا فلک کا نہ سبزہ زمین کا

۵۶۷

اک حملہ میں صفوں پہ ہزار انقلاب آئے
شبنم کی کیا بساط ہے جب آفتاب آئے
غل پڑ گیا جناب جلالت مآب آئے
مولائے عرش منزل و گردوں جناب آئے
دل [illegible] تیغ دو دم چلے
سر اوڑ گئے کہ گردنوں سے مثال قلم چلے

۵۶۸

جوہر میں تھی وہ تیغ سفید آب پر کاہ
چمکی تو ناریوں کی صفیں ہو گئیں تباہ
ڈوبے وہ آپ تیغ میں جنکو تھی زندگی کی چاہ
ٹھنڈی جو تھی تو جل کے پکارے وہ روسیاہ
سنتے تھے گرم سرد کو آپس میں لاگ ہے
یہ دیکھو ایک موج میں پانی اور آگ ہے

۵۶۹

ناگاہ رستمانہ بڑھا ایک پہلواں
پہلو نشین زال پشن پہلوی جواں
پشت و پناہ فارسیاں صاحب تواں
آمد سے اُس کی ڈر کے ہوا رن پہ یوں دواں
پہلے بیان نام و نسب اپنا سب کیا
دریافت پھر حسینؑ سے نام و نسب کیا

۵۷۰

فرمایا یادگار سپاہ خلیل ہوں
پیش خدا عزیز ہوں تم میں ذلیل ہوں
صندوق اسم اعظم رب جلیل ہوں
شہزادۂ ملائکہ و جبرئیل ہوں
حسن البلاد ہے وطن اپنا جہان میں
آیا صحیفہ حق کا ہماری زبان میں

۵۷۱

میں ہوں یکین دوش نبی ہر زماں کا فخر
شیر خدا کا لال ہوں ہر دو جہاں کا فخر
کوثر کی آبرو ہوں اور جناں کا فخر
کعبے کا نور عرش کا اوج آسماں کا فخر
نام و نسب سے قدر عجم اور عرب کی ہے
رونق ہماری ذات سے نام نبی کی ہے

۵۷۲

پسپا ہوئے عجم میں عرب جا کے چند بار
جب ہم گئے تو فتح ہوئی صاف آشکار
چلتے ہی مثل راہ کٹی فوج نابکار
دونوں قدم جما ہیں پنجے میں ذوالفقار
بنیاد ہم نے شہروں میں ڈالی ہے دین کی
نقش قدم ہمارا پیر ہے زمین کی

۵۷۳

پیرو ہمارے نانا کا جو روزبہ ہوا
ایمان روزبہ کا ہر اک روز بہ ہوا
ذرے سے آفتاب ہوا کہ سے مہ ہوا
خدمت میں رفتہ رفتہ شرف اُسکا یہ ہوا
ہمرنگ آل سے ہے نبیؐ کی جناب میں
من اہل بیتی آیا ہے سلماںؑ کے باب میں

۵۷۴

روشن پدر کا زور ہے دنیا و دین پر
ششدر رہے جبرئیلؑ کے جب کم یمین پر
چاہیں تو بیٹھے بیٹھے اک انگلی زمین پر
گردوں کی ڈھال چیر کے رکھدیں زمین پر
ہم نو بہار گلشن صبر و ثبات ہیں
ہم شہسوار توسن والعادیات ہیں

۵۷۵

ذرّوں کو اپنی مہر سے شمس و قمر کیے
دریا کو اپنی چاہ سے لعل و گہر کیے
بچے بنے نہ سن کیا جو ہیں بال و پر کیے
فطرس کے ذہن میں بھی نہ پیدا پھر کیے
اس رتبہ کا اُسی پہ فقط خاتمہ ہوا
آزاد کردہ پسر فاطمہؑ ہوا

۵۷۶

کیں ان کا تا خدا نے عطا ہمکو جوک ہیں
نادِ علیؑ بھی بھیجی ہے جنگ تبوک ہیں
عالم کے پردہ پوش ہیں ہم بھول چوک ہیں
ہم خضر سے کہیں ہیں زیادہ سلوک ہیں
گویا تبحر ہوئے ہیں بیان صفات ہیں
بولے ہیں سنگریزے مرے جد کے ہات میں

ع‍ روزبہ حضرت سلمان فارسی کا اصلی نام تھا حقیر خبیر ۱۲

۵۷۷

مطلب ہر ایک حق کی عنایت سے بن گیا
خطبہ ہمارا نام امامت سے بن گیا
محضر نسب کا مہر نبوت سے بن گیا
امت کا کام اپنی شہادت سے بن گیا
جوہر جو حرب و ضرب کے ہیں کھل ہی جائینگے
اب مجھکو دو زبان کی زبانی سنائینگے

۵۷۸

کُن آیۂ مباہلہ میں چار تن ہیں بس
نفس نفیس نانا کے خیبر شکن ہیں بس
ابنا انا کا ترجمہ ہم اور حسنؑ ہیں بس
اماں نسانا میں وجہ حسن ہیں بس
ہیں چار تن پہ ایک یہ عالی وقار ہیں
جیسے کہ واحد ایک ہے اور حرف چار ہیں

۵۷۹

چودہ عدد کے دوست ہیں اپنے سخن میں ہم
جسکا ہو سر قلم وہ ہے بیکار یک قلم
پر میری بے سری میں ہے یہ رتبۂ قلم
سر کٹ کے پر رواں ہو زیادہ دم رقم
چودہ تنوں کے حق نے یہ رتبے بڑھائے ہیں
دو بار سات سورۂ الحمد آئے ہیں

۵۸۰

جھوٹا سپر کو روک کے منھ پر وہ رو سیاہ
جیسے شب فراق میں عاشق کا دود آہ
یاں سے بڑھا سفید صبح حسام شاہ
آواز ڈھال سے ہوئی پیدا کہ واہ واہ
کوسوں تھا غل سپر جو کبھی بدصفات کی
سچ ہے کہ دور جاتی ہے آواز رات کی

۵۸۱

اُس نے بھی حملہ غالبِ کونین پر کیا
تیغ دو دم نے ضرب سے حربہ کو سر کیا
گرز گراں کے پیش کو زیر و زبر کیا
ششپر کو اُسکے طائر بے بال و پر کیا
سہما یہ ترکش اُسکا کہ سب تیر گر پڑے
کانپا یہ پھل کہ جوہر شمشیر گر پڑے

۵۸۲

آیا جلال میں اسدِ شیرِ جہاں
فاتح بدر و دلبرِ حیدر ہوا عیاں
یوں اُسکے تن میں تیغ دو پیکر ہوئی نہاں
جسطرح در میں فاتح خیبر کی انگلیاں
دو ہو گیا وہ دشمن دیں ذوالفقار سے
گرنے لگا تو چار کیا ایک وار سے

۵۸۳

چلایا ابن سعد کہ تحسیں ہے یہ جدال کیا
اک اک لڑے حسینؑ سے تو یہ محال کیا
انکے حضور تیغ زنوں کا کمال کیا
اسفندیار و بہمن و سہراب و زال کیا
ملکر لڑو وگرنہ ہزیمت ہے صاحبو
اب بھی فتح ہو تو غنیمت ہے صاحبو

۵۸۴

پھر تو بڑھے ہجوم سے وہ سب پئے جدال
جولاں ہوئے سمند و اُٹھی صف قتال
چمکی نکل کے گرد سے یہ تیغ خوں چکال
جیسے فلک پہ ابر کے ہٹجانے سے ہلال
روشن یہ ماہ نو سر دشت مصاف تھا
رویت کی وجہ یہ تھی کہ مطلع بھی صاف تھا

۵۸۵

حملہ کیا امام سلیماں وقار نے
یا ام من الریاح کہ لہرا ہوا ارنے
خیبر شکن کو یاد کیا ذوالفقار نے
دیکھا صفوں کو ہیبت پروردگار نے
آوردگاہ دیکھ کے آمد رواں ہوئی
رن کی زمیں دہل کے اُٹھی آسماں ہوئی

۵۸۶

میزان پہ تیغ اپنے ہنر تولنے لگی
ریلے کو دل کر کے دُرِ جاں رولنے لگی
ہر خود ہر زرہ کی گرہ کھولنے لگی
اعدا کی پشت پیش نگہ بولنے لگی
گردن بلا سے تیغ رواں کھیلنے لگی
نو لاکھ سے کمر و نیزہ اجل کھیلنے لگی

۵۸۷

سایہ گرا تو بولی سنبھل میرے ساتھ چل
ہاں چل پہ مہرباں ہوئی چل میرے ساتھ چل
للکاری رخ کو کر کے نکل میرے ساتھ چل
آواز دی یہ سوئے اجل میرے ساتھ چل
بجاتے تھے زمین و فلک دو پاٹ بیچ میں
کہتی تھی موت کون پڑے تیرے بیچ میں

۵۸۸

دم مارا جس نے صاف سر اُس کا قلم کیا
بے مغزوں نے حباب صفت حبس دم کیا
اُس حبس دم نے موت کا پیدا ورم کیا
بڑھتے ہی موج تیغ نے نقش عدم کیا
رخت و بدن لعینوں کا فی الفور پرخچہ تھا
پانی کا بلبلا تھا فقط اور کچھ نہ تھا

۸۹
جوہر کا سلسلہ تھا کہ مچھلیوں کا جال
یہ سیف خود دھڑکتی تھی امید سے جلال
جوہر میں مار زن نگہ کا تھا طرفہ حال
جسطرح دل حسینوں کی کاکل میں پائمال
تھی دست گرد تیغ یہ روشن جہاں پہ تھا
جتنا لہو پیا تھا وہ جاری زباں پہ تھا

۹۰
سر اس کا کٹتی تھی زخموں میں اور لگا اس سر سے
عاشق بھی یوں نہ کرتے معشوق پا گھر سے
دنیا بھی یوں نہ ہم کو کہ دینداری کے گھر سے
پامال اس روش سے کئے اس نے سر کے
سر تھے جدا نہ تیغ امام عراق سے
بت گر رہے تھے خاک پہ جیسے طاق سے

۹۱
کم سے جو اس خم پہ چڑھے تشنۂ بیمار
پڑھ کر رجز کی بیت لگاتی جو ذوالفقار
نزد دین کے متن پہ تھا علی قطع چار
دو ذوالفقار میں پڑتی تھیں دشمنی پہ ایکبار
سر کو نہ وصل تیغ سے اصلا دریغ تھا
کیا بکی سرنوشت میں مصرع تیغ تھا

۹۲
ان ہاتھوں میں سبزۂ جوہر کی تھی بہار
کیا بولتا تھا جنگ میں طوطی ذوالفقار
رن لال اور ولایت اسلام سبزوار
صدقے کو آیا بلبل سدرہ ہزار بار
دل ہر ملک کا اسکے ہنر کھونے لگا
طوطی کے ساتھ آئینہ بھی بولنے لگا

۹۹۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۵۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۵۸

ایماں کو قرار دے وصال [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۵۹

[illegible] الغیاث
[illegible] الغیاث
[illegible] الغیاث
[illegible] الغیاث
[illegible] آہ آہ
[illegible] آہ آہ

۹۶۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۰۱

اب یوں بیاں کرتے ہیں اربابِ اعتبار
فاقے میں تین روز کے کی تھی جو کارزار
گھوڑے پہ تھرتھرانے لگا جسمِ زخمدار
اک ساعت ابنِ شیرِ خدا نے کیا قرار
گیسو دکھا رہے تھے تباہی حواس کی
کانٹے زباں کے توڑتے تھے پیاس کی

۱۰۲

آگے ہے اُس جفا کا بیاں وامصیبتاہ
شیعوں کے دل پہ چوٹ لگے گی خدا گواہ
برچھوں کی صفوں سے بڑھا ایک روسیاہ
برچھی لگائی پشتِ خمیدہ پہ آہ آہ
سینے سے پھل لبوں سے صدا نکلی یا علی
اور کانپ کر گرا خلفِ مرتضیٰ علی

۱۰۳

وہ لو وہ چھاپ ریت کی وہ جسمِ نازنیں
وہ حربے گرم دھوپ سے وہ سینہ و جبیں
پہلے فلک پہ شمس تھا اور رُخ سوئے زمیں
سایہ جو تھا تو تیغ و سناں کے سوا نہیں
پھل برچھیوں کے پھول سے سینہ پہ کھلے تھے
جو زخم تھے وہاں دعا کو دیتے تھے

۱۰۴

تھا اب نبی کی رسولوں سے یہ وہ مقام تھا
دیباچہ اس بلا کا شہِ دیں کے نام تھا
اب بھی نبی کی زباں سے کہ تیغ کا کام تھا
یہ حصہ حسین علیہ السلام تھا
سن سن کے انبیائے سلف جھکتے تھے
مولا وہ دکھ اٹھاتے تھے اور شاد ہوتے تھے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۰۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۱۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۱۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۱۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

١٣١٣

آج کل [illegible] سب کو مارتا ہے
[illegible] عشق [illegible] نال ہے
[illegible] کیا حال ہے
[illegible] کمال [illegible] ہے
[illegible]
[illegible]

١٣١٤

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

١٣١٥

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

١٣١٦

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۱۷ھ

بر جس کا مرض نہ ہم سے دوا نہ تھا
پیاسا ابھی تین روز کا وہ پیتوا نہ تھا
سن شباب میں کوئی بیٹا موا نہ تھا
بچہ تڑپ کے ہاتھ پہ بیدم ہوا نہ تھا
اک دوپہر میں قتل نہ چھوٹے بڑے ہوئے
یاں خاک پر یہ چاند بہتر پڑے ہوئے

۱۱۸ھ

ان جادوؤں میں بیٹھے بھی زخم کھائے ہیں
ظالم جگر کو تیروں کا تودہ بنائے ہیں
ریزہ ریزہ تیغ پہ تیغ اب لگائے ہیں
مظلوم کہہ رہا ہے کہ ہم غش میں آئے ہیں
اتنا تو دم رہے کہ میں شکر خدا کروں
اور اپنے رونے والوں کی خاطر دعا کروں

۱۱۹ھ

لو مومنو لرز رہا ہے اب دشت کربلا
لو عشق ہوا بتول کی آغوش کا پلا
لو شمر ذبح کرنے کو مظلوم کے چلا
لو اب چھری ہے اور نبی زادے کا گلا
بیٹھے ہوئے تھی گھر سے اب نکل پڑی
منہ ڈھانپ ہوئے حضرت زینب نکل پڑی

۱۲۰ھ

ہر دم کا ہے یہ کہ ذبح نہ ہو جائیں شاہ دیں
چلتی ہیں جلد اور زمیں سوجھتی نہیں
واں لڑکھڑائیں اور یہاں منہ کے بل گریں
آنکھیں کہیں خیال کہیں اور دل کہیں
لو سوکھتی ہیں خون کے تھالے جو پاتی ہیں
دل کی طرح سے کان کے بندے بھی ہلتے ہیں

١٢٣١ [illegible]

١٢٣٢ [illegible]

١٢٣٣ [illegible]

١٢٣٤ [illegible]

۱۲۵

اس یاس کے عالم سے چھاتی جو پھٹ گئی
بابا سے لگی بین ڈال کے زینبؑ لپٹ گئی
چلائی ہے غضب مری قسمت الٹ گئی
بابا ہم ہی ہیں بزرگوں کے سبب عمر کٹ گئی
مرتے ہو تم بھی ہائے زباں بند ہو گئی
زینبؑ نہ آج خاک کا پیوند ہو گئی

۱۳۶

یہ بین کر کے تھام لیا منہ کو ایکبار
بھائی کو لیکے گود میں بیٹھی وہ بیقرار
بولی کہ سر کو دوش پہ رکھ دو بہن نثار
بس اب تمام ہوتا ہے بھائی بہن کا پیار
سبطِ نبی کے سر سے بدن کی جدائی ہے
بھائی سے بے نصیب بہن کی جدائی ہے

۱۳۷

اتنے میں تازیانہ لئے اک شقی چلا
اتنا ہی بس ہے رشتے کو آگے ہو جانے کی
لیکن نہ اس جفا پہ بھی زینبؑ ہوئی جدا
شہؑ نے کہا بہن تری الفت پہ میں فدا
زینبؑ سنبھل سکے جو کلیجہ سنبھال لو
اب تو گلے سے بھائی کے بانہیں نکال لو

۱۳۸

جاؤ سدھارو ہم کو گلے سے لگا چکیں
الفت دکھا چکیں مرے دکھ درد اٹھا چکیں
کاٹی زمیں جس سے وہ تکلیف پا چکیں
اب اور کیا ارادہ ہے درد و دکھا چکیں
حضرت کہاں لگی ہے ذرا وہ بیان کیجے
گھر جا کے اپنے درد کا درمان کیجئے

۱۲۹

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۳۰

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۳۱

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رباعی

[illegible] دیکھا

[illegible] دیکھا

[illegible]

[illegible] دیکھا

رباعی

ہر شہر کا عجب یاں سر و ساماں دیکھا
اقبال اور ادبار کو یکساں دیکھا
دنیا کے خیال میں جو کیں آنکھیں بند
ہم نے (نسخہ) تو عجب خواب پریشاں دیکھا

رباعی

پیش امرا طالب زر جھکتے ہیں
سجدے کی طرح مجرے کو سر جھکتے ہیں
سنجیدہ ہیں یہ لوگ ترازو کی طرح
ہے مال سوا جدھر ادھر جھکتے ہیں

رباعی

دنیا زنداں ہے جائے آرام نہیں
گہوارہ بجز گردش ایام نہیں
آنکھوں میں سپیدی و سیاہی کی طرح
جھپکی جو پلک صبح نہیں شام نہیں

رباعی

یاران گذشتہ کی خبر خاک نہیں
ایسے ہی گئے کہ اب اثر خاک نہیں
پہچان سکا کیا خاک ہنر مندوں کو
اے چرخ تجھے قدر ہنر خاک نہیں ۔

نسخہ - حفظ

مرثیہ یازدہم

کوہ رقیم پر جو علیؑ کا گذر ہوا
اور غار میں نبیؐ کا وصی جلوہ گر ہوا
چہرے کی آب و تاب سے روشن وہ گھر ہوا
درج گہر بنا کبھی برج قمر ہوا
عکس رخ علیؑ تھا وہ چند آفتاب سے
اصحاب کہف ہو گئے بیدار خواب سے

۲
تعظیم کی علیؑ کی ہر اک نیک نام نے
فرمایا السلام علیکم امامؑ نے
سب نے دیا جواب سلام آکے سامنے
ہنسکر کہا امیر علیہ السلام نے
آگاہ ہو کہ دین کی اصل اصول ہیں
اس وقت میں رسول خدا کا رسول ہیں

۳
ہم کو محمدؐ عربی کا ہے یہ پیام
اے حق شناسو دین مرا حق ہے والسلام
سنتے ہی اس کلام کے وہ بولا کلام
مدت ہوئی انھیں کے طریقہ پہ ہیں غلام
آفاق میں نبیؐ و علیؑ تو اب آئے ہیں
خادم تو انکے نام پہ ایمان لائے ہیں

۴
بولے علیؑ خدا ہے بہت تم پہ مہرباں
لاریب راز غیب اوسی نے کیے عیاں
پہچان لو علیؑ کو جو دیکھو کہاں کہاں
پوچھا وہ اس گھڑی ہیں کہاں عرض کی یہاں
وہ بھی ہیں ایسے جیسے خردمند آپ ہیں
پھر صاف کہدیا کہ خداوند آپ ہیں

۴۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹

[illegible]

۱۰

[illegible]

۱۱

[illegible]

۱۲

[illegible]

۲۱۳

اس گفتگو سے اونکا جگر تھرتھرا گیا
نیند آگئی روتے میں تو کچھ آرام آ گیا
دولتسرا کو تا بہ شبیرؑ اور آگیا
گریاں نبیؐ سے آگے ولی خدا گیا
سنکر یہ حال سینہ میں ناسور ہو گیا
وہ دن رسولؐ کے لئے عاشور ہو گیا

۲۱۴

شبیرؑ سے لپٹ گئے محبوبؐ کردگار
بوسے حسنؑ کے بھائی پہ اپنے حسنؑ نثار
زہراؑ پھری حسینؑ کے ہو گرد سات بار
بہنیں بلائیں لینے لگیں ہو کے بیقرار
یوں کنبہ اک نثار تھا اُس نورِ عین پر
اب جیسے لوگ روتے ہیں قبرِ حسینؑ پر

۲۱۵

منھ دیکھتا تھا کنبہ کا رو رو کے دن و رات
اک اک کے آگے جوڑتا تھا ننھے ننھے ہات
آنسو نبیؐ کے پونچھ کے آخر کہی یہ بات
بس نانا جان بس کہ لرزتی ہے کائنات
ہونگے کبھی ابھی تو نہیں ذبح ہوئے ہیں
نانا ابھی سے اپنے نواسے کو روتے ہیں

۲۱۶

نانا بھی ہم پہ بلا آئے گی پھر آئے
سب سہل ہے حضور کا کڑھنا غضب ہے ہائے
ماں تیری فاقہ کش ہے سنبھالو مر نہ جائے
بہنیں جدا تڑپتی ہیں اُنکو خدا بچائے
راہ خدا میں سر بھی ہے حاضر گلا بھی ہے
پر یہ تو کہئے ہمیں کیسی بلا کی ہے

۵۱۷

فرمایا ہاں محبوں کی ابھی بھی نجات ہے
یہ بوسے ایسی موت و تا ابد حیات ہے
نانا بھلا یہ آپ کے رشتے کی بات ہے
لو ہم تو خوش ہیں دکھ کو قرار و ثبات ہے
واللہ اپنے شیعوں کے ہم کام آئیں گے
مر دیں گے جان دیں گے انھیں بخشوائیں گے

۵۱۸

اب عرض ہے یہ اہل عزا کی جناب میں
یہ قول ہے حسینؑ کا شیعوں کے باب میں
کوشش ہے ہم کو فرض بکا کے ثواب میں
کب سے یہ غم بپا ہے جہان خراب میں
نے تم سے پھری نہ تم سے پھرے رفیق تھے
اصحاب کہف تعزیہ دار حسینؑ تھے

۵۱۹

راں میں آٹھ رتوں کے کیا کیا بیاں ہیں
سب صورتوں سے قدرت حق کی نشانیاں ہیں
مسکن زمیں پہ ہے یہ تو خود آسماں ہیں
گنتی میں آٹھ سات ہیں پر نوجواں ہیں
سن تو دراز ہیں پہ سن کے بچے ہوئے ہیں
فردوس کے جوانوں کے سید کو روتے ہیں

۵۲۰

ماتم میں پھوٹتے ہیں فوائد ہزارہا
دل کی صفا گھر کی ضیا آنکھ کی جلا
عفو خطا رضائے خدا قرب مصطفیٰؐ
طول بقا حصول شفا دفع ہر بلا
کیسا عذاب قبر نہ ہوگا فشار تک
آئے گی پیشوائی کو جنت مزار تک

۲۲۱

اعمال کی صحت کا چمن رنگیں ہے [illegible]
دل حبِ اہلبیت سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۲۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۲۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۲۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۲۵

حالِ گذشتگاں نہ کہا کچھ کیا ہوا
جا کر عدم میں پھر نہ کوئی آشنا ہوا
دریا میں جو ملا نہ وہ قطرہ جدا ہوا
لازم ہے اپنی فکر جو آگے ہوا ہوا
کس شے میں اس ۱۰۶ کے سوا ابتلا ہوا
جب اٹھ گئے حسینؑ تو دنیا میں کیا رہا

۲۲۶

دنیا اسی ۱۰۶ کے لئے برقرار ہے
ان مجلسوں پہ سایۂ پروردگار ہے
اب مومنو کو رونے میں کیا انتظار ہے
روحِ جنابِ فاطمہؑ امیدوار ہے
حوریں ادب سے سامنے زانو دھر چکی ہیں
خاتونِ کائنات قدم رنجہ کر چکی ہیں

۲۲۷

دکھلاؤں اب مرقعِ گلزارِ کربلا
حضّار کو بتاؤں یہاں زوّارِ کربلا
بسمل پڑے ہیں یوسفِ بازارِ کربلا
تنہا کھڑا ہے قافلہ سالارِ کربلا
ہمدم کوئی بجز اثرِ تیغِ دو دم نہیں
ہے ساتھ جو میں آہ نہیں [illegible]

۲۲۸

[illegible] ہیں سنگ کی گردن پہ ہم جھکا
[illegible] ہاتھ سے برچھا ہے سناں لگا
زینب تڑپ تڑپ کے نکلی ہے گھر سے
تم سا کوئی محب [illegible] کو جائے
پھر اب بھی [illegible] میں محبوب [illegible]
اس انجمن میں [illegible] کے ساتھ روتے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مارچ ... والد مرحوم کے لئے ۔ دل کی شکستگی چاہئے مظلوم کے لئے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۳۷

سب رنج بعد میرے اُٹھانا تو خوشی خوشی
بندھوانا ریسمان سے شانا تو خوشی خوشی
عابد سے کہہ دو کہ طوق پہننا تو خوشی خوشی
اور تازیانے فاقوں میں کھانا خوشی خوشی
کہہ دو سکینہ سے یہ وصیت نہ بھولنا
سیلی لگے تو بخشش اُمت نہ بھولنا

۵۳۸

باقی رہا جو صبر اُسے یہ سُنا دیا
مالک نے ہم کو سب سے تحمل سوا دیا
اب دیکھنا کہ عاصیوں کو بخشوا دیا
اُف بھی نہ کی زبان سے اور سر کٹا دیا
تڑپیں گے ہاں نہ شمر کی بیداد و جبر پر
اے صبر عش کریگا نبی پیاسے کے صبر پر

۵۳۹

اُس وقت یہ قضا و قدر کی ندا ہوئی
مولا پہ ختم طبع مبارک بلا ہوئی
نصرت رفیق قاسم آل عبا ہوئی
فتح و ظفر کی دل شکنی پر رضا ہوئی
ان کو گواہ نذر خدا داد کیجئے
پھر صبر سے کٹا کے گلا شاد کیجئے

۵۴۰

ہادی نے قصد پھر بھی ہدایت ہی کا کیا
فرمایا جا کے متصل فوج اشقیا
سب اُمتوں پہ تم کو خدا نے شرف دیا
یارو نبی تمہارا ہے سلطان انبیا
تم نیک ہو کے واہ بدی ہم سے کرتے ہو
اُٹھو گے کس کے دین پہ دنیا پہ مرتے ہو

۲۴۱

جدّ الانامؐ خیر النساءؑ فاتحِ خیبرؑ
حیدرؑ بزرگوار ہیں اور پیرو الدین
عمرانؑ دادا جان حسنؑ بادوے حسینؑ
جعفرؑ ہیں وہ چچا جو شہیدوں کے زیب و زین
شانے جدا ہوئے تو شرف کستغ ملے
انعام سے نبیؐ کے نہ طالب پر ملے

۲۴۲

تاثیر آہ کے اثر ہی نہیں دریا نہیں سہی
قابل نہیں ہیں پانی کے اچھا نہیں سہی
عصیاں کچھ نہیں ہیں ہم اہل نہیں سہی
پھر مجرموں سے بھی تو یہ ایذا نہیں سہی
پہروں میں سوچتا ہوں کہ تقصیر کیا ہوئی
پرسے ہوئے بہن سے کہ ثابت خطا ہوئی

۲۴۳

کیونکر کہیں کہ رحم کے قابل ہوں یا نہیں
توحید ذوالجلال کا قائل ہوں یا نہیں
بیکس ہیں یا نہیں ہیں یتیم ان کا ہوں یا نہیں
فاقوں سے زرد چہروں سے بسمل ہوں یا نہیں
ہادی نہیں نبیؐ کا نواسا بھی کیا نہیں
مہماں ہم تمھیں خبر ہے پیاسا بھی یا نہیں

۲۴۴

جادو زباں ہے وہ خاکسار ہوں
حق جس کا برقرار ہے وہ بیقرار ہوں
فاقہ کشی جسکو عیب ہے وہ روزہ دار ہوں
جسکا وطن ہے عرش میں وہ بے دیار ہوں
کعبہ ہے جسکا گھر میں وہ عالی مقام ہوں
تسبیح جسکی خاک ہے میں وہ امام ہوں

[illegible]

۹۴۹

قرآں ہے ایک اور نبی مشرقین ایک
زہرا بھی ایک فاتح بدر و حنین ایک
پایا کا حشر تک نہ مری زیب و زین ایک
سب کا خدا ہے ایک خدا کا حسین ایک
طاعت کرو خدا کی نبی کی امام کی
اسکے سوا نہیں ہے کوئی بات کام کی

۹۵۰

خاموش ہو گئی یہ رجز سن کے سب سپاہ
پھر لائیں ابن قحطبہ تھا ایک رو سیاہ
اوگلا وہ زہر اس نے تا گنبد سپہر آہ
وہ کالے ہیں پکیں سے گہ حسرت سے جتے آہ
بولا کہ قہر سے وہ زمیں پہ طپاں ہوا
اک اژدہا بھی رستمیں یکایک عیاں ہوا

۹۵۱

بجلی کی شکل منھ میں در آیا وہ اژدہا
پھر منھ وہ کھا حسین کو جس سے بڑا کیا
تن گل کے صورت کف مار سیہ ہوا
باقی اگر عذاب سقر رمح پہ رہا
عقرب کے نیش کو شرر شعلہ تاب کر
دو نیم بس نہ زہر مار کیا ہم عذاب کر

۹۵۲

بالہ وہ سانپ کا نہ کر کر روان ہوا
یعنی عصا کلیم کا پیدا تو نشاں ہوا
طاوس ذو الفقار تڑپ کر عیاں ہوا
اژدر اُٹھ کے ہر زمیں کا طبق آسماں ہوا
چلائی عافیت ہیں ہوں کس مکاں میں
ہر طرف تیغ بلی کہ مرے میاں میں

۴۵۲

[illegible]

۴۵۳

[illegible]

۴۵۴

[illegible]

۴۵۵

[illegible]

۵۵۷

کبھی صورت سے نزول کرتی تھی
گاہے عبادت پہ جبریل کرتی تھی
گہہ برج مہر و ماہ میں تحویل کرتی تھی
برش فلک کی سیر پہ تعجیل کرتی تھی
پڑ ۱۷ دو کے سب مقرر و ہم نظارہ ہو گئی
دو حصے ہفت اختر سیارہ ہو گئی

۵۵۸

آنکھیں بھی خواب راحت و عیش و طرب دو نیم
دل میں غبار کلفت و رنج و تعب دو نیم
ساعت زمانہ وقت گھڑی روز و شب دو نیم
اک ضرب تھی ذوالفقار سے تھے سب کے سب دو نیم
سایہ بھی دو وہ سراج بھی دو جسم جان بھی دو
بازو کی طرح بات بھی دو اور زبان بھی دو

۵۵۹

ہمسو تھا شور تیغ کا پچھا اور ڈھنگ ہے
قالب بدن میں تر تی تھی گر یہ ہنگ ہے
واصل میان خانہ دل بے درنگ ہے
رنگی قسم یہ تیغ بڑی خانہ جنگ ہے
سچ تو یہ ہے کہ مسلم و اہل تیغ شاہ سے
سر جو کٹے ہیں سب لڑی ہے اور گناہ سے

۵۶۰

آئی تھی بار بار قضا کیا ہے بیچ تن میں
طوفان حشر و قہر و بلا کیا ہے بیچ تن میں
دوزخ سقر عذاب خدا کیا ہے بیچ تن میں
راہ عدم دیار فنا کیا ہے بیچ تن میں
حق سے درود و تحفہ فضل الٰہ ہے
توبہ کرو تو قصے میں ہم سے پناہ ہے

۵۶۱
ہم عدو بلا تھی شہ کربلا کی تیغ
گویا قضا کا ہاتھ تھی دست خدا کی تھی
در کھولتی تھی فتح کا خیبر کشا کی تیغ
عاجز تھی عقل دیکھ کے معجز نما کی تیغ
اس برق ذوالفقار سے جلوے کہاں نہ تھے
واں تھی جہاں زمیں نہ تھی آسماں نہ تھے

۵۶۲
قالب کی تو یہ دشمن جاں تھی دم نگاہ
قطع نظر بدن سے نگہ کو نہ تھی پناہ
دعوے صدق کیلئے حجت تھی اور گواہ
ان بو دلیل قطعی اگر ہو کچھ اشتباہ
آیا نظر نہ ترسم سوا سپاہ کو
تیغ علی نے قطع کیا ہر نگاہ کو

۵۶۳
ل کر چلی فلک سے تو بجلی جدا ہوئی
تڑپی جو زیر خاک تو مچھلی ہوا ہوئی
چمکی جو خود پر تو قیامت بپا ہوئی
سب گرز سرنگوں ہوئے نازل بلا ہوئی
کھولے زرہ کے ایک نگہ میں ہزار بند
کاٹے ہزار طرح عناصر کے چار بند

۵۶۴
بے نام و بے نشان تھا ہر اک سپاہ کا اسم
تقسیم ضرب سے رہی باقی نہ کوئی قسم
سایہ کی طرح ڈھال چراتی تھی اپنا جسم
پر تیغ کے ہنر تھے کہ جادو تھا یا طلسم
دل رخنہ رخنہ کرکے زرہ کو اڑا دیا
طائر کو جال جال کو طائر بنا دیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۷۶۹

نصرت پکاری واہ ید اللہ کے خلف
فتح و ظفر جھکیں قدمِ پاک کی طرف
کی صبر نے یہ عرض کہ اے شاہِ باشرف
جرأت کے تم شرف ہو یہ ہے فخرِ نجف
جلوہ تھا سب یہ فاتحِ بدر و حنین کا
مشتاق ہوں زیارتِ صبرِ حسینؑ کا

۷۷۰

شہ بولے دیکھ صبر دکھانے کا وقت ہے
ہاں وقتِ عجز سر کے جھکانے کا وقت ہے
جنت سے ماں جان کے آنے کا وقت ہے
دنیا سے اب حسینؑ کے جانے کا وقت ہے
پیاسے گلے پہ تیغ کے پھرنے کی جا ہے
لیکن یہ بوسہ گاہِ رسالت پناہ ہے

۷۷۱

یہ سن کے خود نیام میں تیغِ دودم گئی
بھاگی ہوئی سپاہ ہر اک جا ٹھہر گئی
شہ گر گئے یہ اہلِ حرم تک خبر گئی
صورت لہو میں مصحفِ ناطق کی بھر گئی
زخمی کو آ کے ظالموں نے چور کر دیا
داغوں کو زخم زخموں کو ناسور کر دیا

۷۷۲

سب حربے اک بدن پہ برابر لگاتے تھے
تیروں کے ساتھ نیزہ شکن پر لگاتے تھے
تیغیں لگا کے پھر وہیں خنجر لگاتے تھے
کیا گھاؤ فاطمہؑ کے جگر پر لگاتے تھے
اشقیا ستم سے ایک بدن کو مٹاتے تھے
اولوں کی طرح وہاں پہ پتھر برستے تھے

۷۳

ناگہ نگینِ خاتمِ پیغمبراں گرا (نسخہ)
رونق اٹھی زمیں سے امامِ زماں گرا
گرتے پہ سب گروہ لیے برچھیاں گرا
ہے ہے نہ ان جفاؤں پہ بھی آسماں گرا
زہراؑ سے پوچھے یہ قلق نورِ عین کا
پٹنا زمیں کا اور تڑپنا حسینؑ کا

نسخہ مطلع: جسدم نگینِ خاتمِ پیغمبراں گرا

۷۴

مشتاق بہرِ ذبح بڑھے اشقیا کہیں
قاتل کئی کھڑے ہوئے آکر قریں قریں
کوئی پکارا ہاں کوئی بولا ابھی نہیں
اب دیر کیا ہے سجدے میں رکھ لیتے ہیں جبیں
آواز دی عمرؔ نے کہ گردن ڈھلی ہوئی
قاتل پکارا آکے ذرا سے کھلی ہوئی

۷۵

سب ظلم آ گئے گزر تھا شہِ بد شیم
سر پیٹنے کی جا ہے وہ ہر اک کس جا پہ قدم
سینہ دبا تو اور بھی تڑپے شہِ امم
شورِ فغاں سنا اسی حالت میں دمبدم
قاتل سے پوچھا دیکھ کدھر غل یہ ہوتا ہے
ہے ہے حسینؑ کہہ کے کوئی بین ہوتا ہے

۷۶

وہ بولا کوئی ہوگا میں دیکھوں بھلا کدھر
اب تیغ پر نگاہ ہے شہ رگ پہ ہے نظر
ہاں جب سوار ہونے لگا تھا میں سینے پر
سیدانی ایک خیمے سے نکلی تھی ننگے سر
اسدم ہماری فوج میں تو عید ہو گئی ہے
مجھکو یقیں ہے یہ وہی بی بی دُکھی ہے

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۸۱

لے تیغ پاس بھائی کے آؤں جو تو کہے
زخموں سے جلتی ریت پہ چھوڑ آؤں جو تو کہے
چادر بدن کے نیچے بچھاؤں جو تو کہے
بیکل ہے سر زمیں سے اٹھاؤں جو تو کہے
پانی تو یاں ملے گا نہ زہرا کی جائی کو
آنسو چھڑک کے ہوش میں لاؤں گی بھائی کو

۸۲

سونپا کسے بہن کو یہ پوچھوں گی بھائی سے
پردیس میں بچھڑتے ہیں زہرا کی جائی سے
بے خطا ہے پوچھ لے ساری خدائی سے
دعویٰ ہے کیا تجھے مری ماں کی کمائی سے
کچھ قرض ہو تو بیچ کے گھر کو ادا کروں
سمجھاؤں کس طرح سے تجھے آہ کیا کروں

۸۳

لے تیغ میں گلے سے لگا لوں تو ذبح کر
کچھ درد اپنے دل کا سنا لوں تو ذبح کر
سید کو قبلہ رو میں لٹا لوں تو ذبح کر
بھائی سے مل کے خیمے میں جا لوں تو ذبح کر
پانی نہ جو کے پیاسے کو اے بدخصال کر
پر وقت ذبح آنکھوں پہ کپڑا تو ڈال کر

نسخہ ۔ رومال

۸۴

یہ کہتے کہتے سست ہوئی دم الٹ گیا
سر پیٹتی ہی رہ گئی سر رشتہ کا کٹ گیا
یوں لاش پر گری کہ جگر بیکسی کا پھٹ گیا
باہیں گلے میں ڈال کے لاشہ لپٹ گیا
ماں کی طرح تھی عاشق شاہ زمن بہن
یہ بھائی بھائی کہتی تھی لاشہ بہن بہن

بارگاہ کلیم تا نہ گوش زد ہم
سا ان ہنا انہی جس ہم یہ لطف کیا
اب کیا کہوں کہ دیر سے کیا است کیا کیا
نیرنگی ہی دل پریوں کو کیا دیا کیا
لیتا تھا غمزہ ناز تمکین
ظلم ہم سے پکار ہے حسین

رباعی

کیا پوچھتے ہو کیسا مضمون خیال اپنا ہے
الہام خدا اثر ہر ایک حال اپنا ہے
کیا ہم بھی ہیں عیسیٰ کہ اعجاز ہے کلام
دنیا میں سخن سحر حلال اپنا ہے

رباعی

ہے ابر بہار کو تماشا کیا ہے
آنکھ ہے دریا سا بی کا کیا ہے
یاں گل سے چراغ اولی کا جلا
یاں عشق آتش نیا ہے

رباعی

غیرت مضامیں سے کیا بند کر دوں
کیا طبع کا دریا ہے رواں بند کروں
جلدوں مضامیں ہے کہیں
گہ بیاں بند کروں

ع۵۰- اس مصرع میں عجب نہیں کہ مصنف نے اپنے جد اعلیٰ ملا اہلی شیرازی کی مثنوی "سحر حلال" کی طرف اشارہ کیا ہو۔ حقیر خبیر

مرثیہ دوازدہم

جب حرم قلعۂ شیریں کے برابر آئے
غل ہوا کعبے سے مولا مع لشکر آئے
کہا شیریں نے کہ ارمان دلی بر آئے
مرے مولا مرے سلطان مرے گھر آئے
شان حق نور خدا قدرت باری دیکھو
جاؤ لوگو مرے آقا کی سواری دیکھو

۲

جن سے روشن ہے مدینہ وہ قمر آئے ہیں
جن کا مدفن ہے نجف میں وہ گہر آئے ہیں
جن کا گھر عرش پہ ہے وہ مرے گھر آئے ہیں
پہ جبر او سکونت تھی یہ ذرہ پیمبر آئے ہیں
کہہ رہی تھی کہ چراغ حرمین آتا ہے
لے کے لاؤ ابا کہ حسینؑ آتا ہے

۳

چھڑی صفوں میں حسینی علم آئے ہوں گے
ہاشمی تھا دبدبہ ہاشم کا دکھاتے ہوں گے
نوبتی واسطے کا طبل بجاتے ہوں گے
خضر اس قافلے میں پانی پلاتے ہوں گے
دل کو دو رنج مولا سے تسلی ہوگی
کوہ طور کے مانند تجلی ہوگی

۴

مری بی بی کی امام ام سواری ہوگی
ناقۂ عرش کے مانند عماری ہوگی
مسند نور پہ کسریٰ کی وہ پیاری ہوگی
گہنا سب تحفہ تو پوشاک بھی بھاری ہوگی
پیرہن نور کی ہاتھوں میں کنگنا ہوگی
دیکھیں جہاں کی سواری بڑی ... ہوگی

۵۵
بانو کی گود میں سکینہ کو بٹھاتی ہوگی
کاندھے سے صغرٰی ناداں کو لگاتی ہوگی
چاند سے ٹکڑوں کو دامن میں چھپاتی ہوگی
دونوں پر گوشۂ دامن کو اڑھاتی ہوگی
یہ نہ معلوم تھا صغرٰی نہیں اکبر بھی نہیں
تاج و مسند کہاں کرتے نہیں چادر بھی نہیں

۵۶
تھا خیال اُس کو کہ جو گرد تو یاور ہوں گے
بیچ میں لشکرِ اسلام کے سرور ہوں گے
گھوڑے پر ناقۂ زینب کے برابر ہوں گے
پردہ محمل کا اُٹھائے ہوئے اکبر ہوں گے
واں نہ محمل تھا نہ حشمت تھی نہ زیبائی تھی
سرِ شبیر کے ہمراہ بہن آئی تھی

۵۷
کہتی تھی قاسم و کبرٰی کی ہوئی ہو گی شادی
دولھا آقا کا بھتیجا و دلھن آقازادی
دوں گی اس بیاہ کی میں نذر مبارکبادی
یہ نہ تھا علم کہ شادی میں ہوئی بربادی
گھونگھٹ اُلٹا جو دلھن نے یہ تماشا دیکھا
بیاہ کے تخت پہ نوشاہ کا لاشا دیکھا

۵۸
شوکتِ آمدِ سادات کا سن کے بیاں
مرد و عورت ہوئے قریے سے زیارت کو رواں
اور مدارات کا شیریں نے کیا یاں ساماں
فرش آنکھوں کا کیا جھاڑ کے پلکوں سے مکاں
ظرف دھو دھو کے رکھے آب و غذا کی خاطر
کھانے تیار کیے آلِ عبا کی خاطر

۹

مسند آراستی کی سبطِ پیمبر کے لئے
کشتیاں لاکے رکھیں عترتِ حیدر کے لئے
جھولا ڈالا ان میں واں علی اصغر کے لئے
لاکے گلدستے برابر رکھے اکبر کے لئے
جام شربت کے بھرے ابنِ حسن کی خاطر
گہنا پھولوں کا سنگار رکھا دولھن کی خاطر

۱۰

روکدی سانس در دوانے کہ پڑی کیا آفت
اور چلائی یہ ہمسایوں کو وہ خوش صفات
صاحبو اجڑ گئے ہاتھوں کہیں کیسی یہ بات
جب اترنے لگیں سادات رفیع الدرجات
پاؤں گر دو نکاہ دروازے سے پٹکے دینا
اپنے لڑکوں کو ذرا گود کے پٹھے پہ بٹھا دینا

۱۱

دفن نہ آگی تو تم نے بھی سنی ہوگی خبر
بوٹیاں رات کو نکلیں تھیں جنازہ لیکر
ساتھ تابوت کے مردوں میں فقط تھے حیدر
یا حسین اور حسن بیٹے تھے سینہ و دلم
گر پڑی صبح کو چادر جو سر زینب سے
شمس طالع نہ ہوا چرخ پہ حکم رب سے

۱۲

ناگہاں راہ میں برپا ہوا شور ماتم
سب کے منہ فق ہوا دل شق ہوا اٹھے اقدام
دیکھنے کو جو گئے تھے حشم شاہ امم
وہ زن و مرد پھرے خاک اڑاتے باہم
سخت بے چین ہوئی طالب آرام حسین
دل پہ انگشت شہادت سے لکھا نام حسین

۲۱۳

کہا شہ نے ہر سمت نظر لا کے یہ غل ہے کیسا
کس پہ آفت پڑی گھر کس کا لٹا کون موا
رونے والوں کو مری سمت سے جا کر سمجھا
بد شگونی نہ کرو آتا ہے ابن زہراؑ
یہ محل شکر کا ہے وقت مناجات کا ہے
داخلہ آج بر آرندۂ حاجات کا ہے

۲۱۴

عقدے کھل جاتے تھے جب ہونٹ ہلاتے تھے حسینؑ
گر کسی پیارے سے بچھڑے تو ملاتے تھے حسینؑ
مر گیا ہو گا جو کوئی تو جلاتے تھے حسینؑ
جام صحت کا مریضوں کو پلاتے تھے حسینؑ
ایک شبیرؑ کو اللہ نے کیا کیا بخشا
رخ یوسفؑ کف موسیٰؑ دم عیسیٰؑ بخشا

۲۱۵

ایک عورت نے یہ باہر سے پکارا ناگاہ
اے شہ دیں ترے ارمان سے خاک سیہ ہم
گھر کا گھر ہو گیا خاتون قیامت کا تباہ
وارث آل عباؑ مر گیا انا للہ
ہم زیارت کو گئے تھے سرِ محشر دیکھا
نے تری حضرت زینبؑ کو کھلے سر دیکھا

۲۱۶

بے تحاشا وہ یہ کہتی ہوئی دوڑی باہر
خاک منہ میں ترے کس منہ سے یہ دی ہے خبر
کون زینبؑ جسے دیکھ آئی ہے تو ننگے سر
وہ پکاری کہ حسینؑ ابن علیؑ کی خواہر
اک فقط میں تو نہیں دیکھ کے سب آئے ہیں
رسیاں باندھ کے گردن میں عدو لائے ہیں

۱۷

جسکا بابا ہے علیؑ شیر خدا وہ زینبؑ
جسکا جد فخر رسولاںؐ ہوا ۔ وہ زینبؑ
جسکا اک بھائی ہے شاہ شہدا وہ زینبؑ
جسکے تھے شبرؑ و شبیرؑ فدا وہ زینبؑ
اور زینبؑ نہیں جانثا یہ بنی زادی ہے
بھائی مارا گیا اللہ سے فریادی ہے

۱۸

بخدا حضرت زینبؑ تو انھیں کہتے ہیں ام
فوج میں اور بھی القاب ہیں زہراؑ کی قسم
کوئی بھائی ہو کوئی کہتا ہے کوئی کرتا ہے غم
کوئی کہتا ہے عمؑ اور شہنشاہ امم
فوج جو جاتی ہے بعض یہی کہہ جاتی ہے
دیکھو اک ہم پہ رہون کو دہا سجاتی ہے

۱۹

پوچھ کر اُنسے کیا شمر لعیں نے بہن ہو نہ جدا
سب پہ تھا ٹھیک تو دیتی ہے بہن فرق ذرا
پھر گلا ہو تو یہی شک ہے مرا بھیا کہیا
کون لوٹے گا پیمبرؐ کی نواسی کو بھلا
کھول دیتے تھے علیؑ صاحبِ تقصیر کے ہاتھ
باندھ سکتا ہے کوئی خواہرِ شبیرؑ کے ہاتھ

۲۰

اُن کا بھائی مری بی بی کا ہے شاہ شہدا
ہے لقب شبرؑ و شبیرؑ کا سید ہیں فدا
مرتضیٰؑ کہتے تھے عباسؑ کو شیرِ خدا
اور جو زینبؑ سے ہیں بھائی لقب کوئی جدا
یہ نہیں ملتا ہو بیکا باعث یہ بڑا ہے چھینا
کہنے اور سننے میں کچھ فرق بڑا ہے چھینا

۴۲۱

[illegible]

۴۲۲

[illegible]

۴۲۳

[illegible]

۴۲۴

[illegible]

٢٥

[illegible] گھر ہے کئی کوس کے گھیرے میں پڑا
اک طرف لوٹ کے اسباب پہ پہرا ہے کھڑا
روک ٹوک آمد و شد میں ہے تشدد بھی بڑا
دل اسی حال سے ہے لشکر جنگی کا بڑا
کفر و بدعت ہے شریعت نہیں اسلام نہیں
سب تجمل ہے پہ رونق کا کہیں نام نہیں

٢٦

[illegible] اور طلائی ہیں علم بوقلموں
اور پھریروں پہ رقم نام یزید ملعون
بوق و نقارہ و قرنا و دہل حد سے فزوں
نیزہ و گرز میں آلودہ ہے معصوموں کا خوں
اک علم بیچ میں ہے [illegible] خاک پہ ہے
کہکشاں نور سے اس کی تجلی افلاک پہ ہے

٢٧

[illegible] ہے رقص ہے اور انجمن آرائی ہے
دور ساغر کا تہ گنبد مینائی ہے
کہیں صرافہ و بزازہ کی زیبائی ہے
گرم بازاری ہے ذلت و رسوائی ہے
اہل لشکر طرب و عیش کا دم بھرتے ہیں
[illegible] تسبیح خدا کرتے ہیں

٢٨

[illegible] ہاتھوں میں کئی سو کفار
گرد ہیں قیدیوں کے ظلم و جفا پر تیار
دم بدم ہے یہی قدغن کہ رہو ہشیار
غل نہ کرنا ابھی سوتے ہیں ہمارے سردار
خاک جو بالوں پہ ڈالو گے تو تم جانو گے
منہ سے آواز نکالو گے تو تم جانو گے

۲۹

کوئی کہتا ہے بڑے شیر کو مارا میں نے
نہ کیا قتل سے سقے کے کنارا میں نے
ایک کہتا ہے کہ بدعت کی گزارا میں نے
سرِ مشکل نبی تن سے اتارا میں نے
کوئی کہتا ہے عجم اور عرب کو مارا
اس نبی زادے کو کیا مارا کہ سب کو مارا

۳۰

یہ سخن قوم کا شیریں نے سُنا واں جس دم
مرتے ہوش اُڑ گئے اور رکنے لگا سینے میں دم
بے حواسی سے کیا قصد سوے اہلِ حرم
چلی آہستہ بچاتی ہوئی آوازِ قدم
بیبیاں آمدِ شیریں سے خجل ہونے لگیں
بال رخساروں پہ بکھرائے اور رونے لگیں

۳۱

یک بیک کانپ کے بانوے عجم چلائی
کہو لوگو میں کہاں جاؤں وہ شیریں آئی
بولی خوش ہو کے سکینہ مری قسمت لائی
اب یہ جانو کہ خبر شاہِ امم کی پائی
اسکی خدمت کے صلے ذکر رہا کرتے تھے
بابا اکثر جنکو شیریں کے کہا کرتے تھے

۳۲

سو یقیں ہے کہ شہِ دیں نے اسے شاد کیا
کربلا چھوڑ کے شیریں کا گھر آباد کیا
اسکے آنے نے مجھے فکر سے آزاد کیا
بعد مدت مرے بابا نے مجھے یاد کیا
تحفہ ہے مرے واسطے لائی ہے یہ
قبلہ و کعبہ کی بھیجی ہوئی آئی ہے یہ

۳۴۳
بال بکھرا کے نہ منہ اپنا چھپاؤ اماں
کہیں مر جائے نہ یتیم اسکو بلاؤ اماں
جلد شبیر کو صدا اپنی سناؤ اماں
بھیا اکبر کی خبر پوچھنے جاؤ اماں
پیچھے پیچھے تو یہاں بندی چلی آتی تھی
آگے آگے مرے بابا کی سواری آتی

۳۴۴
کربلا میں مرے بابا نے نہ پایا پانی
لاکے شبیر سے گھر اصغر کو پلایا پانی
ایک ہم ہیں کہ کہیں ہاتھ نہ آیا پانی
وائے تقدیر کہ سقا بھی نہ لایا پانی
کھائے بھائی نے کہ اُس تشنہ دہن نے کھائے
ہاں طمانچے بھی تو صغرا کی بہن نے کھائے

۳۴۵
جائے تعلیم شہ دیں کو کروں گی ہمدم
نیل رخساروں کے دکھلاؤں گی کانوں کا ورم
شمر بے رحم کو بلواؤں گی واں میں پُر غم
اور چچا سے یہ کہوں گی تمہیں حضرت کی قسم
دو طمانچے تم ستمگر کو عوض اسکے لگاؤ
اسکے بدلے میں مری اماں کا اُتارا لاؤ

۳۴۶
کہا بانو نے میں واری یہ نہ کہہ جانِ پدر
شمر بی بی ہی کو مارے نہ کہیں جھنجھلا کر
ایسے بچھڑے ہیں نہیں حضرت جو پھر آئیں گے گھر
ننھا بھائی تو موا تیر گلے پہ کھا کر
ابھی کیا جانئے کس کس سے بھگتنا ہے ابھی
شمر گھر دیکھے گی خیمے پہ [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳۱
[illegible]

۴۳۲
[illegible]

۴۳۳
[illegible]

۴۳۴
[illegible]

۲۵

درد دل اس سے کہوں اظہار کروں یا نہ کروں
تیری ماں ہونیکا اقرار کروں یا نہ کروں
پر روا ہے تو میں انکار کروں یا نہ کروں
کچھ سوال اس سے میں ناچار کروں یا نہ کروں
مرگئے سبط نبی اب مجھے کیا ہے درکار
رانڈ بیٹی کے لئے ایک ولی ہے درکار

۲۶

غم نہ کر شکل نبی تم ہو اثر ماننے لگا
اس طرح تڑپا کہ سر نیزہ بھی تھرانے لگا
دیکھکر بانوئے شبیر کو غش آنے لگا
سر پُر نور فصاحت سے یہ فرمانے لگا
شرف عزت ذاتی کہیں کم ہوتا ہے
اماں چلائے نہ ہو تو مجھے غم ہوتا ہے

۲۷

منہ پہ رکھ لیا تم ہیں سینہ پہ لگا لیتی ہیں
ہائے خاتون قیامت کے پسر ہائے حسین
دیکھ پرسا کیا بانو نے یہ باتیں و بین
مجھکو دکھلا دو علم سبط رسول ثقلین
ساتھ سر فوج حسینی کے تمام آئے ہیں
دیکھوں کس طرح مرے گھر میں امام آئے ہیں

۲۸

ہاتھ میں سر کا پکڑ کر اٹھی بانوئے حزیں
گئی روتی ہوئی سرہائے شہیدان کے قریں
ہاتھ اٹھا کر کہا اے دیکھو ادھر اے شہ دیں
جسکی زلفیں ہیں بندھی نیزے سے اور شق ہے جبیں
یہ وہ مطلوب ہے اللہ کا یہ طالب ہے
یہ حسین ابن علی ابن ابی طالب ہے

۵۴۹

[illegible]رے اُس نے نظر کی جو سرِ شہ کی طرف
دیکھا سر پیٹتے ہیں سر کے قریب شاہِ نجف
فاطمہ کہتی ہیں ہائے مرے مظلوم خلف
گرد زینب کے ملائک بھی ہیں باندھے ہوئے صف
انبیا بیٹھے ہیں سر کھولے ہوئے روتے ہیں
اوصیا سب سرِ پہ قرآں لئے کھڑے ہوتے ہیں

۵۵۰

اُس نے انگشتِ شہادت سے اشارہ یہ کیا
السلام اے شہِ مظلوم و غریب الغربا
السلام اے پسرِ فاطمہ و شیرِ خدا
السلام اے وطن آوارہ و شاہِ شہدا
تیرے لشکر ترے دربار کے صدقے شبیر
تیری اولاد تری آل کے صدقے شبیر

۵۵۱

میں ترے آنے کے قربان ابا عبداللہ
واہ کیا جاہ ہے کیا شان ابا عبداللہ
خوب بے سر کے ہوئے مہمان ابا عبداللہ
بال زینب کے پریشان ابا عبداللہ
مع لشکر مع ناموسِ پیمبر آئے
عین وعدے پہ حضور آپ کے ہم گھر آئے

۵۵۲

[illegible]بنت کو سر ڈھانکے ہیں بلاؤں کیونکر
مر گئے فاقے سے ہم کھانا کھلاؤں کیونکر
آپ پیاسے ہیں سو شربت میں پلاؤں کیونکر
آپ بے سر ہیں سرِ منبر پہ بٹھاؤں کیونکر
دست و پا چومنے کا طور بھی یہاں نہیں
ہائے مہمان ترے پاؤں نہیں ہاتھ نہیں

۵۵۳
پھر فغاں سنتے ہی کی یا امام سلطانِ امم
اور شبیر کی طرف نیزۂ پُرخوں ہوا خم
ہائے بازو تھام کے اٹھنے لگے تعظیمِ حرم
کہا شبیر سے کیا دیکھتے ہو اے پُرغم
راکبِ دوشِ رسول الثقلین آتا ہے
ہاتھ پھیلا کے سرِ پُرخونِ حسین آتا ہے

۵۵۴
دور ہی سے پھیلائے ہوئے دستِ تمنا شہِ دیں
آئے باہم ضعف سے تڑپ کر سرِ پاکِ شہِ دیں
بیٹھی آغوش میں سر لے کے وہ بالائے زمیں
پیکاں ہاتھوں سے ہلاتی تھیں کہ اٹھو بھی حسین
ہم سے گھر میں جو قدم رکھنے نہ دیتے تھے کیا
گود میں آ کے سرافراز تجھے سر نے کیا

۵۵۵
پھر کے بین کہ ہے ہے مرے آقا ہے ہے
مر گئے شبیر خدا اٹھ گیا زہرا ہے ہے
زینب اب یاں ہی نہ رونقِ دنیا ہے ہے
ہائے ویران ہوا تربتِ بطحا ہے ہے
آلِ حیدر کے لیے پانی نہیں وقت نہیں
شہ کے لیے مرقد نہیں تابوت نہیں

۵۵۶
گود میں آئے ہو تو منہ سے بھی بولو آقا
پانی لاؤں رخِ پُرنور کو دھو لو آقا
بہرِ زہرا کی قسم ہونٹوں کو کھولو آقا
ہم سخن خادمۂ خاص سے ہو لو آقا
ہائے تم ذبح ہوئے فوج بھی مقتول ہوئی
ہائے آقا نہ ضیافت مری مقبول ہوئی

[illegible]

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

یارب [illegible] تو ہے
بیتے ہوئے دن کی [illegible] تو ہے
[illegible]
دنیا [illegible] تو ہے

رباعی

[illegible] نہیں
[illegible] نہیں
[illegible]
[illegible] نہیں

رباعی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رباعی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۵

سلطان کلام فصحا ہے سخن انکا
قرآن مبیں سے نہیں کچھ کم دہن انکا
انوار الٰہی کا ہے مشرق بدن انکا
کل وحی و الہام ہے یک جزو تن انکا
عاجز فصحا کو کیا تقریر قوی نے
کلمہ جو پڑھایا تو کلام نبوی نے

۵۶

اب طوطی خامہ ہے نوا سنج و شکر بار
عبد اللہ عامر پہ ہے یہ شوق اظہار
اک قریہ کا مختار تھا اک قوم کا سردار
سرشار تھا ہر سجدے سے غافل تھا وہ سرشار
پہلے کی طرح تھی نہ اسے عیش و طرب میں
پر اپنی جماعت کا وہ قبلہ تھا عرب میں

۵۷

مبعوث رسالت پہ ہوا جب شہ لولاک
اور کفر سے ہر قریہ و ہر شہر ہوا پاک
گھر سے یہ عزیمت کہ چلا ہو کے غضبناک
ایمان کی کوشش کا تہ دل سے تھا چالاک
پابوس ہوا آکے رسول عربی کا
سنتے ہی کلام اس نے پڑھا کلمہ نبی کا

۵۸

پڑھ کر صفیہ کی بنت کا تو پیچانیں کلام
عاری و تم تقریر فصاحت سے زباں ہے
اب مشق فصاحت کا نہیں ہے وہ ذوق
اور وقت تماشا بھی عمر رواں ہے
امید زباں قطع ہے خوبی بیاں سے
و ندا سے ہاں دانتوں کے چلا تیغ زباں سے

۹

فرمایا دعا بندے کے حق میں یہ خدا نے
فرزند عطا مجھکو کرے فضل و عطا سے
ممتاز ہو وہ تربیت خیر ورا سے
لے درس فصاحت رسول دوسرا سے
تیاری میں پڑھوں صاف سبق علم و ہنر کا
طالب ہوں میں عینک کبھو تا نور نظر کا

۱۰

آثار کیا نجم صادق نے دعا کا
فرمایا کہ مشکل نہیں لہجہ فصحا کا
ہاں علم میں ہے وہ اک بندۂ مقبول خدا کا
اک بات میں حل کرتا ہے مطلب دو سرا کا
جب عرش خدا پر گئے ہم اپنے مکاں سے
کیں حق نے بھی باتیں اسی نسبت کی زباں سے

۱۱

جس نے کہا وہ کون کہا حیدر کرار
بازوے نبی نور خدا کاشف اسرار
پہچان کے بولا کہ وہ آگاہ و دیندار
تحصیل فصاحت پہ ہمیشہ ہیں تیار
ہاتھ آئی زباں فصحا دست خدا سے
اور نور نظر پایا پیمبر کی دعا سے

۱۲

خوش ہوا اُسکا کہ دختر ہوئی پیدا
خورشید لقا ہمشیر خوش اختر ہوئی پیدا
آواز یہ آئی تن کی برابر ہوئی پیدا
وہ غمزدۂ آل پیمبر ہوئی پیدا
پرسا حرم سید مظلوم کو دے گی
اک دن یہ ردا زینب و کلثوم کو دے گی

۲۱۳

یہ مژدہ نبی کو دیا اُس اہلِ وفا نے
روشن کیا گھر کو مرے حضرت کی دعا نے
بیٹی ابھی خادم کو عنایت کی خدا نے
پایا در مطلب در حیدر کے گدا نے
اب ہے یہ گزارش نہ اگر ترک ادب ہو
تو خادمہ تجویز نام اوسکا لقب ہو

۲۱۴

یہ سنتے ہی گریاں ہوا وہ واقفِ انجام
آنکھوں کے تلے پھرنے لگا حادثۂ شام
پھر بیٹھ گئے دل تھا نہ دل پاک میں آرام
اغلب تھا کہ سجدے میں گرے کعبۂ اسلام
پر شوہر خاتون قیامت نے سنبھالا
ہاتھوں پہ نبوت کو امامت نے سنبھالا

۲۱۵

یہ دیکھ کے سکتہ ہوا اعمام پسر کو
حضرت سے کہا تھام کے ہاتھوں سے جگر کو
روتے ہو جو تم سن کے ولادت کی خبر کو
کیا اس سے غم زہرا کے پہنچیگا اثر کو
یہ خادمۂ عترت اطہار نہیں ہے
اس طرح کی بیٹی مجھے درکار نہیں ہے

۲۱۶

حال اسکے برے نیک کے خود آپ ہیں محرم
زہرا کی محبت جو نہ ہو اسکے شہ عالم
جو سچ ہے تو اسے ذبح کر ڈالیں ابھی ہم
پیش اسکی ولادت کا نتیجہ گیا ماتم
فرماؤ تو ورنہ اسے تیغ پلائے
بندہ ابھی آب دم شمشیر پلائے

۲۱۷

ان باتوں پہ انگشت بدنداں ہوئے مولا
بتّیس ستاروں میں مہ نو ہوا پیدا
ارشاد کیا فضل خدا کا ہے نہ گھبرا
تو عاشق حیدرؑ ہے وہ ہے عاشق زہراؑ
اک قوم وہ ہوگی کہ مرا نام نہ لیگی
شبّیرؑ کا سر بادیہ میں بے پیر کٹے گی

۲۱۸

وہ لاؤ دعا مانگو یہ وقت خدا لائے
ہم لوگ ہوں قربان حسینؑ آپ جہاں جائے
یہ دیکھا جو شاہ نے کہ جن وہاں آئے
فرمایا کہ ہم چاہیں غلاموں کی قضا ہے
شیعوں پہ پدر کے گلہ گیروں پہ جدّے
ہم ہونگے فدا حکم سے اللہ احد کے

۲۱۹

پیاسے ہیں جو ہم ان کے ہیں تو وہ ہیں ہمارے
یہ حوصلہ کہ پدر و جد کے ہمارے
پیاسا جو تھا اُس نے کہا صدقے میں تھا
یہ سب ہیں قیامت کی شفاعت کے اشارے
تم کار برادری کو ہماری ہوئے پیدا
ہم تعزیہ داری کو تمہاری ہوئے پیدا

۲۲۰

پہنچے کے در فاطمہؑ پہ آیا وہ غمناک
آواز دی فضہؑ کو کہ لے موسم پاک
پیدا ہوئی ہے تازہ کنیز شہ لولاک
دیکھا مجھے نقش قدم فاطمہؑ کی خاک
خاک آپ ہی کے در کی مری نور نظر ہے
سرمہ بھی اسی خاک کا منظور نظر ہے

۹۲۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۲۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۲۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۲۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲۵

کہہ جب وطن ہے کہ مدینے کی ہے الفت
یہ قریہ ہے وہ شہر ہے یہ گھر ہے وہ جنت
یاں ماں ہے وہاں حضرت خاتونؑ قیامت
یاں رشتے پہ رواں شہ مرداںؑ کی زیارت
یاں نقش فصاحت ہے وہاں حق کا بیاں ہے
رہنا مجھے منظور یہاں ہے کہ وہاں ہے

۴۲۶

وہ بولی میں راغب کبھی باطل پہ نہ ہوں گی
اماں نے برا مانا جو حق ہے وہ کہوں گی
مخدومۂ کونین کی فرقت نہ سہوں گی
کہلاتی ہوں جن کی اب انہیں پاس رہوں گی
سب لونڈیاں ہیں بیبیوں کے پاس جہاں ہیں
پہنچا دو مجھے حضرت خاتونؑ جہاں ہیں

۴۲۷

ماں نے کہا میں کون وہ مالک ہیں تمہاری
رخصت کیا بسم اللہ ابھی جاؤ میں واری
پہنا دیا پھر خلعت و زیور اُسے بھاری
یثرب کو چلی باپ کے ہمراہ وہ پیاری
وارد ہوئی عزت سے وہ زینبؑ کے وطن میں
گھر آ کے جو زینبؑ گئی بانو تھی رسن میں

۴۲۸

حاضر جو ہوئی پیش نظر ہند خوش ایماں
ماتھے پہ چنی خاک رہ پاک کی افشاں
حضرت نے کیا مورد الطاف فراواں
آنے کا سبب جان گئے سید ذیشاں
معصومہ سے گھر لے چلے آغوش کرم میں
اس بچے کے ہمراہ گئی ہند حرم میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۳۳۳

تائید زباں سے تو تھا حق میں ہوا نام
دل الفت زہرا میں بنا مخزن الہام
ملا اک شرف خاص سے تھی وہ ابھی ناکام
سو دیدۂ حق بیں نے کیا اسکا سر انجام
رہبر نگہ پاک ہوئی چشم ادب کی
دکھلائی تجلی شہ مظلوم لقب کی

۳۳۴

بچپن ہی میں تھی ہند سلیمان زمن کی
کہلائی وہ بلبل شہ مرداں کے چمن کی
پروا نہ دل و جاں کی رہی شمع زمن کی
پروانہ ہوئی شمع رخ جلوہ فگن کی
یوں چشم تھی اُس قبلۂ امید کی جانب
جیسے گل خورشید ہو خورشید کی جانب

۳۳۵

جاتا تھا جو گھر سے وہ دل فاطمہ کا چین
پیش قدم جھاڑ کے رکھتی تھی نعلین
ہوتے تھے خراماں وہ اگر صحن کے مابین
گرد اُن کے پھرا کرتی تھی بصد زیب و بصد زین
سجادہ وہ تو تھا صاحب تطہیر کی خاطر
آنکھوں کو بچھاتی تھی یہ شبیر کی خاطر

۳۳۶

ہمراہ پدر روشن ہوئی یہ مہر و محبت
پھر ہند کو گودی میں بٹھانے لگیں حضرت
پوچھا جو کسی نے سبب شفقت و عزت
فرمایا اسے ہے مرے شبیر سے الفت
میں بابا کی امت سے طلبگار وفا ہوں
جو ہے مرے بچوں کا محب اُس پہ فدا ہوں

۵۳۷

القصہ کہ عبد اللہ عامر کی رضا سے
احکام پیمبرؐ سے اور الہام خدا سے
تفویض حسینؑ اسکو کیا لطف و عطا سے
پیوند کا سر رشتہ ہوا آل عبا سے
بھائی پہ فدا ہند کو جو پاتی تھی زینبؑ
ہر بات پہ خلعت اسے پہناتی تھی زینبؑ

۵۳۸

ناگاہ چھپا خاک میں خورشید نبوتؐ
پھر ختم ہوا امر گئی خاتون قیامت
خط کوفے سے آیا کہ علیؑ کی ہوئی رحلت
مسجد میں گرا کعبہ پر نور امامت
سر پیٹتے پرسے کیلئے اہل وطن آئے
بن باپ کے کوفے سے حسینؑ اور حسنؑ آئے

۵۳۹

فارغ جو ہوئے سوگ سے شہ قلعہ شکن سے
تھا ربط وہی ہند کا سلطان زمن سے
حضرت نے کیا مشورہ خلوت میں حسنؑ سے
شبیرؑ نے رضا عقد کی دی وجہ حسن سے
ہند آئی جو یاں عقد شہ جن و بشر میں
بیٹھی صف ماتم پسر ہند عہ کی گھر میں

۵۴۰

تا شام جو مانند قمر ہند تھی مشہور
تھا دھیان میں اسکے پسر حاکم مغرور
بیٹے کی خوشی تھی پسر ہند کو منظور
طالب تھا وہ ناری کہ سیاہی میں ہے نور
قلب ولد القلب میں اس چاند کا گھر تھا
یہ عقد ہوا نحس کہ عقرب میں قمر تھا

عہ یعنی معاویہ ۱۲

۴۴۱

مروانؐ نے حاکم کو لکھا خفیہ ناگاہ
سنا ہند کے کہنے میں کسی شخص کا ہے بیاہ
واں جائیگی مہمان مدینے سے وہ ذیجاہ
فوج اس نے رواں کی کہ ہے جا کے لگیں راہ
جس دم ہو سواری کا گذر راہ گذر میں
داخل یہ کریں ہند کو لاکر مرے گھر میں

۴۴۲

فی الفور پئے نذر چلا شام کا ناری
کوچوں میں سر راہ چھپے دشمنِ باری
لکھا ہے وہاں ہند کی آئی جو سواری
اک دفعہ سواری پہ گری فوج وہ ساری
بولی کہ خبردار یہ بے ادبی کی
میں خادمہ ہوں سبط رسول عربی کی

۴۴۳

کونین کی دولت ہے مجھے خدمت شبیرؑ
مریمؑ سے زیادہ ہے مری بی بی کی توقیر
اللہ نے بھیجی ہے انہیں چادر تطہیر
ہے روح میں انکی برکت نام کی تاثیر
یا فاطمہ کہکر ابھی الٹوں جو زمیں پر
پھر عرش رہے اور نہیں عرش بریں پر

۴۴۴

وہ بولے ادب تو ہمیں خود مد نظر ہے
پھر یاوری بخت کی بھی تجھکو خبر ہے
مشتاق ترا شام کے حاکم کا پسر ہے
شبیرؑ کے گھر فاقہ ہے واں دولت و زر ہے
یاں رنج و مصیبت ہے وہاں عیش و خوشی ہے
واں عزت و حشمت ہے یہاں فاقہ کشی ہے

۱۷۵

فریاد کی اس نے کہ درِ قہرِ خدا ہے
توبہ کرو توبہ کرو فاسق کی ثنا ہے
پیغمبرِ اسلام کا بچہ ہے آلِ عبا ہے
رشتہ ہے محبت کا امامِ دوسرا ہے
بتلاؤ تمھیں کون بھلا درِ نجف ہے
وہ ہند کا ہوتا ہے یہ زہرا کا خلف ہے

۱۷۶

وہ عار ہے یہ فخر ہے وہ ننگ یہ نام
شیطاں کا وہ وسواس یہ رحمٰن کا الہام
وہ درد یہ تسکین وہ ایذا ہے یہ آرام
وہ دیر ہے یہ کعبہ ہے وہ کفر یہ اسلام
وہ جہل میں بوجہل یہ دانش میں نبی ہے
وہ گنج میں قاروں تو یہ بخشش میں سخی ہے

۱۷۷

وہ تخت نشیں دوزخِ سفلی کا مکیں ہے
یہ گوشہ نشیں عرشِ نبوت کا نگیں ہے
وہ غول ہے یہ خضر ہے وہ شک یہ یقیں ہے
وہ سنگِ زمیں ہے یہ گہرِ عرشِ بریں ہے
زنار ہے وہ گردنِ اربابِ خطا کا
اے عقل علی سبحہ یہ ہے خاکِ شفا کا

۱۷۸

یہ بندۂ معبود ہے وہ بندۂ زر ہے
وہ نحس ہے یہ نیک وہ ظلمت یہ قمر ہے
وہ ناخنِ پا کفر کا یہ دین کا سر ہے
یہ طور کا شعلہ وہ جہنم کا شرر ہے
یہ خیر ہے وہ شر یہ نیکی وہ بدی ہے
وہ بت ہے بلا شک یہ خلیلِ احدی ہے

۵۴۹

وہ نار یہ فردوس وہ زقوم یہ طوبیٰ
وہ زخم یہ مرہم وہ مرض اور یہ مسیحا
وہ سحر یہ اعجاز وہ فرعون یہ موسیٰ
وہ خوف ہے یہ امن وہ یاس اور یہ تمنا
ہر مصحفِ معبود کی صحت یہ فقط ہے
وہ حرف غلط لفظ غلط فرد غلط ہے

۵۵۰

وہ زہرِ ہلاہل یہ نشے آبِ بقا ہے
وہ ہے مرض الموت یہ تعویذ شفا ہے
وہ رہزنِ ایماں ہے تو یہ راہنما ہے
وہ سایۂ آسیب ہے یہ ظلِ خدا ہے
نے بدر کی نے شمس کی تنویر کو دیکھا
کوئی مری آنکھوں سے تیغ کو دیکھے

۵۵۱

جد اسکا بہا فخر رسولانِ زمن ہے
باپ اسکا یداللہ شہِ قلعہ شکن ہے
ماں حضرتِ خاتونِ جناں جانِ حسنؑ ہے
یہ کوثر و زینبؑ سی بہا کوئی بہن ہے
نخوت ہے اگر اک یہ اُس اہل جفا کو
یہ چاہیں تو دیں تخت و زن جہاں ایک گدا کو

۵۵۲

پردہ تک مری چھین لو زیور مرا لے لو
اب آنکھوں میں سب خاک ہے بستر مرا لے لو
سامان جو ہے لوٹ کے سب گھر مرا لے لو
لیجاؤ جدا کرکے یہاں سر مرا لے لو
اللہ کا ڈر ہے نہ پیمبر کا ادب ہے
سادات کی لونڈی ہے یہ کیا قہر و غضب ہے

۵۵۳

شمر نے کیا گرد سے اُسکے کنارا
آخر کہا اتنی مجھے فرصت دو خدارا
دیکھ آؤں قدم حضرتِ زینب کے دوبارا
چلائے عدو یہ بھی نہیں ہم کو گوارا
امید سے در پہ رخِ پاک کو دیکھا
یثرب کی طرف دیکھ کے افلاک کو دیکھا

۵۵۴

سجاد نے اُتارا اُسے پیمبر کے دیں
آئی ابھی آسیمہ آغوش کے گھر میں
داخل کیا ناری نے بہشتی کو قبر میں
پہونچی یہ خبر گوشِ شہِ جن و بشر میں
کانپا جگر اِس ظلم پہ یوں شاہِ ہدا کا
جو قبرِ نبی ہل گئی اور عرشِ خدا کا

۵۵۵

مظلوم نے بھائی سے کہا کیا کروں بھائی
بھائی نے کہا صبر کرو اے حق کے فدائی
پھر جا کے بقیعے میں یہ آواز سُنائی
اے اماں حفاظت مری امت کو خوش آئی
تم نے جسے سونپا تھا مجھے دستِ کرم سے
ظالم نے اُسے چھین لیا دستِ ستم سے

۵۵۶

آئی یہ ندا صابر و شاکر رہو واری
کیا کیا ابھی بیداد کریں گے یہ ناری
سر کاٹیں گے یہ بہنوں کو پھرائیں گے تمہاری
باندھیں گے کمر بیڑی یہ پوتی کو تمہاری
دنیا سے اُٹھا چاہیں مقدر کا ملا کے
سمجھا یہ لگا اک دن میں نشاں گھر کا مٹا کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۶۱

یہ ظلم اور ابن شہ لولاک کے اوپر
برچھی کا ہے نمک زخم دل چاک کے اوپر
سر تاج حکومت سے جو افلاک کے اوپر
یہ آج ترے سر پہ ہے کل خاک کے اوپر
عبرت سے نظر کر تو مکاں ہے نہ مکیں ہیں
تجھ سے جو زبردست تھے وہ زیر زمیں ہیں

۶۲

جمشید صفت دوری حق جام پہ بھولا
تو صبح قیامت کی شام پہ بھولا
دوزخ کے عذابوں کو اس آرام پہ بھولا
انجام کو دنیا کے سر انجام پہ بھولا
یکساں نہیں رہتا ہے فلک دور کسی کا
اب آج ترا حکم ہے کل اور کسی کا

۶۳

یہ ہم تو نشاں ہیں کہ عبرت کی جا ہے
تمیز تو کر کون غنی کون گدا ہے
گو قبریں ہیں سب منہ پہ حال ان کا کھلا ہے
پڑھ فاعتبروا یا اولی الابصار لکھا ہے
جو مر گئے مٹی ہیں جو زندہ ہیں مریں گے
تجھ کو بھی یونہی بعد ترے یاد کریں گے

۶۴

پتھر نہ لگا دین کے آئینہ پہ ظالم
کل سنگ لحد ہوگا ترے سینہ پہ ظالم
قارون کی طرح بھول نہ گنجینہ پہ ظالم
خنداں ہیں لب گور ترے جینے پہ ظالم
ہاں عمر ترا مورچوں کا وقت ہے گا
کل تخت رواں تختۂ تابوت بنے گا

۵۶۵

تو خوش ہے کہ ذلت ہوئی اس خاص خدا کی
پر ظلم سے عزت مری خالق نے سوا کی
کیا تجھ کو ملا تو نے جو ناحق یہ جفا کی
ہاں نار جہنم تجھے مالک نے عطا کی
تیاری درگاہ خدا سے ازلی ہے
درپیش ترے تو جو دیا رکاب ابن علیؑ ہے

۵۶۶

پھر لکھا تھا یہ خط کی یہ کیا ہند کو تحریر
اے ہندۂ مضطر ہو نہ مایوس نہ دلگیر
تدبیر ملاقات میں ہم گرم ہے تقدیر
کہنے سے ترے آتا ہے ترے شہر میں شبیرؑ
واں دیکھیو تو آل محمدؐ کی حشم کو
اس شان سے دیکھا ہے نہ زینبؑ نے حرم کو

۵۶۷

پھر لکھا یہ تو شمر جو ہے شحنہ حرم کا
حاکم نے کیا ہند سے عقد اپنے حرم کا
ایک ایک پہ قدغن کیا اس شب کی تمہ کا
ہاں نام نہ لے اب کوئی یتیم کے گھر کا
پر ہند کو تھا یاد نہ اک حرف لعیں کا
سکے کی طرح ورد تھا نام اس شہ دیں کا

۵۶۸

اس نقشہ کے پڑھتے ہی ہوئی ہند کو حیرت
جی میں کہا کس شان سے یاں آئے گا حضرت
چھنداں نہ ملازم ہیں نہ لشکر ہے نہ حشمت
ہاں قبضۂ قدرت میں ہے اللہ کی قدرت
لکھا ہے کہ آوینگے شہنشاہ کی شان سے
یاں ہے بیاں نہ تھا لطف بندھی کی سی شان سے

۴۵۹

[illegible]

۴۶۰

[illegible]

۴۶۱

[illegible]

۴۶۲

[illegible]

۴۳

رنگ در و بام ہوئے وہم سے تا شام
پھر شام کا عالم ہے بجھا شفق شام
کہتا ہے کہ اُس وقت بیاں ہیں شفق شام
بجا ہے یہ مشغول عبادت تھی لب بام
ناگاہ مصلے سے نگاہوں نظر آیا
بیوس جو پیتے تھی وہ پر خون نظر آیا

۴۴

ہر چند تن و زردی میں نازاں تھی سحر اور کی
تسبیح پڑھی اور نگہوں پہ پڑی ہنس کی
پھر ہاتھ اُٹھا کر پئے مولا و دعا کی
باطن میں بھی اندر گری باران جو دی کی
آلودہ خوں اُس کی ہتھیلی نظر آئی
پیاس چڑھی غم سے کہ پیچ اڑ آئی

۴۵

اٹھ کے تھا آتے ہی عالم کو بلایا
کیا جو تھی اُس کو لباس اپنا دکھایا
ہر خون کا قطرہ اُسے انگلی سے بتایا
گھبرا کے کہا ہم نے عذاب دوں پہ آیا
تحریر ہوا تا رہ جنات و ملک سے
دنیا میں برستا ہے لہو آج فلک سے

۴۶

کیا ہوں کہیں ہاتف کی پریشانی
کہہ صاف کہ منظور ہے کس گھر کی صفائی
پیغمبر سے کوئی تازہ خبر تو نہیں آئی
ہم اک کی نشانی تو نہیں تو نے نشانی
اس غم سے کہیں تیر اجل آہ ہوا خالی
کانپی ہے زمیں کس سے زمانہ ہوا خالی

۷۷۷

زخمی ہوئے تھے جبکہ جناب شہ مرداں
اُس روز بھی برسا تھا یہی خون کا باراں
پر تھی نہ یہ آندھی نہ یہ ظلمت نہ یہ طوفاں
یوں برق تھی لرزاں کہ پرند تھے پریشاں
سُن غیظ سے غل شیروں کے غرّوں کا بن میں
کس قہر سے خورشید پہ پڑتا ہے گہن میں

۷۷۸

ہنس کر کہا ظالم نے کہ مارے گئے شبیرؑ
وہ کہنے بھی نہ پایا کہ دہن میں لگے تیر
کیوں قتل وہ ہونے لگے ہے کونسی تقصیر
پھر آپ کھنچے پہ ظالم کی شمشیر
شبیرؑ نہ تنہا اسے گمراہ کہا کر
تو صلّ علیٰ سلّمہ اللہ کہا کر

۷۷۹

آغوش میں غافل نہ شراب اتنی پیا کر
سو بار کہا میں نے نہ تو بیچ دیا کر
شہزادۂ آفاق کا آداب کیا کر
نام اُن کا مرے آگے وضو کر کے لیا کر
اس کہنے سے تیرے مرا دل کانپ رہا ہے
کچھ اصل ہے اسکی کہ مری عقل بجا ہے

۷۸۰

مکار پکارا کہ میں سچ اور کہوں کیا
تو پوچھتی ہے کس لئے تاریک ہے دنیا
خالق کے سوا اور کسے علم ہے اسکا
تو اہل کرامت ہے کہ ہے عاشق زہراؑ
اسے جو تو اُن پہ تصدق ہے فدا ہے
بتلا تو کہ زہراؑ سے قرابت تجھے کیا ہے

۹۸۱

نعرہ کیا اُس نے کہ برائے تو فدا دی
کیا اُنکا م از غم میں جو تری وہ توڑ دی
ہاں طعن ہے یہ اُنکے لیے ہوئی شادی
میں عاصی و خاطی ہوں وہ کونین کے ہادی
حق نے کیا امت میں رسول عربی کی
ہم سب کو کم کہیں وہ بیٹی ہیں نبی کی

۹۸۲

مجھکو انہیں باتوں سے تری آتی ہے بو سی
جادو ہے نظام تجھے زہرا کا نہیں پاس
بچھوں کے نسب کو نہیں کوئی بچے بس
شبیر کی ہو خیر خدا رکھے مری آس
بیکار تو اب انکا تو میں بھی نہ جیونگی
یاں بیٹھنا کیسا نہ گھر سے پانی ہوں گی

۹۸۳

بابا نے جو اُن باتوں سے ہو اور پکارا
سب ہم نے نہیں مارا تو شبیر کو مارا
کس کا ہمیں ڈر کیا کوئی حاکم ہے ہمارا
منھ پھیر کے وہ بولی کہ خاموش خدارا
دنیا کے لیے آل عبا کو بھی تو بھولا
بندوں کو تو بھولا تھا خدا کو بھی تو بھولا

۹۸۴

کہہ یہ سخن اور بڑھ گیا وہ ہو کے پشیماں
اُس دن سے نہ خوش تھی ہر دم یہ تھی گریاں
اک صبح اُٹھی خواب سے حیران و پریشاں
واحسرت و دردا کہا اور پھاڑا گریباں
گھر کے خواصوں نے کہا خیر ہے بی بی
حال آپکا اسوقت بہت غیر ہے بی بی

۵۸۵

پوچھا کوئی بندی تو نہیں شام میں آئی
دیکھا ہے عجب خواب دہائی ہے دہائی
یاں تم و غم آئے ہیں سر کر کے لڑائی
اور جمع ہے اک قافلے کے گرد خدائی
آنسو تو مژہ ترسے محاسن پہ بہے ہیں
اُس قافلے کے آگے نبی پیٹ رہے ہیں

۵۸۶

زنجیر ہے پہنے ہوئے عابد سا شہزادا
ساتھ اُس کے ہمراہ عرب آئے ہیں پیادا
جب دھوپ سے سب سوکھ گئے ہیں تو زیادا
کہتے ہیں کہ قربان تری پیاس کے دادا
اک بی بی کے سر کھلنے سے بے حال ہوئے ہیں
گویا کہ مری فاطمہ کے بال کھلے ہیں

۵۸۷

کیا عرض کریں ہم کو مفصل نہیں معلوم
پر شہر میں ہے جشن چراغاں کی بڑی دھوم
سنتی ہوں کہ دنیا سے سدھارا کوئی مظلوم
ناگاہ بجا طبل ورود سپہ شوم
دل ہل گئے جنبش میں زمین فلک آئے
مرقد کی نبی فاطمہ نانا کے تلک آئے

۵۸۸

حالات ہوں کس طرح رقم قہر ستم کے
راکب بھی ادنیٰ پہ وحش تھے اور زین بھی نہ تھے
ہاتھوں میں چمکتے ہوئے سب پھل تیغ و تبر کے
کہتے تھے یہ تیغیں نہیں جو سب ہیں ظفر کے
گو ڈر کو اٹھیں بجلیوں سے خشک کیا ہے
شہروں کا انہیں بجلیوں نے خون پیا ہے

۸۹

تھا پشت پہ سب لوٹ کا اسباب برابر
بچھوں پہ بچھی چادریں صندوقوں پر
ہاں تو سن اکبر وہاں گہوارۂ اصغر
اونٹوں پہ حرم یزدوں کی ڈکوں کے گھر
غل تھا وہ اثاثہ ہے حسین ابن علی کا
یہ بیدوں کے گھر آیا ہے کنبہ ہے نبی کا

نسخہ- بوسیدہ ردائیں کہیں لوٹا ہوا بستر

۹۰

اس وقت سے شہروں میں تم یوں کی چلی
بولے کہ نبی زادیاں محتاج ردا کی
توبہ کلمہ گویوں نے یہ انہیں جفا کی
گویا کہ یہ عترت نہیں محبوب خدا کی
نے حلم و مروت نہ حیا ہے نہ ادب ہے
بے پردہ کیا پردہ نشینوں کو غضب ہے

۹۱

نزدیک رہا جبکہ در حاکم گمراہ
باندھے گئے رسی سے غزالان حرم آہ
موجود تھی اک خادمۂ ہند سر راہ
دوڑی وہ خبر لینے کیا ہند کو آگاہ
دیکھے چلے ہر کوچہ و بازار میں قیدی
کوٹھے پہ چلو آتے ہیں دربار میں قیدی

۹۲

کوٹھے پہ تو وہ چڑھ نہ سکی حال تھا تغیر
آہستہ چلی جانب در ششدر و دلگیر
ساتھ آنکھ ہوئی حاکم خونخوار کی ہمشیر
پہنے ہوئے بھائی کی طرح خلعت توقیر
تھا مقنع زر خام سے پیر کے سر پر
کپڑا تھا نہ شبیر کی ہمشیر کے سر پر

۹۹۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹۷

ڈرسے امام کانپ گیا عالم وجود سے
پردے سے یہ نکلی وہ ہوا جا سوئے بام
درباریوں کو حکم دیا تخت سے اُٹھ کر
ہاں ڈھانپ لو رداؤں سے یہ ہم [illegible]
رسوا ہوا اقلیم میں اب نام ہمارا
ناموس نکل آیا سرِ عام ہمارا

۹۹۸

بانوئے حزیں سہم کے عابد کو پکاری
منھ پیٹو کہ تم بھی یہاں بے ستر آئی ہو واری
زینب پہ عجب قہر کا غصہ ہوا طاری
چلائی اب انصاف ترے ہاتھ ہے باری
بنتِ شہِ مرداں ہوں سرِ شہ سے روؤں گی
اس وقت تو قاتل تجھے پیچ میں کرونگی

۹۹۹

کہ ہند سے آ سنئے یہ کیا حال سخی کا
پر تجھ کو نہیں پاس اسیری میں کسی کا
لاہمیان میں اندرہ رسولِ عربی کا
عاشور سے انبوہ میں کنبہ ہے نبی کا
اغلب ہے کہ ہند آئے تو دربار میں آئے
ہم ماریہ سے شام کے بازار میں آئے

۱۰۰۰

بے پردگی ہند سے اتنا ہوئے مضطر
سر کھلنے سے بانو کے تڑپتے ہیں پیمبر
محتاج ردا پھرتی ہوں جس دن سے گئیں در در
اماں مری جنت میں نہیں اوڑھتیں چادر
چلاتا ہے تو ہند کی صورت کو نہ دیکھو
فرماتے ہیں حیدر مری عترت کو نہ دیکھو

بند ۱۰۱

تڑپا کے غش میں گیا وہ حاکم سکار
رومال سے کھڑے وہ پیٹا اُدھر اُدھر سے حصار
سر شہ کا ہاتھ دشت میں اور عشق اظہار
یک دفعہ ہوئی سامنے سے ہند نمودار
زینب نے سنا یہ سرِ شاہِ زمن کو
ہند آئی ہے چھپا کہیں بیچارہ بہن کو

بند ۱۰۲

خلعت جو ہے وہ کوئی چھپاؤں میں کہاں بھائی
پھر منہ کے دکھاؤں میں تمہیں تم ہو نہیں بھائی
بے اس کے کہ سلطان ہے گھبرا گئی بھائی
کہہ دو کہ زمیں شق ہو سما جاؤں میں بھائی
یوں دیکھیں کوئی اے مرے بھائی نہیں پڑتا
تم مر گئے زینب پہ فلک گر نہیں پڑتا

بند ۱۰۳

یہ ذکر تھا کہ ہند قریب آ گئی ناگاہ
دیکھا کبھی زینب کو کبھی سوئے سرِ شاہ
پہلو میں تڑپ کر یہ پکارا دلِ آگاہ
یہ بنتِ ید اللہ ہے وہ ابنِ ید اللہ
سر ننگے ہے یہ صاحبِ معراج کا کنبہ
پایا ہے یہ کس بیکس و محتاج کا کنبہ

بند ۱۰۴

پھر دوڑ کے ہاتھوں کو پئے عذر اٹھایا
کیوں اے شرفا آج ہے تم سب کا برا حال
لونڈی بھی کوئی پاس نہ پوچھے گی کچھ احوال
رو کر کہا زینب نے کہ اے صاحبِ اقبال
مقدور کہاں لونڈیوں کا ہم تو غربا ہیں
ہم آپ کنیزوں سے فقیروں سے سوا ہیں

بند ۱۰۵

زینب پہ نظر فضہ نے کی سر کو اٹھا کے
زینب نے اسے منع کیا آنکھ دکھا کے
خود ہند سے فرمانے لگی سر کو جھکا کے
محتاج ہوئے تھے کبھی سادات نہ ایسے
کچھ چاہیے بی بی تجھے لے نام خدا کا
شاہد ہے خدا کنبہ ہے یہ شاہ شہدا کا

بند ۱۰۶

حیرت سے وہ چلائی کہ ہیں شاہ شہدا کون
پیغام سنا آج تک کرب و بلا کون
کچھ سوچ کے پوچھا کہ ہیں فاطمہ کا کون
میں واری گئی آپ کی ہیں خیر نسا کون
بیٹی کوئی زہرا کی ہے ایسی کہ بہو ہے
یا آل کی بی بی ہیں مری بانی کی گویا

بند ۱۰۷

صاحب ابھی ہوش اتنا ہے تجھ بے سر و پا کو
بھولی ہوں نہ زینب کو نہ میں خیر نسا کو
پہچانتی ہوں دختر حیدر کی صدا کو
رکھ سکتا ہے پردے میں کوئی نور خدا کو
لونڈی ہے او نمک خوار سرکار انھیں کی
صورت یہ انھیں کی ہے یہ گفتار انھیں کی

بند ۱۰۸

ہر کام آنا مجھے کیا بھول گیا ہے
فرش اٹھانا بچھانا مجھے کیا بھول گیا ہے
رومال ہلانا مجھے کیا بھول گیا ہے
نعلین اٹھانا مجھے کیا بھول گیا ہے
زہرا کی طرح خاص قدیر ازلی ہو
سو میں کہوں لاکھوں میں تمہیں بنت علی کی

نسخہ تسلیم کو جانا مجھے کیا بھول گیا ہے ۱۲

۱۰۹

زینبؑ نے فغاں کی کہ یہ اصرار غضب ہے
تو بیری زینبؑ کا لحاظ اور ادب ہے
بیدادی کے لائق یہ قلق ہے یہ تعب ہے
زینبؑ اگر آئے یہاں یہ قدرت رب ہے
کیا اس کے وہ قابل ہے کہ دربار میں آئے
سر کھولے ہوئے شام کے بازار میں آئے

۱۱۰

زینبؑ ہے وہ زینبؑ کہ تو ہی جس کی نگہدار
زینبؑ ہے وہ زینبؑ کہ بڑی جس کی ہے سرکار
اکبرؑ سا پسر قاسمؑ و عباسؑ جلودار
زینبؑ وہ ہے جو مسند زہراؑ کی ہے مختار
میں پیار روں موئی کا کیا کہنے لگی زینبؑ
یہ کہتے ہی منہ ڈھانپ کے رونے لگی زینبؑ

۱۱۱

اُمِّ کلثوم شرم غیرت میں تڑپا کیں بیاری
آنکھوں سے لہو منہ سے یہ کلمہ ہوا جاری
اے ہند یہی خواہر بیکس ہے ہماری
بڑھ کر وہ پکاری ہیں اس آواز کی واری
یہ ہے پسر فاطمہؑ زہراؑ کا یہ سر ہے
لونڈی کو نہ تھا علم کہ آقا کا یہ سر ہے

۱۱۲

حیران تھی میں کون شہ کرب و بلا ہے
اب سمجھی لقب یہ مری سیدؑ کو ملا ہے
ہاں ہے مرے مولا تو ہی شاہ شہدا ہے
ہر طرح فدا ہے تو ہی سلطان ہدا ہے
آداب بجا میں نہ کیا ہائے شقی نے
اس لطف سے خاطر تجھے پالا تھا جانی نے

صحیح ـ یہ کہہ کے تڑپولا گیا رونے لگی زینبؑ ۱۲

۲۱۳

ایوبؑ ترے صبر و شکیبائی کے صدقے
یوسفؑ تری زیبائی و رعنائی کے صدقے
عیسیٰؑ مرے عیسیٰ کی مسیحائی کے صدقے
یحییٰؑ تری مظلومی و تنہائی کے صدقے
یونسؑ تری اعجاز نمائی کے تصدق
کونین تری وعدہ وفائی کے تصدق

۲۱۴

حضرت مرے گھر قتل کے میداں سے آگئے
ہم شکلِ حرم کوفہ کے زنداں سے آگئے
لکھا تھا جو کچھ ویسے ہی ساماں سے آگئے
اے صادق الاقرار بڑی شان سے آگئے
یثرب میں چڑھے دوشِ رسولِ دوجہاں پر
اس شہر کے کوچوں میں پھرے نوکِ سناں پر

۲۱۵

آقا کو شہ کو کہاں چھوڑ کے ہم آئے
قاسمؑ کو نہ لائے علی اکبرؑ کو نہ لائے
عباسؑ کے رخسارِ منور نہ دکھائے
اصغرؑ نہیں لونڈی کے کلیجے میں ہیں بھالے
آواز یہ دی ہم نے کہ تنہا نہیں ہم ہیں
سب پیاروں کے سر نیزوں پہ تو ہمراہِ علم ہیں

رباعی

مہدیؑ کو امام حق نما کہتے ہیں
چھپتا نہیں حق لوگ بجا کہتے ہیں
غیبت میں ہے یوں صدق امامت جیسے
بے دیکھے خدا کو سب خدا کہتے ہیں

رباعی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رباعی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رباعی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رباعی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مرثیہ چہارم

بزم نشین انجمن شاہ دیں ہوں میں
اہل عزا میں ساکن عرش بریں ہوں میں
خرمن ہر اک حدیث کا اور خوشہ چیں ہوں میں
مداح شاہزادہ روح الامیں ہوں میں
کیا مدح ہے کہ جب بھی انہیں ہم بلا سکیں
منبر پہ پہلے رتبہ معراج پاتے ہیں

۲
بیٹھو ادب سے یاں یہ ادب کا مقام ہے
شیون یہاں حلال ہے حرام ہے
یہ مجلس حسین علیہ السلام ہے
گردیاں عرش کا یاں اہتمام ہے
حاجت یہاں روا ہے دعا مستجاب ہے
پیغمبر کی جناب خدا کی جناب ہے

۳
محبوب انبیا ہیں یہاں اشکبار ہیں
مشتاق ہیں ملائکہ خدمت گزار ہیں
جنت ہے اہل بزم کے امیدوار ہیں
کوثر کا جام لکھا ہے یاں آبدار ہیں
اشک عزا بہار جوانی دکھاتے ہیں
باغ جناں سے پنجتن پاک آتے ہیں

۴
واجب ہے شش جہت پہ تولائے پنجتن
ہاں ہشت خلد بہر احبائے پنجتن
ساتوں سقر ہیں مسکن اعدائے پنجتن
چرخ نہم ہے کرسی زیبائے پنجتن
ایماں پناہ ہیں یہ شریعت پناہ ہیں
انکے شرف پہ پانچ نمازیں گواہ ہیں

۹۵

[illegible] حواس
[illegible] شناس
[illegible] لباس
[illegible] پاس

۹۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۰
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۱
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۳م

[illegible]

۱۴م

[illegible]

۱۵م

[illegible]

۱۶م

[illegible]

۱۷

شیعو! یہ تمہارے تفاخر کا ہے مقام
تم عشقِ پنجتنؑ کی ولا میں ہو صبح و شام
صوم و صلوٰۃ انکی محبت ہے والسلام
ہے اس ولا کے پیچ ہی میں علم و عمل تمام
احباب بوترابؑ جدا خاک سے ہوئے
پیدا یہ نورِ پنجتنؑ پاک سے ہوئے

۱۸

عرشِ بریں سے آلِ عباؑ کو اتارے ہیں
آلِ عباؑ کے شیعہ زمیں کے ستارے ہیں
آقا خدا کے دوست یہ آقا کے پیارے ہیں
فردوس کے قریب سقر سے کنارے ہیں
سب پر حسینوں کو نہ کیوں افتخار ہو
سچ ہے کہ دوستوں کا خدا دوستدار ہو

۱۹

صد شکر حق نے شیعہ آلِ عباؑ کیا
دی حبِّ پنجتنؑ ہمیں سب کچھ عطا کیا
پھر یاد ہے کہ امت بے دیں نے کیا کیا
کیا پنجتنؑ کا حقِ محبت ادا کیا
زہراؑ کو مصطفیٰؐ کا حسینؑ و حسنؑ کا گھر
اک دوپہر میں لوٹ لیا پنجتنؑ کا گھر

۲۰

کیوں منفعل ہو یہ حق تھا ولائے رسولؐ کا
دل توڑا اہلبیتؑ کا پہلو بتولؑ کا
ٹکڑے کیا جگر حسنؑ دل ملول کا
کاٹا چمن بہار میں زہراؑ کے پھول کا
آئے نہ دشمنوں کو یہ محبت نبیؐ سے کی
باندھا گلا علیؑ کا یہ الفت علیؑ سے کی

۲۵

صحبت جو چھڑی رعایتِ قولِ شہانہ کی
الفت کا مرتبہ تو بڑا ہے حیا نہ کی
بولے کہ نذرِ آلِ عبا کی ادا نہ کی
ان سب کا تم سے پوچھوں سخن ہم نوا نہ کی
سنا فاطمہ نے ہو گی نہ تربت حسینؑ کی
ٹوٹے گا دل یہ پوچھ کے غربت حسینؑ کی

۲۶

پوچھو جو اس زمانے میں تھا پیر الخطا
ناکام رہ گئے شہِ دیں کے نہ کام آ گئے
پیرِ ضعیف ہیں اب کہ ہیں شکلِ ہم سبک
پشت و پناہ خلق کے بے سایہ ہو گئے
عابد کی تپ سے کھیاں میں ان کی تھی
باقی رہا نہ صبر سب ان کے حق میں

۲۷

اس عہد میں جو شیعہ عالی وقار تھے
راہِ حسینؑ میں دل و جاں سے نثار تھے
بعضے گھروں میں بیٹھے ہوئے سوگوار تھے
بعضے نکل کے مستعدِ کارزار تھے
ہر گھر میں ماتمِ شہِ دیں کا عروج تھا
ہاں آمد و رد سے حیدریوں کا فوج تھا

۲۸

لکھا ہے روزِ قتل کی جب دھوپ ڈھل چکی
تلوار بوسہ گاہِ پیمبر پہ چل چکی
گھر بھی نبی کا لٹ چکا مسند بھی جل چکی
اور بال کھولے قبر سے زہرا نکل چکی
نے گھر رہا نہ در رہا پردہ نہ زر رہا
گویا کہ کعبہ فاطمہ کا نہ گھر رہا

۴۲۹
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳۰
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳۱
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳۲
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٣٣

اک بے ادب نے نیزے کو فوراً جھکا دیا
سر شاہ کا لگن سے انی پر اُٹھا لیا
نیزے کا کلوں گڑ کے نصب یوں کیا
جو دل حرم کا ہل گیا اور عرش کبریا
قرآن رکھ کے نیزے پہ پیاسے کا سر چلا
در در پھرانے کو سر پیمبر سے چلا

٣٤

سر پیٹتی یہ رہ گئی وہ سر رواں ہوا
خورشید حشر نیزے کے اوپر رواں ہوا
ہم جلے پیشوائی کو محشر رواں ہوا
حیرت سے چھوڑ چرخ پہ اختر رواں ہوا
اک دھوم زیر قبۂ عرش بریں اُٹھی
تعظیم سر کو یک قد آدم زمیں اُٹھی

٣٥

تھا سر کہ اس پہ چپ ملک و حور تھے علم
پیچھے فوق سے تھے پشت پہ جنات دم بدم
میکائیل و جبرئیل جلو میں کتا دو پہر
بڑھ بڑھ کے دیتے تھے نذرانہ ادھر ادھر
تسلیم کو اُٹھے سر عالی وقار کی
آئی سواری دوش نبی کے سوار کی

٣٦

یہ سر ہے یہ جلوس ہمارے امامؑ کا
آتا ہے سر حسین علیہ السلام کا
سمجھو نہ فرق دل ہے یہ خیر الانامؐ کا
یہ سر ہے تاجدار خواص و عوام کا
عیسیٰؑ کو یہ وقار ملا نے ذبیح کو
معراج نیزے پہ ہوئی فخر مسیحؑ کو

۳۳۷

سرگرم جلوہ مہر کا جو رخسارہ ہو گیا
دھوپ اس طرح اوڑھی کہ جگن ہو گیا
مردم کا اس پہ دم نظارہ ہو گیا
پتلی کا تارہ اختر سیارہ ہو گیا
عینک کی احتیاج نہ تھی چشم پیر کو
پڑھتا تھا سر نوشت صغیر و کبیر کو

۳۳۸

شاہی پکارے صبح کی جلوہ گری ہوئی
مشعل یہ ایسے ہوئے کہ ایسی سحر ہوئی
شان خدا نمود ادھر اور ادھر ہوئی
وا آشکار عینک شمس و قمر ہوئی
سر تو ہے ایک جلوہ گر بے حساب ہیں
رستے ہیں لاکھ چاند ہزار آفتاب ہیں

۳۳۹

میزان صبح و شام میں پیش نظر ہیں
شمس و قمر کا وزن کم و بیش کچھ نہیں
خورشید نقش سجدہ کا مشرق ہے یہ جبیں
اس کے حضور سر کو جھکاتے ہیں شرع و دیں
پیش جبیں فقط نہ سر شرع و دیں جھکا
سجدے کے واسطے فلک ہفتمیں جھکا

۳۴۰

کہتے ہیں اس جمال پہ سب کوہ و دمن
صلوا علی النبی و آل محمد ن پہ
دیکھیں جو روئے تیغ سلطان انس و جن
سب پر نثار عید ہو واجب ہر ایک دن
... حق کی یہی شان ہوتی ہے
ہر عید اس جمال پہ قربان ہوتی ہے

۵۴۱

ابرو کے آگے طاقِ زبرجد خفیف ہے
یاں آیتِ ہلال حدیثِ ضعیف ہے
رخ سے مثال دیتے ہیں قرآن شریف ہے
چاہِ ذقن کی چاہ ہیں کو ز لطیف ہے
اس چاہ سے بقا خضرِ نیک ذات کی
خضر اک طرف حیات ہے آبِ حیات کی

۵۴۲

ہے لعل عارض و لب و دنداں سے بہم آب و تاب
لالے کا رنگ غنچے کی بو دُر کی آب و تاب
ہے گرد میں وہ نکہتِ زلفِ سمن جناب
نافہ میں مشک گرد ہے اور شیشہ میں گلاب
اک شب نماز زلف کے پیچھے جو پڑ گئی
دن کیا ہم اس راہ شبِ قدر پڑ گئی

۵۴۳

بینی سے روشنی کا بلندی پہ ہو ظہور
فانوسِ عرشِ پاک کی ہے شمع اس کا نور
قائل ہے اس کی رفعتِ طلعت کے وہ غیور
عیسیٰ نے اوج پایا تو موسیٰ نے شجرِ طور
ہے پُر آب و تاب یہ بینی کا اوج ہے
گویا بلند نور کے چشمہ سے موج ہے

۵۴۴

حاجب کی طرح ابروئے زیبا نظر جو آئیں
پھر کیوں رواقِ عرش نہ ہم چشم کو بنائیں
دربانِ درِ حسینؑ کا جو ہم کو بتائیں
ابرو کی طرح آنکھوں پہ مردم انھیں بٹھائیں
مردم سیاہ پوش جو بہرِ امام ہوں
پتلی کی طرح چشم کی یاں میں مقام ہوں

۴۲۵

نزدیک چشم راست ہے یوں بینیِ امام
عین علی سے وصل ہے جیسے علی کا لام
معکوس حرف یا کا ہے ابروئے مشکفام
لکھا ہے کلک صنع نے زیبا علی کا نام
صنعت علی کے نام پہ کیا زیب و زین ہے
کاتب خدا ہے لوح جمال حسین ہے

۴۲۶

چشم دوم سے بینی و ابرو میں عیاں ہم
اُنکے حروف ہم ہیں یوں جیسے بقلم
طغرا نویس کن فیکوں پر نثار ہم
یاں عین و لام و یا کے اس شان سے رقم
چہرے پہ راس و چپ و علی آشکار ہیں
حیدر نگاہ بان یمین و یسار ہیں

۴۲۷

گویا یہ خشک لب ہے ہلال مہ صیام
مومن پہ جسکی دید سے آب و غذا حرام
سچ ہے کہ تشنہ کام ہوا قتل تشنہ کام
دلوا دو اسکا فاتحہ پانی کا بھر کے جام
جاری ہے جو مرنے پہ سوکھی زبان کی
سچ ہے یہ وعدہ ختم ہے یا رب جہان کی

۴۲۸

اپنے نطق میں تار زر کے جو کر دو روشن آب
لایا قمر نثار سر ابن بوتراب
کوسے ہوئے کرن سے پروبال آفتاب
پروانہ وار پھرتا تھا گرد سر جناب
سر شعلہ مزہ شمع تھا سوچ پتنگ تھا
فانوس گنبد فلک سبز رنگ تھا

۱۴۹

اک مومنہ یہ کہتی ہے میں نے جو کی نظر
اک بی بی پیٹتی ہوئی پھرتی ہے گرد سر
نوحہ یہ تھا کہ لے مرے سید مرے پسر
کہدے کہ جائے کو کدھر جلی ماں تری کدھر
واں بیٹھوں کربلا میں کہ یاں آؤں شام میں
سر تیرا شام میں ہے بدن قتل گاہ میں

۱۵۰

لے جاتے تھے جدھر سر شاہ انام کو
دیوار و بام جھکتے تھے سر کے سلام کو
روشن کیا تھا سر نے یہ اقلیم شام کو
حاجت نہ تھی چراغ جلانے کی شام کو
فکر چراغ و شمع سے سب کو فراغ تھا
زہرا کے اک چراغ سے گھر گھر چراغ تھا

۱۵۱

غل تھا یہ کس شہید کا جلوہ نما ہے سر
فرفر زباں سے مصحف حق پڑھ رہا ہے سر
یکسر جہاں میں کاشف سر خدا ہے سر
وہ قرب حق ملا کہ بدن سے جدا ہے سر
صاحب کو اس کے کشتۂ شمشیر کیوں کیا
ایسے سر بزرگ کو تشہیر کیوں کیا

۱۵۲

سب سے ملازمان یزیدی نے یہ کہا
بیعت نہ کی خلیفہ کی اس نے یہی خطا
قبلہ کو مڑ کے شاہ کے سر نے یہی کہا
یارو برب کعبہ گنہ کچھ نہیں مرا
کونین میں عزیز ہیں ان میں جگر ہوں
میں نائب رسول خدا کا وزیر ہوں

٥٥٣

رکھا ہے نام آپ خدا نے مرا حسینؑ
میں ہوں برادر حسنؑ مجتبیٰ حسینؑ
میں ہوں یتیم حضرت خیر الوریٰ حسینؑ
میں ہوں عزیز مردہ خیر النسا حسینؑ
عہد وفا میں عاشق ذو الاحترام ہوں
مجرم نہیں امامؑ ہوں پیارو امامؑ ہوں

٥٥٤

راضی ہوں سر چڑھے مرا نیزہ پہ دربدر
لاشہ بھی بے کفن رہے جلتی زمین پر
احساں کرے اب اتنا یزید لعیں پر
دربار میں بلائے نہ زینبؑ کو ننگے سر
رکھ لے یہ بات امامؑ مدینہ کی
کھلوا دے ریسماں گلے سے سکینہؑ کی

٥٥٥

رونا تھی خلق سن کے بیان سر امامؑ
زنداں میں حرم پہ قیامت تھی صبح و شام
بیمار کو اور سول کو اک جا تھا مقام
گھر کربلا میں تھے جو کبھی درمیان شام
اٹھارہ لخت دل وہاں بے گور و کفن تھے
بارہ گلے اسیروں کے یاں اک رسن میں تھے

٥٥٦

اب ختم ہی جو ہے بازار انتقام
اور ہم فروش معرکہ الفت امامؑ
لکھتے ہیں شیعیان سلف کا خرچ کلام
سن کر یہ سرگذشت سر شاہ تشنہ کام
آنکھوں سے آنسوؤں کے دل نکل پڑے
چاروں طرف سے رونے کا غل نکل پڑے

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۶۱

بولی وہ خوش عقیدہ خوشا حال مرحبا
بس سے بھی تم پہنچنا ابھی جا شتاب جا
تنہا ہے قصد یا کوئی ساتھی بھی ہے ترا
اُس نے کہا کہ ہاں مرو شاہ لافتا
واں پنجتنؑ کا ہے اور میرے ساتھ ہیں
آئی ندا علیؑ کی کہ ہم تیرے ساتھ ہیں

۵۶۲

گھر سے چلا دمشق کو تنہا وہ باصفا
توفیق زاد راہ ہوئی شوق رہنما
رزقِ لطیف گلشنِ فردوس کی ہوا
اور آب بیٹے کے پرتے میں کوثر نے پیا
زانو و سر کو ٹیکتا تھا ہر مقام میں
یعنی برہنہ پا گئے سجادؑ شام میں

۵۶۳

القصہ گھر سے خاک اڑاتا ہوا چلا
غم فاقۂ حسینؑ کا کھاتا ہوا چلا
داغ جگر چراغ دکھاتا ہوا چلا
خضر آ کے آگے آگے راہ بتاتا ہوا چلا
جنت کی راہ کھل گئی فضل خدا ہوا
مشکل تھی حل رفیق جو بخت رسا ہوا

۵۶۴

یوسفؑ کی طرح غرق تھا دل سر کی چاہ میں
پہونچا جو شام میں تو سنا غل یہ راہ میں
لاشہ تو بے کفن ہے ابھی قتل گاہ میں
سر یوسفِ علیؑ کا مقید ہے چاہ میں
ہر روز سر نے معجزہ نو عیاں کیا
حاکم نے چاہ میں سرِ انور نہاں کیا

۴۶۵

[illegible]

۴۶۶

[illegible]

۴۶۷

[illegible]

۴۶۸

[illegible]

۹۶۹

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۹۷۰

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۹۷۱

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۹۷۲

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۷۴۳

گذری جو شب یہ عالم شاہی کو صبح گاہ
فوج اُس نے بھیجی چار طرف رُکنے کو راہ
بخشی خدا نے شیعوں کو خاصیت نگاہ
اسکو نہ دیکھا اک نے نہ دیکھا کیا سپاہ
تن سر بسر نگاہ جو اس خستہ تن کا تھا
یہ عین معجزہ سر شاہ زمن کا تھا

۷۴۴

پنہاں رہا یہ خصم کی صورت نکالئے
شکل نصیب شمر پھری فوج ڈالئے
یہ روز و شب زیادہ چلا ہم دمالئے
باران و برق ساتھ لے اشک و آلئے
اک ہاتھ ولیہ ایک میں تھا سر حسین کا
اور گرد شور فاطمہ زہرا کے بین کا

۷۴۵

اک شب کو رفتہ رفتہ وہاں پہنچا یہ جواں
اُتری ہوئی تھی اک زن نصرانیہ جہاں
صحرا میں اُسکے خیمے سو دوان فلک عیاں
خاتون قوم اہل دل فخر خانداں
دل مہر پنجتن سے جو صاف آئینہ سا تھا
خورشید بانو اسکا جہاں میں خطاب تھا

۷۴۶

پچاس لونڈیاں لئے خدمت کے واسطے
نکلی تھی مال لیکے تجارت کے واسطے
تقدیر لائی سر کی زیارت کے واسطے
ہادی بھی آن پہنچا ہدایت کے واسطے
اُس شب گروہ رنج تھا اُس [illegible] کو
زینب پہ جو قلق تھا شہ دو سرا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۸۱

اک نے کہا نجف میں ہے قبرِ ابوتراب
جاتا ہے واں چراغ جلانے کو آفتاب
حیرت سے کوئی بولی کہ اللہ رے آب و تاب
یہ نور بے مثال ہے یہ نور لاجواب
اک نے کہا کہ چاند حضور کا داغ ہے
ہیں والیِ امام تو گھر شب چراغ ہے

۱۸۲

اک نے کہا کہ ہوگا سکندر یہ نیک ذات
یا آئینہ لگا ہے سکندر کا اسکے ہات
بیساختہ زباں سے کسی نے کہی یہ بات
اک جا ہوئی ہے جمع تجلّی کائنات
اپنی جگہ چراغ ستاروں کے جلتے ہیں
اس روشنی میں اہلِ زمیں راہ چلتے ہیں

۱۸۳

جوہری بازار سے گزرا اسکو دی صدا
لے جا نہ اسے بہرِ خدا میرے پاس آ
آیا جو وہ تو پوچھا کہ رومال میں ہے کیا
مومن پکارا گوہرِ نایاب و بے بہا
بولی وہ بات کہہ کر ذرا آ کے دیکھ لیں
اتنا بڑا گہر نہیں دیکھا جہان میں

۱۸۴

مومن نے پوچھا کچھ اور بولے بندۂ خدا
میں نے خریدا اس نے لیا مول تو بتا
رونے لگا وہ کانپ کے اور بولا کیا کہا
ہاں یہ کہ اسکا مول کوئی دے سکیگا کیا
اللہ کو رسول کو پہچانتا ہوں میں
قرآن سے زیادہ اسے جانتا ہوں میں

٥٠٥

ہائے ہے اسکا باغ جناں دیکھیگی تو
رشک الامیں کی صدقے ہو جاں دیکھیگی تو
پیمانہ ہے زمین و زماں دیکھیگی تو
قیمت میں کم ہیں دونوں جہاں دیکھیگی تو
یاقوت ہفت درج و دُرِ نہ صدف ہے یہ
مخصوص بہر بیعت شاہ نجف ہے یہ

٥٠٦

یہ سنکے اور شوق بڑھا پھر کیا سوال
الحق میں نہ جانتی تھی اس گہر کا حال
پیدا ہے شوق دید میں اب صبر کا محال
یہ لونڈیاں یہ خیمہ یہ سارا متاع و مال
سب تجھ سے اس گہر کی تو یہ رونمائی اب
بس تیرے ہاتھ ہو مری عقدہ کشائی اب

٥٠٧

بولا عجب مجھے نہیں پروائے مال ہے
اس دُر کی آبرو کی کمی کا خیال ہے
چل تو نجف میں شوق جو اسکا کمال ہے
واں اسکی دید سہل ہے اور یاں محال ہے
جاؤں گا جس گھڑی یہ گہر نذر دینے کو
حیدر کے ہاتھ قبر سے نکلیں گے لینے کو

٥٠٨

وہ بولی اشتیاق کا دل پر وفور ہے
آنکھوں سے میں چلوں گی نجف گو کہ دور ہے
پر شب کی شب قیام ترا یاں ضرور ہے
اس نے کہا قبول یہ لے دی شعور ہے
نظر اسکا بخت جو بیدار ہو گیا
اک گوشے میں اُتر کے وہ دیندار سو گیا

۹۲

گئی وہ صبح میں عشق کہاں کو ڈھونڈ
آیا جو ہوش تو نہ یہاں جا نہ یہاں پہ کر
کیوں وادی خیر تو سے تڑپتا ہے کیوں یہاں
بی بی نے سوال بھی کئے اور سیجی بھی مگر
پھر اس گھر کے آنے سے یہ دل اداس ہے
بی بی کو کچھ پند ہے سنے نہ جوکی پیاس

۹۳

ہم باہم آئی تھی کبھی شیخ میں جاتی تھی
لیکن نہ ور دل سے کبھی بھی نہ جاتی تھی
کم ہونا کو نا ڈھونڈ کے سب کو سناتی تھی
اے دو گور دشنی کی ابھی آواز آتی تھی
پھر ہم بھی سنتی ہو جہاں دھوم ہوتی ہے
گویا کہ میرے سینے میں سب خلق روتی ہے

۹۴

جی کی کیا یاد دل میں فراموش جہاں
پچھے جو اس پا خم انگشت ورد ہاں
مشغول خواب شیشہ و پیشم تھا جہاں
پہنچا یا جذب دل نے اسے واں کشاں کشاں
وہ سو رہا تھا سینے پہ مٹی دھرے ہوئے
چپ چاپ کھڑی تھی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے

۹۵

چھا گیا دل کو یہ گئی بستر پہ سونے کو
بٹھلا کے پاس گلے لیا آنکھوں پہ رونے کو
طوفان اشک چشموں سے نکلا ڈبونے کو
سوز جگر نے آگ لگا دی بچھونے کو
اغلب تھا قصر چار عناصر خراب ہو
وہ چشم تر اشک کے اندر حباب ہو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۹۹۷

آہستہ اک کنیز اِدھر سے گئی اُدھر
رومال لاکے رکھ دیا بالی بہو کے ہاتھ پر
کھولی گرہ تو دیکھا کہ ہے لال سا گہر
خوں میں کسی شہید کا ڈوبا ہوا گہر
زخمی جبیں سے نورِ شرافت چمکتا ہے
تازہ لہو کی رگوں سے ٹپکتا ہے

۹۹۸

یہ دیکھتے ہی دل پہ وفورِ تعب ہوا
رو کر کہا دہائی دہائی غضب ہوا
ہے ہے شہید کون یہ مقبولِ رب ہوا
عیسیٰ نے جو کہا تھا سو ظاہر وہ اب ہوا
مظلومیت کی چہرۂ انور پہ شان ہے
قربان ہو گئی یہ مرا ایمان ہے

۹۹۹

کٹ گئے ہیں اسکے سوگ میں عیسیٰ کا جیب چاک
لاؤ چھری کروں میں کلیجے کو اپنے چاک
مجھکو ملاؤ خاک میں منہ پر لگا کے خاک
عیسیٰ سے روزِ حشر کہوں گی میں دردناک
کھولا نہ پہلے سر سے پشیمان ہو گئی
سرور اُسی پہ ترے قربان ہو گئی

۱۰۰۰

کس گھر کا یہ چراغ ہے جو ہے بجھا ہوا
پُر نور حسن کے جلوے سے جسم بھرا ہوا
مذبوح کس زمیں پہ یہ بے خطا ہوا
نازل یہ کیوں زمانے پہ قہرِ خدا ہوا
ڈرتی ہوں کہہ مومنوں کے نبی کا پسر نہ ہو
ہے ہے محمد عربی کا پسر نہ ہو

۱۰۱

کیوں صبا جو بتا دے یہ دُر ہے کہ لال ہے
موتی سفید ہوتا ہے یہ خوں میں لال ہے
اور لعل میں یہ وزن و بزرگی کمال ہے
مرتے کیا خطاب عجب تیرا حال ہے
نے لعل ہے یہ تو گوہر آبدار ہے
یہ ہچکیاں تو قرینہ پہ درد کا ہے

۱۰۲

مہمان ہم سے کہہ تری دعوت میں کیا کروں
سینے سے دل نکال کے تجھ پر فدا کروں
ہو جائیں آنکھیں کور یہ ناحق بکا کروں
تجھ پر پیاسے ہوں ترا ماتم بپا کروں
کس روز فاتحہ دوں میں تجھ بے نوا کا
اے مرثیت دوں مجھے اپنی قضا کا

۱۰۳

فارغ جو اس فغاں سے ہوئی وہ جگر کباب
پھر طشت میں گلاب سے دھویا سرِ جناب
اور سر کے دھونے میں جو گرا طشت سے گلاب
اُس سے زمین تھوڑی سی بھیگی ہے پُر تاب
کہتی تھی ہائے کیا کروں قدرت نہیں مجھے
درکار ہے سنہ عرشِ بریں مجھے

۱۰۴

سجادۂ نبی پہ جب پھر آراستہ کیا
سجدہ پہ فاطمہ نے نمازی کا رکھ دیا
اور سر کے گرد بوٹیوں کو جمع کر لیا
قدموں پہ اُن کے گر کے کہا ہم کو مر رہا
یوں ماتم اپنی بی بی کے مہماں کا کیجیے
ہاں جب تلک کہ دم ہے غم تم لیجیے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۰۹

دو بھائی ہیں ہم میں خاصۂ یزداں حسنؑ حسینؑ
جن و ملک کے قبلۂ ایماں حسنؑ حسینؑ
شمع و چراغِ روضۂ رضواں حسنؑ حسینؑ
قرآنِ حق میں لولو و مرجاں حسنؑ حسینؑ
پھر لولو کہہ دیں وہ بے مثال ہیں
مرجاں کا رنگ سرخ ہے ہم خوں میں لال ہیں

۱۱۰

ہیں راکب ان کے کاندھوں کا ہوں سوار
سینے پہ ہم سے ریتی پہ چڑھا شمر بد شعار
زہرا کو تن پہ گرد کا پڑنا تھا ناگوار
اعدا نے لاش پر پھیری گھوڑے راہوار
کھولے علی نے عقدے سر مشرقین کے
امت نے باندھے ہیں رسن سے گیسو حسینؑ کے

۱۱۱

رو رو کے کہا جو دیکھا تھیں رب مشرقین
والد پہ بیٹھا عدو اکو یہ شور و شین
کلمہ پڑھو تو صاحبِ فردوس ہو حسینؑ
سچ کہا بتا ہمیں زہراؑ کے نورِ عین
کاٹا سر حسینؑ نے ایمان کر دیا
کلمہ پڑھا کے سب کو مسلمان کر دیا

۱۱۲

اک بار پڑھے گر وہ سر شاہ مشرقین
پہچان کے ماتھے سب نے کیا ماتم حسینؑ
ہنگامہ ہوا عصر کا قیامت کا شور و شین
گھر گھر سے آ گئے نوحہ گاہ بین
امت میں عید قتل شہ مشرقین تھی
نصرانیہ کے گھر میں عزائے حسینؑ تھی

۱۱۳

ماتم رونے میں ہوا اُن سب کو نا گماں
کوئی پکاری ہائے علی اکبرؑ جوان
اک بولی ہائے جعفرؑ تشنہ بے زباں
اک نے فغاں کی ہائے علمدار خستہ جاں
اک بولی ہائے قاسمؑ گلگوں کفن ہے
مقتول بیگناہ غریب الوطن ہے

۱۱۴

جب ہو یہ ماتم شہدا میں مزہ ہوا
پیٹوں کا پوست سینہ زنوں نے کیا جدا
شق ہو کے استخواں سے لہو پاؤں تک بہا
اللہ رے جوش ماتم کہ یہ اک اک نے دی صدا
ماتم سے سینہ شق ہو مگر دل نہ سیر ہو
سینہ سا ہم کے گرد کلیجوں کا ڈھیر ہو

۱۱۵

تھا سب جگہ پاؤں کو رعشہ ہوا کمال
پھر سب نے چوب خیمہ سے باندھے سر کے بال
تا رشتہ پیچ میں نہ گرنے کا ہو خیال
بالوں کے باندھنے میں نہ ذرا تھی مجال
آئی تھیں سب یہ وہ جو تھی خیر الانام کی
امت نے باندھیں رسیں سے زلفیں امام کی

۱۱۶

بس یا فغاں و آہ سے کچھ غلغلے ہوئے
ماتم میں سب کے ہاتھ برابر تلے ہوئے
گیسو بندھے تھے چوب سے اور سر کھلے ہوئے
اشکوں سے مثل شمع سراپا گلے ہوئے
ہر دم صدا یہ دیتی ہیں سب دل ملول کو
احسان مند مجھکو کیا اور بتول کو

۱۱۷

اس زور شور سے کیا ماتم حسینؑ کا
ساتوں طبق زمین کے تھرا گئے زیر پا
آواز بند ہو گئی اور دم اُلٹ گیا
آخر گریں وہ کہتی ہوئی وا محمدا
دل پر جگر پہ جان پہ صدمے سوا اٹھے
گیسو کھلے کنیزوں کے سر سے ردا اٹھے

۱۱۸

فوارہ سا رواں ہوا سر سے جو خوں کی دھار
گیسو کٹے جو نذر غم شاہ نامدار
سامان تعزیت میں ہے یہ رسم یادگار
دسویں کو تعزیے جو اٹھاتے ہیں سوگوار
چالیس گیسوؤں کے نشاں ساتھ جاتے ہیں
سب حق شناس ان کی جبیں پہ چڑھاتے ہیں

۱۱۹

حوروں کو اُس گھڑی یہ ہوا عرش سے خطاب
ہاں خادمگان حق کی خبر جا کے لو شتاب
احسان ایک ایک کا ہم پہ ہے بے حساب
چھڑکو کہ ہمارے چشمۂ رحمت کا ہے یہ آب
اکبر سا لال بھی ہے تشنہ دو شفقین کی
یہ خاص لونڈیاں ہیں ہمارے حسینؑ کی

۱۲۰

حوران خلد آئیں کھلے سر برہنہ پا
چھڑکا زلال چشمۂ افضال گھر گیا
اتنے میں چونک اٹھا وہ غریب شہر ہوا
ماتم زدوں نے اُس سے کہا سارا ماجرا
ہاتھوں پہ پیٹے وہ سر انور رواں ہوا
پیچھے پہ کارواں بھی کبھی ہم سفر ہوا

۱۲۱

خورشید بانو اُس کے پرے اٹھی تھی نظر
منھ پہ ڈالے نقاب کی نہ پائی ادھر اُدھر
ناگہ قریب و شیخ نجف کے آ گئے گزر
دیکھا کہ راستے میں ہیں دو شخص نوحہ گر
زیر نقاب دونوں کے رخسار پاک ہیں
اُجلا کفن گلوؤں میں ہیں جیب چاک ہیں

۱۲۲

[illegible] کے ساتھ ایک بزرگ حسیں بڑھا
مشتاق فرق انور مظلوم کربلا
ہٹ کر ادب سے شیخ سے [illegible] آ گیا
آگاہ ہیں جو حضرت صاحب ذو العلا
یہ ہیں امین امانت خیر الانام کا
حیدر ہی کو ہیں وہ نگاہ سر اپنے امام کا

۱۲۳

دیوانے سب حسینؑ پہ تیرے نثار ہیں
بھائی اسی شہید کے ہم سوگوار ہیں
پیارے ہیں مرتضیٰؑ کے ہمارے مزار ہیں
ہیں نوحہ خواں پہ آدمِ عالی وقار ہیں
چل جلد [illegible] مشرقین کا
غش ہو گیا ہے قبر میں بابا حسینؑ کا

۱۲۴

زینبؑ میں اب قریب [illegible] کار
[illegible] سنگ پہ ستم آ ہو کے بیقرار
[illegible] حیدر کا دو شیار
تا مرقد نبی نہ گیا دم بھی زینہار
پہنچایا جائے قبر پہ وہ مادرِ حسینؑ
شاہِ نجف اٹھو کہ ہیں لایا سرِ حسینؑ

[illegible]

۱۲۵

یہ کہتا تھا کہ مرقد پہ در شق ہوا
سر ننگے آ بنا فِ عیاں شیرِ حق ہوا
پھیلائے ہاتھ یوں کہ مجھ کو قلق ہوا
رو کر کہا کہ مجھ سے ادا میرا حق ہوا
اب آنکھیں بند کر لے جو یہاں کا پاس ہے
زہراؑ ابھی بال کھولے ہوئے میرے پاس ہے

۱۲۶

بھائی یہیں ترے ہاتھ سے لوں کام حسینؑ
اور آؤ مجھ سے لگی یہ سہا در حسینؑ
آنکھوں کو بند کر کے گر آیا در حسینؑ پہ
اور لے لیا علیؑ نے سرِ اطہرِ حسینؑ
محسنؑ کی لاش دیکھ کے علیؑ کو مزار میں
زہراؑ نے لے لیا سرِ پُر خوں کنار میں

۱۲۷

بھائی آئے فاتحہ خوانِ بتولؑ آئے
بیجان ہو کے راحتِ جانِ رسولؑ آئے
مظلوم آئے بے وطن و دل ملول آئے
کھا کے کربلا سے یہاں تیر پھول آئے
زینبؑ کو میری ساتھ تم کیوں لائے حسینؑ
گھر سے کہاں گئے تھے کہاں آئے حسینؑ

۱۲۸

لٹ کر سفر سے یوں کوئی سلطاں پھرا نہیں
نوبت نہیں سپاہ نہیں اقربا نہیں
سب اک طرف بدن پہ ہیں اور دست و پا نہیں
سر پر بھی ہائے تاجِ رسولِ خدا نہیں
مجرائی تم سے عرش سے اولاد چھٹ گئی
سجادؑ تم سے بادشہ زادی کا سر کٹ گئی

قطعہ

[illegible]

قطعہ

[illegible]

قطعہ

[illegible]

رباعی

[illegible]

مختصر فہرست کتبخانہ ریاض تجارت چوک لکھنؤ

معراج الکلام حضرت [illegible] مرحوم خلف خدائے سخن [illegible]
دبیر [illegible] کے ہم معرکہ [illegible] مرثیوں کی ایک [illegible] جلد کا نام ہے
علاوہ مرثیوں کے سوانحعمری "صوبہ درج ہیں" کاغذ [illegible]
خنجانہ جلد معہ [illegible] بوستان رشید ملک الشعراء حضرت رشید مرحوم
کے [illegible] مرثیوں کی جلد ۲۰×۲۶ سفید چکنے کاغذ پر نہایت
اعلیٰ [illegible] چھپائی ہر صفحے میں صرف چار بند جلی لکھے ہیں مرحوم
کی سوانحعمری بھی درج ہے۔ عہر

معراج سخن حضرت عروج علیہ اللہ مقامہ کا منتخب کلام
طبع ہو گیا۔ جناب عروج مرحوم نے اپنی آخری عمر میں
انڈین پریس الہ آباد میں تین مرثیے طبع کرا کے اکاڈمی
الہ آباد یونیورسٹی میں مقابلتاً ان مجموعہ مرثی سے مبلغ
پانچسو روپیہ کا انعام حاصل کیا کاغذ سفید گندہ طباعت
اعلیٰ [illegible] دیدہ فریب دلفریب مجلد عہر

مجموعہ [illegible] سنت و سلام [illegible] جدید [illegible] جناب رشید مرحوم
ریحان غم۔ جناب میر وحید صاحب مرحوم کے ۲۰ مرثیے
یہ پہلی جلد طبع ہوئی ہے نہایت عمدہ سفید کاغذ پر
تحفہ [illegible] دعائیہ [illegible] مرثیہ
کتاب مستطاب بہت عمدہ سفید کاغذ پر نہایت صحت
صفائی کے ساتھ طبع ہوئی ہے شائقین کرام جلد توجہ فرمائیں
قیمت عہر مجلد ۱۲ مر

ہفت سورہ مترجمہ جناب مولانا حافظ فرمان علی
قبلہ مرحوم۔ ہفت سورہ نہایت ہی موزوں حمائل اور
تقطیع سفید کاغذ پر چھاپا گیا ہے جلی قلم خوشخط مجلد
بیس المناقب۔ جناب میر انیس و حضرت نفیس علیٰ
مقامہم کے مقبول مناقب طلب حاجات کا بہ
درلعیہ ۔ ر

نوٹ ہمارے کتبخانے میں ہر علم و فن کی کتابیں و تعویذات و لوح جات اور اموری حضرت شعرائے لکھنؤ کے نایاب
قلمی مرثیے جو آج تک نہیں چھپے بکثرت موجود ہیں فہرست طلب فرمائیے۔

المشتہر

سید ریاض الحسن موسوی مالک کتبخانہ ریاض تجارت چوک لکھنؤ

یہ سب کتابیں امتیاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہیں

CALL No

ACC No

AUTHOR

T TLE

T 220 1

Date	No	Date	No
T220104			
T100905			

MAULANA AZAD LIBRARY

AL GARH MUSL M UN VERS TY

RULES —

The Book m s be e u ned on he da e s amped above

2 A fine o **Re. 1-00** pe vo.ume pe. day sha be cha ged .o. tex. books and **10 Paise** pe vo'u ne pe day 'o ge e a' books kep' ove -due